(الخزائن : فهرس نوادر المخطوطات العربية — ۱)

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے

نادر عربی مخطوطات کی

فہرست مُفصّل

(جلد اوّل)

مرتبہ

قاضی عبدالنبی کوکب، ایم۔ اے

۱۹۷۵ء

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

(الخزائن : فهرس نوادر المخطوطات العربية — ۱)

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے

نادر عربی مخطوطات کی

فہرست مفصل

(جلد اوّل)

مرتبہ

قاضی عبدالنبی کوکب، ایم - اے

۱۹۷۵ء

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

تالیف : الخزائن: فہرست مفصل (نادر عربی مخطوطات
پنجاب یونیورسٹی لائبریری) جلد اوّل

مولّف : قاضی عبدالنّبی کوکب، ایم - اے

ناشر : پنجاب یونیورسٹی، لاہور

مطبع : پنجاب یونیورسٹی پریس، لاہور

تاریخ طبع اوّل : دسمبر ۱۹۷۵ء

تعداد : ۵۰۰ قیمت ۳۰ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مندرجات

تقدیم

پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ، مخطوطات کا شعبہ ۳۱ - جولائی ۱۹۲۰ء کو قائم ہوا - نومبر ۱۹۴۱ء تک ، لائبریری میں ۱۷۴۲ (اس تعداد میں سنسکرت مخطوطات شامل نہیں) قلمی نسخے جمع کیے گئے - مخطوطات کی فہرست نگاری کا کام ، مرحوم ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کی نگرانی میں، ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے شروع کیا - ان کی مرتبہ پہلی جلد، یونیورسٹی نے ۱۹۴۲ء میں شائع کی - جس میں، تاریخ سے متعلق ۱۸۱ فارسی مخطوطات کی تفصیلات مندرج ہیں - اور دوسری جلد ، ۱۹۴۸ء میں شائع ہوئی جو فارسی نظم کے ۱۱۷ مخطوطات کے بیان پر مشتمل ہے - اس کے بعد ، فہرست نگاری کے کام پر، مختلف اوقات میں، مرحوم مولوی عبداللہ ابوالخیر ، جناب فضل اللہ فاروقی، جناب ذوالقرنین ، اور مولوی رشید احمد مامور رہے -

زیرنظر جلد کے مرتب قاضی عبدالنبی کوکب، جنوری ۱۹۶۰ء سے، یونیورسٹی لائبریری میں ، مخطوطات کی فہرست نگاری کے لیے متعین ہیں اور اس وقت لیے ہوئے کام کی صورت یہ ہے کہ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کے کل مخطوطات (جن کی مجموعی تعداد تقریباً ۱۰،۰۰۰ ہے) کی مختصر فہرست (Hand-list) اختتام کے قریب ہے، جس پر نظرثانی کا کام ڈاکٹر سید محمد عبداللہ، (رئیس شعبۂ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب) کی نگرانی میں انجام پا رہا ہے - مختصر فہرست کے علاوہ ، نادر اور اہم مخطوطات کی ایک تفصیلی فہرست بھی مرتب کی جا رہی ہے - اس سلسلے میں حصۂ عربی کا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے جس کی نگرانی، گروپ کیپٹن سید فیاض محمود، (سابق رئیس شعبۂ تاریخ ادبیات) نے کی - تفصیلی فہرست کی اشاعت کے لیے مناسب سمجھا گیا کہ حصۂ عربی کی طرف پہلے توجہ کی جائے ، کیونکہ یہ حصہ نسبۃً زیادہ قابل قدر اور نادر مخطوطات پر مشتمل ہے، چنانچہ عربی کے گیارہ سو مخطوطات میں تقریباً اڑھائی سو مخطوطات ، کسی نہ کسی اعتبار سے ندرت و اہمیت کے حامل قرار دیئے گئے ہیں - ان اڑھائی سو نوادر مخطوطات

کی تفصیلی فہرست دو دو جلدوں میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا - زیرنظر فہرست اس سلسلے کی جلد اول ہے جو دینی علوم سے متعلق اکاسی (۸۱) نادر مخطوطات کے بیان و توضیح پر مشتمل ہے -

اس فہرست کی قدر و قیمت اور اس کے مرتب کی محنت کا صحیح اندازہ تو اہل علم و فضل ہی کریں گے بہر نوع مجھے امید واثق ہے کہ یونیورسٹی کے نوادر مخطوطات کے ساتھ متعارف ہونے اور ان پر تحقیقی کام کے سلسلے میں، اہل علم حضرات اس فہرست کو مفید پائیں گے -

عبدالرحیم

لائبریرین ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری

لاہور - نومبر ۱۹۷۰ء

تعارف

(از نگران عمومی)

یونیورسٹی لائبریری میں مخطوطات کی فہرست نگاری کا سابق طریق کار حسب ذیل تھا :

۱۔ ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب نے فارسی مخطوطات کے ایک حصے کی نیم تفصیلی فہرست مرتب کی ۔

۲۔ بعد میں مختصر فہرست (Hand-list) کا طریقہ اختیار کر لیا گیا ۔ جس میں مصنف کا نام ، تالیف کا نام ، خط اور ضخامت کی تفصیل ، تاریخ کتابت ، کاتب کا نام وغیرہ درج کر دیا جاتا ۔

دونوں صورتوں میں ، اہم اور غیر اہم مخطوطات ایک ہی فہرست میں مذکور تھے نیز سید عبداللہ صاحب کی نیم تفصیلی فہرست اور بعد کی زیر ترتیب فہرستِ مختصر ، ہر دو کی زبان انگریزی ہے ۔

علاوہ ازیں اہم اور نادر مخطوطات کی بھرپور تفصیلی فہرست کا کام بڑی ضروری تھا اور مناسب تھا کہ نوادرِ مخطوطات کا تعارف قومی زبان میں پیش کیا جائے ۔ وسط مارچ ۱۹۶۷ء میں ، ہر دو فہرست نگار حضرات کو ، وائس چانسلر صاحب (مرحوم پروفیسر حمید احمد خان) کے حسب ہدایت ، تفصیلی فہرست کے منصوبے پر کام شروع کرنے کے لیے کہہ دیا گیا اور اس کام کی عمومی نگرانی میرے سپرد کی گئی (خود وائس چانسلر بھی وقتاً فوقتاً اس کام کو دیکھتے رہے)، تاہم مختصر فہرست کا کام بھی حسب سابق، شیخ عبدالنبی کوکب صاحب کے ذمے رکھا گیا ۔ تفصیلی فہرست کے سلسلے میں جون ۱۹۶۷ء کو وائس چانسلر نے ہر دو فہرست نگاران کو ایک میٹنگ میں جمع کیا، جس میں میرے علاوہ، یونیورسٹی لائبریرین جناب عبدالرحیم بھی شریک تھے ۔ اس موقع پر، تفصیلی فہرست کا منصوبہ دونوں فہرست نگار حضرات کے سامنے پوری وضاحت کے ساتھ رکھ دیا گیا اور

قرار پایا کہ مولوی رشید احمد صاحب، حصۂ فارسی پر اور کوکب صاحب، حصۂ عربی و اردو (بشمول پنجابی وغیرہ) پر کام کریں گے۔

زیرنظر فہرست مفصل (جلد اول) میں حصۂ عربی کے اکاسی (۸۱) نادر اور اہم مخطوطات کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس فہرست کے مرتب قاضی عبدالنبی کوکب ہیں، جو درس نظامی کے فارغ التحصیل ہونے کے علاوہ ''فاضل اردو''، ''فاضل فارسی'' اور ''فاضل عربی'' (بامتیاز) ہیں۔ علاوہ ازیں وہ عربی و اردو میں ایم۔ اے ہیں اور عربی زبان و ادب سے خاصا شغف رکھتے ہیں۔ وہ مخطوطات پر گزشتہ دس گیارہ برس سے کام کر رہے ہیں۔

پیش نظر فہرست کا انداز یہ ہے کہ مولف کے احوال حیات، اس کے علاقے اور دور کے تعین کے ساتھ درج کیے گئے ہیں، اکثر صورتوں میں مولف کے شیوخ اور ممتاز تلامذہ کا تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے، نیز مولف کا علمی (یا معاشرتی) مقام، سفر اور دیگر علمی سرگرمیوں پر بھی کچھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہر مخطوطے کی صوری تفصیلات نوٹ کے آغاز میں مندرج ہیں یعنی اوراق، سطور، تقطیع، خط، کاتب، تاریخ کتابت اور ابتدائی کلمات۔ مخطوطے کی علمی اور موضوعی نوعیت کے تشخص کے لیے اور اس کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لیے بعض صورتوں میں فضلا کی آرا اور بعض صورتوں میں مندرجات تالیف سے، مدد لی گئی ہے۔ اسلوب و ترتیب اور اہمیت مضمون کے تعارف کے لیے بھی اقتباسات سے کام لیا گیا ہے۔

مرتب نے برعظیم پاک و ہند کے مولفین اور تالیفات کو بجا طور پر خصوصی توجہ دی ہے۔ اس طرح پاک و ہند کے ایسے متعدد گمنام فضلا سے تعارف ہو گیا ہے جن کا تذکرہ عام کتب رجال میں یا تو ملتا ہی نہیں اور اگر کہیں ملتا ہے تو محض چند سطور میں۔ یہاں ان سے قارئین کو بہ طریق احسن متعارف کروا دیا گیا ہے۔ مذکورہ نوعیت کے چند فضلائے پاک و ہند کے لیے درج ذیل شمارے بطور مثال ملاحظہ ہوں:

۱- بحرق حضرمی	شمارہ (۱۱)
۲- معین بن خواجہ محمود نقشبندی	شمارہ (۱۳)

۳- یعقوب البنانی اللاہوری	شمارہ (۲۸)
۴- نور العالم الصدیقی	شمارہ (۲۹)
۵- صاحبزادہ میاں محمدی (پشاور)	شمارہ (۳۲)
۶- شاہ عنایت قادری (قصوری)	شمارہ (۴۸)
۷- رحمت اللہ سندھی	شمارہ (۵۲)
۸- جعفر بوبکانی سندھی	شمارہ (۵۶ تا ۶۱)
۹- عبداللہ بن عبدالحکیم سیالکوٹی	شمارہ (۶۵)
۱۰- مولانا جان محمد لاہوری	شمارہ (۷۱)
۱۱- محمد عالم پشاوری،	شمارہ (۷۳)

اور بہت سے دیگر

بعض مقامات پر مرتب نے، مولفین کے علمی کارناموں سے متعلق خصوصی طور پر بعض ایسی اہم معلومات بہم پہنچائی ہیں جن سے پاک و ہند کی علمی، ادبی تاریخ کی متعدد نئی کڑیاں منکشف ہو گئی ہیں؛ مثلاً بحرق حضرمی (متوفی ۹۳۰ھ) کی تالیفات (شمارہ ۱۱، ۱۲) کے بیان میں، مولف کے اقتباسات درج کر کے بتایا ہے کہ اس نے وحدت الوجود اور حلول و اتحاد کے تصورات پر تنقید کی تھی - مرتب نے بحرق کے بعض اشارات سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس نے شیخ ابن العربی کے بعض تصورات سے اختلاف کیا تھا - اس طرح مرتب نے فہرست ھذا میں بحرق حضرمی کو حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیا کی ایک پیشرو کڑی ثابت کیا ہے - مرتب فہرست کی رائے ملاحظہ ہو:

> "مولف کے ان افکار سے پتا چلتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی سے ایک صدی پیشتر، برعظیم میں شیخ ابن عربی کے معتقدات اور حلول و اتحاد کے نظریات پر تردید و تنقید کے سلسلے میں کچھ تالیفی کام شروع ہو چکا تھا-"

(دیکھیے فہرست ھذا ص ۲۸)

معلوم ہوتا ہے کہ مرتب نے دنیا کی معروف لائبریریوں کی بیسیوں فہارس سے استفادہ کیا ہے ، اور کہیں کہیں ، ان کے بعض مندرجات کی اصلاح بھی تجویز کر دی ہے؛ مثلاً شمارہ (۱۲) میں پروفیسر براؤن ، شمارہ (۱۵) میں لائبریری مانچسٹر کے کیٹلاگر، شمارہ (۲۷) میں براکلمن اور برٹش میوزیم اور شمارہ (۵۰) میں، براکلمن اور فہرست نگاران بانکی پور و رامپور کی فروگذاشتوں کی واضح نشاندھی کی ہے اور اغلاط کا پس منظر بتانے کی کوشش بھی کی ہے۔

اردو زبان میں عربی مخطوطات کی توضیح و تشریح کے لیے غالباً یہ پہلی وقیع تفصیلی فہرست ہے۔ فہرست نگاری کے کام کی فنی دیکھ بھال مسٹر عبدالرحیم لائبریرین پنجاب یونیورسٹی کے ذمے تھی۔ یونیورسٹی لائبریری کے یہ کارکنان، اہل علم کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔

گروپ کیپٹن سید فیاض محمود

(سابق) صدر شعبۂ تاریخ ادبیات ، پنجاب یونیورسٹی

اس جلد پر ایک نظر

(از مرتب)

الخزائن، یعنی فہرست مفصل کی یہ جلد اول، عربی زبان کے اکاسی نادر و اہم مخطوطات کا تعارف پیش کرتی ہے، اس جلد میں بیان ہونے والے مخطوطات، حسب ذیل پانچ علوم سے متعلق ہیں:

(۱) علوم قرآنی، (۲) أصول حدیث، (۳) حدیث، (۴) اصول فقه، (۵) فقه۔

علوم قرآنی : شمارہ ۱ تا ۱۴ میں مندرجہ مخطوطات، علوم قرآنی سے تعلق رکھتے ہیں، جن میں پہلے پانچ (۱ تا ۵)، رسم الخط، تجوید اور فہارس قرآنی پر مشتمل ہیں، اس کے بعد آٹھ (۶ تا ۱۳) مخطوطات، تفسیر پر ہیں، اور آخر میں ایک (شمارہ ۱۴) مخطوطہ، الناسخ و المنسوخ سے متعلق ہے۔

اصول حدیث : شمارہ ۱۵ تا ۱۷ کے مخطوطات، اصول حدیث سے متعلق ہیں۔

حدیث : شمارہ ۱۸ تا ۲۷، علم حدیث سے متعلق مخطوطات پر مشتمل ہے۔

اصول فقه : شمارہ ۲۸ تا ۳۷ کے مخطوطات کا موضوع، اصول فقہ ہے: جن میں پہلے سات (۲۸ تا ۳۴) حنفی، اس کے بعد ایک (شمارہ ۳۵) مالکی، اور آخر میں دو (۳۶ تا ۳۷) شیعی اصول فقہ پر مشتمل ہیں۔

فقه : شمارہ ۳۸ تا ۸۱ کے مخطوطات علم فقہ سے تعلق رکھتے ہیں، مگر انہیں حسب ذیل ذیلی موضوعات میں مزید تقسیم کر کے پیش کیا گیا ہے:

فقه حنفی : شمارہ ۳۸ تا ۷۳ کے مخطوطات، فقہ حنفی پر مشتمل ہیں۔

فقه شافعی : صرف ایک مخطوطہ (شمارہ ۷۴) فقہ شافعی سے متعلق ہے۔

فقه شیعی : تین مخطوطات (شمارہ ۷۵ تا ۷۷) فقہ شیعی سے تعلق رکھتے ہیں۔

فقہ تقابلی مطالعہ : شمارہ ۷۸ ، ۷۹ یعنی دو مخطوطات ، فقہ کے تقابلی مطالعے پر مشتمل ہیں۔

علم الفرائض : آخری دو مخطوطات (۸۰ ، ۸۱) علم الفرائض (قانون وراثت) سے متعلق ہیں، جن میں پہلا حنفی اور دوسرا شیعی مذھب کی نمائندگی کرتا ہے۔

اس ذخیرے میں ، یہ چیز بطور خاص قابل ملاحظہ ہے ، کہ دینی موضوعات میں سب سے زیادہ تعداد ، فقہ سے تعلق رکھنے والے مخطوطات کی ہے اور پھر فقہی مخطوطات میں، سب سے زیادہ تعداد ، فقہ حنفی کے مخطوطات کی ہے ۔ چنانچہ ہمارے اس ذخیرے کے ۴۴ مخطوطات ، فقہ سے متعلق ہیں ، جبکہ بقایا چار علوم (علوم قرآنی ، اصول حدیث ، حدیث اور اصول فقہ) پر مشتمل مخطوطات کی کل تعداد ۳۷ ہے؛ پھر ان چوالیس مخطوطات (فقہیہ) میں فقہ حنفی کے مخطوطات ۳۷ ہیں اور دیگر مذاھب فقہیہ (مع تقابلی مطالعہ) پر کل سات مخطوطات ہیں۔ یہ تناسب، اس جلد میں محض اتفاقی نہیں ، بلکہ پاک و ھند میں پائے جانے والے جملہ دینی لٹریچر میں تناسب کی یہی کیفیت ہے؛ یعنی ہمارے ہاں دینی علوم کی تدوین و اشاعت کے سلسلے میں سب سے زیادہ توجہ فقہ کی طرف، اور فقہ میں سب سے زیادہ توجہ فقہ احناف کی طرف کی گئی ہے۔

زیرنظر جلد میں بمشکل دو چار مخطوطات ایسے ہوں گے، جو ایک مرتبہ طبع ہو کر ، بعد میں نایاب ہو گئے (جن کی نشاندھی فہرست میں اپنی جگہ پر کر دی گئی ہے) ان کے علاوہ ، اس فہرست کے جملہ مخطوطات غیرمطبوعہ ہیں ، اور غیر مطبوع ہونے کے علاوہ، ندرت و اھمیت کے دیگر پہلوؤں کے پیش نظر بھی قابل توجہ ہیں مثلاً ان میں ۳۷ مخطوطات ایسے ہیں کہ غالباً پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے علاوہ، دوسری کسی لائبریری میں، ان کا کوئی نسخہ نہیں پایا جاتا ، چنانچہ حسب ذیل شمارہ جات ، اسی نوعیت کے نادر مخطوطات پر مشتمل ہیں :

(۹) ، (۱۰) ، (۱۱) ، (۱۲) ، (۱۶) ، (۱۷) ، (۱۸) ، (۲۳) ، (۳۳) ، (۲۸) ،
(۲۹) ، (۳۴) ، (۳۷) ، (۴۴) ، (۴۸) ، (۵۱) ، (۵۴) ، (۵۵) ، (۵۶) ،

(۵۸) ، (۵۹) ، (۶۰) ، (۶۱) ، (۶۲) ، (۶۴) ، (۶۶) ، (۶۵) ، (۷۰) ،
(۷۱) ، (۷۲) ، (۷۳) ، (۷۴) ، (۷۷) ، (۷۹) ، (۸۱) -

اس کے بعد ، حسب ذیل شمارہ جات ، اس ذخیرے میں وہ ہیں ، جو برعظیم پاک و ہند کی خاص مقامی تالیفات پر مشتمل ہیں - ان کی کل تعداد ۳۲ ہے - جہاں خاص شہر یا ضلع وغیرہ کا تعین ہوسکا ہے ، وہاں اس کی صراحت کر دی گئی ہے :

(۵) عالمگیر کے نام انتساب، (۹)، (۱۰)، (۱۱)، (۱۲)، (۱۳)، کشمیر، عالمگیر کے نام انتساب ، (۱۶) ملتان ، (۲۲) ، (۲۸) لاہور ، (۳۰) دیوہ لکھنؤ ، (۳۲) لکھنؤ (۳۳) پشاور ، (۳۴) غیاث الدین بلبن کے نام انتساب، (۳۸) قصور/لاہور (۳۹) لاہور (؟) (۵۲) ، (۵۳) سندھ ، (۵۴) اُچ شریف ، (۵۴) تا (۶۲) بوبکان (سندھ) ، (۶۵) سیالکوٹ ، (۶۷) ، (۶۸) بوبکان (سندھ) ، (۶۹) سندھ ، (۷۱) سیالکوٹ/لاہور (۷۲) دوآبہ (۷۳) پشاور/شکارپور -

قدیم الکتابۃ ہونے کے اعتبار سے، یہ چند شمارہ جات قابل توجہ ہیں -

(۳۴) مکتوبہ ۸۰۰ھ ، (۴۳) ، مکتوبہ ۸۴۶ھ ، (۷۴) مکتوبہ ۸۸۷ھ ،
(۳۹) مکتوبہ ۹۰۹ھ ، (۵۳) مکتوبہ ۹۷۳ھ (؟) ، (۷۵) مکتوبہ ۹۷۶ھ ،
(۴۰) مکتوبہ ۹۸۲ھ

آخر میں زیرنظر جلد کے ان چند اہم ترین شمارہ جات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے - جن کی طرف فرداً فرداً توجہ مبذول کرانا مناسب معلوم ہوتا ہے :

۱ - شمارہ (۳) اور (۵) دونوں، قرآن حکیم کے انڈیکس ہیں ، جن کا زمانہ تالیف ، جرمن مستشرق فلوغل سے متقدم ہے - مؤخرالذکر کا انتساب، عالمگیرؒ کے نام کیا گیا ہے -

۲ - شمارہ (۹) ملا محمد الحلوائی السمرقندی (جو خواجہ باقی باللہ کے استاذ تھے) کا ''الحاشیۃ علی البیضاوی'' ہے ؛ اس کا دوسرا نسخہ، کہیں معلوم نہیں ہوسکا -

۳ - شمارہ (۱۱) اور (۱۲)، تفسیر میں، بحرق حضرمی (متوفّٰی ۹۳۰ھ مدفون برعظیم) کے دو مختصر مگر اہم رسائل ہیں، ان رسائل سے، تصوف کی اس تجدیدی فکر کے ایک حصے کا سراغ ملتا ہے جس کا تعلق برعظیم سے ہے۔

۴ - شمارہ (۱۸) صحیح البخاری کی ایک نادر عالمانہ شرح ہے جس کا دوسرا کوئی نسخہ معلوم نہیں۔

۵ - شمارہ (۲۳) مسانید امام اعظم ابو حنیفہ کا ایک نادر مجموعہ، جس کا دوسرا نسخہ ہمارے علم میں نہیں آ سکا۔

۶ - شمارہ (۲۴) اربعین نووی کی نادر شرح (تالیف: مصلح الدین اللاری)، دوسرا نسخہ معلوم نہیں۔

۷ - شمارہ (۲۸) مولانا یعقوب لاہوری کی نادر تالیف شرح حسامی، اس کا بھی دوسرا نسخہ معلوم نہیں۔

۸ - شمارہ (۴۳) کتاب الرسوم الفقہیۃ - فقہ و اصول کے مصطلحات پر ایک نادر تالیف، جس کا زمانۂ تالیف، غالباً ساتویں/آٹھویں صدی ہجری ہے۔

۹ - شمارہ (۴۴) الفتاوی القاعدیۃ - اس کا زمانۂ تالیف، ساتویں صدی ہجری کے لگ بھگ معلوم ہوتا ہے، دوسرا نسخہ معلوم نہیں۔

۱۰ - شمارہ (۴۸) شاہ عنایت قادری قصوری کی، فقہ میں نادر تالیف : غایۃ الحواشی (حاشیۃ علٰی شرح الوقایۃ)؛ یہ حاشیہ نہ ابھی تک طبع ہوا ہے اور نہ ہی اس کا دوسرا خطی نسخہ کہیں معلوم ہو سکا ہے۔ ہمارا نسخہ، غالباً مصنف کا خودنوشت ہے۔

۱۱ - شمارہ (۵۴) نصاب التعزیر - فقہ حنفی کی ایک نادر کتاب، مولف اُچ سے تعلق رکھتا ہے۔

۱۲ - شمارہ (۵۶) تا (۶۲) جعفر بوبکانی سندھی کی سات تالیفات فقہیہ -

۱۳ - شمارہ (۶۹) البشارۃ لاھل الاشارۃ - شیخ محمد حیات محدث سندھی کا نادر رسالہ -

۱۴ - شمارہ (۷۱) مولانا جان محمد لاھوری کا رسالہ جمعہ (قواعد الاحکام فی شعائر الاسلام) دوسرا نسخہ معلوم نہیں.

۱۵ - شمارہ (۷۴) بیان الفتاوی - قرن نہم کی، فقہ شافعی پر ایک بلند پایہ تالیف، دوسرا نسخہ معلوم نہیں -

۱۶ - شمارہ (۷۹) الالفاظ الحسان - تقابلی فقہ پر ایک نادر رسالہ، جس میں امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی کے مابین مختلفات، جمع کیے گئے ھیں - متقدمین فقہا کے دور کی تالیف معلوم ھوتی ھے -

امید ھے کہ یہ چند اشارات، زیرنظر جلد کے مشتملات کی قدرو قیمت کی طرف، اھل علم کی توجہ مبذول کرنے کے لیے کافی سمجھے جا سکیں گے -

☆ ترتیب :

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ھے الخزائن کی یہ جلد اول پانچ، مرکزی موضوعات پر مشتمل ھے - یہ پانچ موضوعات، علوم دینیہ سے متعلق ھیں اور انھیں باعتبار مراتب یوں مرتب کیا گیا ھے :

☆ علوم قرآنی، ☆ اصول حدیث، ☆ حدیث، ☆ اصول فقہ، ☆ فقہ

ترتیب کا دوسرا مرحلہ ھر موضوع کے تحت درج ھونے والے مخطوطات کے باھمی تقدم و تاخر سے متعلق ھے - اس مرحلے میں، ھم نے ترتیب زمانی (chronological order) کا طریق اختیار کیا ھے مثلاً اصول حدیث کے تحت تین مخطوطات مندرج ھیں، ان میں جواھرالاصول، جس کی تالیف قرن نہم ھجری میں ھوئی سب سے پہلے درج ھے - اس کے بعد منتخب کوثرالنبی کو رکھا گیا ھے جس کا تعلق تیرھویں صدی ھجری سے

ہے ، اور آخر میں منظومة فی اصطلاح الحدیث کو رکھا ہے جو چودھویں صدی ہجری کے ایک فاضل کی تالیف ہے۔ ترتیب زمانی کے اس نظام میں کسی تالیف کی شرح یا حاشیے کو بھی اصل تالیف کا زمانی مرتبہ دیا گیا ہے چنانچہ صحیح البخاری کی شروح کو، خواہ ان کی تالیف چوتھی یا پانچویں صدی ہجری میں ہو ، صحیح مسلم اور اس کی شروح سے مقدم رکھا جائے گا۔

☆اشاریے :

اس جلد کے آخر میں پانچ اشاریے ملحق ہیں :

(۱) الاعلام : مرکزی مولفین، کاتبین اور ان کے علاوہ اس جلد میں مذکور تمام اشخاص کے اسما پر مشتمل ہے۔ مرکزی مولفین سے مراد ، اس جلد میں مندرجہ اکاسی مخطوطات کے مولفین ہیں۔ اشاریے میں انہیں ستارے (☆) کے نشان سے ممتاز کیا گیا ہے۔ کاتبوں کے اسما کے بعد قوسین میں حرف ک مرقوم ہے مثلاً : احمد بن مصطفٰی دیار بکری (ک) ۱۳۰ کا مفہوم یہ ہے کہ صفحہ ۱۳۰ پر احمد بن مصطفٰی کا ذکر، بحیثیت کاتب مخطوطہ درج ہے۔

(۲) عنوانات (اسماء الکتب) : مرکزی تالیفات کے علاوہ، جلد میں مذکور جملہ کتب، رسائل و مقالات اور شروح و حواشی کے اسما کو شامل ہے۔ مرکزی تالیفات سے وہ اکاسی مخطوطات مراد ہیں جن کے تعارف کے لیے زیرنظر جلد مرتب کی گئی ہے۔ اشاریے میں ان کے اسما ستارے (☆) کے نشان سے شروع ہوتے ہیں۔

(۳) الاماکن (=مقامات) ۔

(۴) فرق و قبائل ۔

(۵) موضوعات (=مضامین و مباحث) اس اشاریے کی مدد سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کسی خاص دینی مسئلے یا مبحث (مثلاً قیاس، وحدة الوجود

وغیرہ) پر، زیرنظر ذخیرۂ مخطوطات میں کہاں کہاں مواد مل سکتا ہے۔
اشاریوں میں (ح) کی علامت سے حاشیۂ زبرین مراد ہے مثلاً اربعین (للفاسی)
۴۰ (ح) کا مفہوم یہ ہے کہ الفاسی کی اربعین کے لیے صفحہ ۴۰ کے نیچے
حاشیہ دیکھیے - اسی طرح (مکرر) کی علامت اشاریے میں بکثرت استعمال
ہوئی مثلاً الاربعون (للجامی) ۱۷ (مکرر) سے مراد یہ ہے کہ صفحہ ۱۷
پر جامی کی الاربعون کا ذکر ایک سے زائد بار موجود ہے۔ ایک علامت
(م) بھی استعمال کی گئی ہے مثلاً عبدالرحیم (م) ۶۳ - اس کا مفہوم
یہ ہے کہ صفحہ ۶۳ پر جس مخطوطے کا اندراج کیا گیا ہے اس مخطوطے
میں عبدالرحیم کے نام کی مہر ثبت ہے ۔

کتاب کا متن شروع ہونے سے پہلے، استدراکات اور تصحیحات کی چند سطور
کو ایک نظر میں دیکھ لیا جائے اور اس کے بعد کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو انسب
ہوگا ۔ اس پارۂ علمی کے تیار کرنے میں، بندۂ عاجز نے مقدور بھر محنت کی ہے تاہم
فروگذاشتیں رہ گئی ہونگی۔ ان سے مجھے اطلاع بخشی جائے کہ اسی تعاون سے دنیائے
علوم میں تصحیح اور تکمیل کا عمل جاری رکھا جا سکتا ہے۔

قاضی عبدالنبی کوکب
فہرست نگار خصوصی (مخطوطات)
پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، لاہور

مخففات

آصفیہ = فہرست کتب عربی، فارسی و اردو مخزونہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی، مطبوعہ حیدرآباد دکن (۳ مجلدات) ۱۳۳۳ — ۱۳۵۵ھ

اعلام = الأعلام، قاموس تراجم لاشہر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمستشرقین، خیرالدین الزرکلی، الطبعۃ الثانیۃ مطبعۃ کوستانسوماس و شرکاہ (۱۹۵۴ — ۱۹۵۹م)

الا = A Catalogue of the Arabic Manuscripts in the Library of the India Office: by Otto Loth, Stephen Austin and Sons, Printers Hertford London 1877.

ایضاح = ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، اسماعیل باشا البغدادی استانبول ۱۹۴۵م

بانکی پور = Catalogue of Arabic and Persian Manuscripts in the Oriental Public Library at Bankipore, Maulavi Abdul Hamīd, Maulavi Abdul Muqtadir and Maulavi 'Azīmu'd-Din, Calcutta, The Bengal Secretariat Book Depot 1908—1918.

بدایونی = منتخب التواریخ، عبدالقادر بن ملوک شاہ بدایونی، کلکتہ کالج پریس ۱۸۶۹ء

براکلمن = Geschichte der Arabischen ditterature von Carl Brockelmann.

براؤن ت = A Supplementary Hand-list of the Muhammadan Manucripts, preserved in the libraries of University and Colleges of Cambridge, by E.G. Browne, Cambridge University Press 1922.

پرنسٹن = Descriptive Catalogue of the Garrett collection of Arabic Manuscripts in the Princeton University Library, by Philip K. Hitti, Nabih Amin Faris, Butrus Abdul Malik, Princeton University Press 1938.

برلن = Verzeichniss Der Arabischen Handschriften Der Königlichen Bibliothek Zu Berlin von W. Ahlwardt (vols 1—10) Berlin 1887—1899.

بغیة = بغیة الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، الحافظ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی الشافعی، مطبعۃ السعادۃ، مصر، جمادی الآخرۃ ۱۳۲۶ھ

ت = تتمہ (مثلاً براکلمن، ت ۱ ص ۹۱ کا مطلب ہوگا: براکلمن تتمہ جلد اول، صفحہ ۹۱)

تاریخ ادبیات = تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند، پنجاب یونیورسٹی لاہور

تذکرہ = تذکرہ علمائے ہند، مولوی رحمان علی، مرتبہ و مترجمہ محمد ایوب قادری بی۔ اے، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی ۱۹۶۱ء

الثقافۃ = الثقافۃ الاسلامیۃ فی الھند (= عوارف المعارف)، عبدالحی بن فخرالدین الحسنی، مجمع اللغۃ العربیۃ، دمشق ۱۹۵۶ء

الجواہر = الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ، عبدالقادر القرشی الحنفی المصری، ابو محمد دائرۃ المعارف النظامیۃ، حیدرآباد دکن ۱۳۳۲ھ (۲ مجلدات)

حاجی خلیفہ = کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفی بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفہ و بکاتب چلپی، مطبعۃ وکالۃ المعارف الجلیلۃ، استانبول ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء

حدائق = حدائق الحنفیۃ، مولوی فقیر محمد جہلمی ثم اللاہوری، نولکشور لکھنؤ ۱۹۰۶ء

الذریعہ = الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ، محمد محسن نزیل سامرا الشہیر بالشیخ آغا بزرگ الطہرانی، مطبعۃ الغری نجف ۱۹۳۶ء

رامپور = فہرست کتب عربی موجودہ کتب خانہ ریاست رامپور، حکیم محمد اجمل خان دہلوی، رامپور مطبع احمدی ۱۹۰۲ء

شذرات = شذرات الذہب، ابوالفلاح عبدالحی بن العماد الحنبلی، مکتبۃ القدسی بجوار الازہر قاہرہ ۱۳۵۱ھ

ص = صفحہ (مثلاً تذکرہ، ص ۱۱۷ کا مطلب ہوگا: تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۱۱۷)

الضوء = الضوء اللامع لاهل القرن التاسع، شمس الدین، محمد بن عبدالرحمن السخاوی، مکتبة القدسی قاهره ۱۳۰۳ھ

طبقات = طبقات الشافعیة للسبکی، تاج الدین ابو نصر عبدالوهاب ابن تقی الدین السبکی المطبعة الحسینیة المصریة ۱۳۲۳ھ

ع = عمود (عمود سے کالم مراد ہے، مثلاً کشف، ۱ ع ۸۸؛ یعنی کشف الظنون جلد ۱، کالم ۸۸)

الفوائد = الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة، ابوالحسنات محمد عبدالحی اللکھنوی، مطبعة السعادة مصر ۱۳۲۳ھ

کشف = کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفی بن عبدالله الشهیر بحاجی خلیفة و بکاتب چلبی، مطبعة وکالة المعارف الجلیة، استانبول ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء

کشف الحجب = کشف الحجب والاستار عن اسماء الکتب والاستار، السید اعجاز حسین النیساپوری الکنتوری، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، مطبع بپٹسٹ مشن کالج کلکته ۱۳۳۰ھ

کنتوری = ,, ,, ,, (یعنی مذکوره بالا "کشف الحجب والاستار" ہی مراد ہے)

مآثر = مآثر عالمگیری، محمد ساقی مستعد خان، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، بپٹسٹ مشن پریس کلکته ۱۸۷۱ء

مانچسٹر = Catalogue of Arabic Manuscripts in the John Rylands Library Manchester, compiled by Mingana 1934.

معجم ب = معجم البلدان، شهاب الدین ابو عبدالله یاقوت بن عبدالله الحموی الرومی البغدادی، دار صادر للطباعة والنشر، بیروت ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء

معجم مط = معجم المطبوعات العربیة والمعربة، یوسف الیان سرکیس، مطبعة سرکیس، مصر ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء

معجم = معجم المولفین، تراجم مصنفی الکتب العربیة، عمر رضا کحالة، المکتبة العربیة بدمشق ۱۹۵۷ — ۶۱ء

منتخب = منتخب التواریخ، عبدالقادر بن ملوک شاہ بدایونی، کلکتہ کالج پریس ۱۸۶۹ء

نزھة = نزهة الخواطر و بهجة المسامع والنواظر، عبدالحی بن فخرالدین الحسنی، دائرة المعارف العثمانیة حیدر آباد دکن ۱۹۵۹ء

نور عثمانیه = اشبو کتبخانه نور عثمانیه جامع شریفی، در سعادت باب عالی جاده سنده ۲۰ نومرولی مطبع ده طبع او نمشدر استانبول ۱۲۱۱ھ

هدیه = هدیة العارفین، اسماء المولفین و آثار المصنفین، اسماعیل باشا البغدادی، مطبعة وکالة المعارف استانبول ۱۹۵۱ء

استدراکات

شمارہ (۱۲)

الرسالة فی شرح سورة الاخلاص

☆ صفحہ ۹۲، سطر ۵ میں بتایا گیا ہے کہ ''بحرق حضرمی کے یہ ہر دو رسائل ابھی تک طبع نہیں ہوئے''۔ بعد میں ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی تصحیح کے ساتھ بحرق کے رسائل اورئینٹل کالج میگزین میں شائع کیے گئے ۔

شمارہ (۱۶)

منتخب کوثرالنبی

☆ صفحہ ۴۲ تا ۴۴ پر کوثرالنبی اور اس کے مولف مولانا عبدالعزیز ملتانی کا مختصر تذکرہ کیا گیا ہے ۔ اس ضمن میں بعض مزید معلومات دستیاب ہوئی ہیں : مولانا عبدالعزیز ملتانی کا وطنِ خاندان، افغانستان تھا جہاں سے منتقل ہو کر وہ پنجاب میں آگئے تھے۔ پرھار (= پرھارہ ، پرھاراں ؟) نامی بستی میں سکونت رکھی جو کوٹ ادّو (مظفرگڑھ ۔ پنجاب) کے مضافات میں واقع ہے، ان کا مزار بھی اسی بستی میں ہے ۔ اسی بستی کی نسبت سے ان کو پرھاروی یا فرھاروی (نزھۃالخواطر میں فریھاری درج ہے جبکہ اصحّ فرھاروی معلوم ہوتا ہے) کہا جاتا ہے ۔ ان کی تالیف کوثرالنبی، مصطلح الحدیث اور اصولِ حدیث پر ضخیم اور وقیع عالمانہ تالیف ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ، ملتان مکتبہ قاسمیہ نے شائع کر دیا ہے علاوہ ازیں مولانا فرھاروی کی تالیفات میں سے حسب ذیل کتب بھی طبع ہو چکی ہیں :

نبراس (علم العقائد) ۔ ایمان کامل (فارسی) ۔ ھاویة عن ذم معاویة ۔
مرام الکلام ۔ الاکسیر (طب) ۔ زمرّد اخضر (طب) ۔ یاقوت احمر ۔
یاقوت التأویل (فارسی) ۔ گلزار جمالیه ۔

پچھلے سال (۱۹۷۸ء میں) ایم - اے عربی کے ایک متعلم نے میری جُزوی معاونت کے ساتھ مولانا فرہاروی اور ان کی تالیفات پر اپنا امتحانی مقالہ تحریر کیا تھا ۔ علاوہ ازیں مولانا فرہاروی کے سلسلے میں ہمارے دوست اللہ بخش، اسد نظامی (تحصیل خانیوال، ضلع ملتان) بھی کچھ معلومات رکھتے ہیں۔ راقم نے اس مبحث پر ان سے گفتگو کی تھی ۔

شمارہ (۳۱)

القول الحسن فی جواز الاقتداء بالامام الشافعی فی النوافل والسنن

☆ صفحہ ۹۴، سطر ۱۷ میں کہا گیا ہے ''اس تالیف کے مصنف کے تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔'' بعد میں معلوم ہوا کہ مصنف مذکور، شیخ رحمۃاللہ سندھی کے بھائی ہیں (نزہۃ، ۵ : ۱۳۷) ۔

صاحب نزہۃ نے مصنف کا نام ''حمیدالدین بن عبداللہ'' تحریر کیا ہے جبکہ ہمارے خطی نسخے پر مصنف کا نام حمید بن عبداللہ ظاہر کیا گیا ہے۔ دوسری محلِ غور بات یہ ہے کہ مصنف کی تاریخ وفات، نزہۃ میں ۱۰۰۹ھ بتائی گئی ہے جبکہ زیر نظر تالیف (خطی نسخے) کے خاتمے پر اس کی تاریخ تکمیل ۱۰۱۱ھ درج ہے۔ مصنف مذکور کی ایک اور تالیف : غایۃ البیان فی استحیاء الملائکۃ من الرحمن کے لیے دیکھیے : تاریخ ادبیات، ۲ : ۲۶۲

☆ صفحہ ۹۵، سطر ۲۳ میں تالیف مذکور (القول الحسن ...) کے بارے میں یہ جملہ درج ہے : ''اس کا کوئی دوسرا نسخہ ہمارے علم میں نہیں آ سکا''۔ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ اس کا ایک خطی نسخہ رامپور لائبریری میں موجود ہے۔ دیکھیے رامپور ص ۲۳۸

شمارہ (۳۸)

غایۃ الحواشی

☆ صفحہ ۱۵۶، سطر ۱۸، ۱۹ میں، غایۃالحواشی کے مولف، حضرت شاہ عنایت قادری کے احوال حیات بیان کرتے ہوئے یہ الفاظ درج کیے گئے ہیں : ''پنجابی زبان کے

آفاق شاعر، وارث شاہ اور بلّھے شاہ آپ [: شاہ عنایت] کے مریدین میں داخل ہوئے''۔
یہ بات، پروفیسر علم الدین سالک مرحوم کے مضمون ''علمائے کرام، دینی مدرسے''
(نقوش لاہور نمبر، ص ۵۲۶) کے بعض مندرجات سے اخذ کی گئی تھی مگر اس بیان
کا یہ حصہ محل نظر ہے کہ وارث شاہ بھی، شاہ عنایت کے مریدین میں تھے۔

☆ صفحہ ۱۰۷، سطر ۱۸ میں یہ الفاظ درج ہیں:

''چنانچہ مولف نے محمد زاہد (اسے ''الولدالعزیز'' کہا ہے) کی تعلیم شروع کر دی''۔
اب یہ بات بوضاحت معلوم ہو چکی ہے کہ میاں شیخ محمد زاہد، شاہ عنایت قادری کے
حقیقی فرزند تھے (دیکھیے اکبر علی، صوفی: سلیم التواریخ ص ۳۸۳) (نوٹ: سلیم التواریخ
کے بیان کی طرف ہمارے دوست اقبال مجددی نے توجہ دلائی) سلیم التواریخ
سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عنایت کے چچا شیخ یار محمد لاہور میں مقیم تھے
البتہ شاہ عنایت کے والد شیخ پیر محمد قصور میں اپنے سسرال کے ہاں منتقل ہو گئے
تھے جہاں وہ اپنے خسر کی وفات کے بعد ان کی مسجد میں امام مقرر کیے گئے۔ اس
کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ شاہ عنایت تلاشِ مرشد کے دوران میں میراں سید
الیاس کی خدمت میں گئے (شاہ عنایت نے ان کا ذکر، غایۃالحواشی کے ص ۱۔ب
پر کیا ہے) بعد ازاں، شاہ عنایت نے لاہور میں شاہ محمد رضا قادری شطاری کے ہاتھ
پر بیعت کی (شاہ عنایت اپنے شجرۂ قادریہ میں مرشد کا نام یوں تحریر کرتے ہیں:
''حضرت محمد علی رضا سرہندی'' سلیم التواریخ ص ۳۷۱)۔ قادریہ اور شطاریہ کے
علاوہ، شاہ عنایت بعض دیگر سلاسل میں بھی مجاز تھے۔ وفات کے وقت ان کی عمر
۸۰ برس کی تھی۔ تصوف میں شاہ عنایت کی تالیفات، دستورالعمل (عملیات) اور
لطائفِ غیبی (اورادِ مسنونہ)، مصنف سلیم التواریخ کی نظر سے گذری تھیں۔ شاہ عنایت،
تفسیر و حدیث کے ساتھ مثنوی رومی اور دیگر کتبِ تصوف کا درس بھی دیتے تھے
اور ان کے ہاں کی مجلسِ سماع میں حافظ، مغربی اور شمس تبریزی جیسے عارفین کا
کلام پڑھا جاتا (دیکھیے سلیم التواریخ ص ۳۶۶ تا ۳۷۱)

شمارہ (٦٥)

زادالبیب فی سفر الحبیب

٭ صفحہ ٢١٥ پر، مذکوربالا کتاب کو، مولانا عبد اللہ (اللبیب) بن مولانا عبد الحکیم السیالکوٹی کی تالیف ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر اس تالیف کی نسبت، مولانا عبداللہ (اللبیب) کیطرف، محل نظر ہے۔ راقم السطور کا یہ بیان مولوی عبدالرحیم مولف لباب المعارف العلمیة کی تصریح کے پیش نظر تھا ۔ دیکھیے لباب المعارف العلمیة (فہرست مکتبہ دارالعلوم اسلامیہ پشاور)، ص ١٠٥

اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ زادالبیب کے مولف، محمد شاہد [؟ شاہ] بن محمد صالح بن شیخ تاج الدین بن شیخ شمس الدین ہیں ۔ جو مولانا عبداللہ (اللّبیب) کے برادر زادے اور تلمیذ تھے ۔

شمارہ (٦٧)

قواعدالاحکام فی شعائرالاسلام

صفحہ ٢٣٦، سطر ١٣ میں، مولانا جان محمد لاہوری کے احوال حیات بیان کرتے ہوئے یہ الفاظ درج کیے گئے ہیں :

''لاہور کے کشمیری بازار کی مسجد نور ایمان والا میں برسوں تک ان (مولانا جان محمد) کا سلسلۂ درس جاری رہا۔''

اس سلسلے میں مزید توضیح یہ ہے کہ لاہور میں ''نور ایمان والا'' کے نام سے دو مسجدیں موجود ہیں؛ پہلی مسجد پرانی کوتوالی میں ہے جسے اس کے بانی نور محمد (معروف بہ ''میاں نور ایمان والا'') نے ١٢٣٩ھ میں تعمیر کرایا ۔ دوسری مسجد، کشمیری بازار میں موجود ہے، یہ بھی نور محمد مذکور ہی کے نام سے منسوب، ''مسجد ثانی نور محمد ایمان والا'' کہلاتی تھی اور مولانا جان محمد لاہوری اسی مسجد میں خطبہ ارشاد فرماتے تھے(تفصیل کے لیے دیکھیے نقوش لاہور نمبر، ص ٥٣٢، ٥٨٣)

شمارہ (۷۲)

التحفة المحمدية فی تحقیق الاذکار الجلية

☆ صفحہ ۲۳۸، سطر ۱۷ میں کہا گیا ہے : ''مولف کی نسبت ''الدوابی'' بھی بظاہر دوآبہ (جالندھر) کی طرف معلوم ہوتی ہے''۔ یہاں یہ بات مزید ملحوظ خاطر رہے کہ بعد میں راقم الحروف نے پشاور یونیورسٹی لائبریری میں بعض ایسے مخطوطات دیکھے جن کے مولف یا کاتب کے نام کیساتھ ''الدوابی'' کی نسبت مرقوم تھی۔ اور سیاق عبارت نیز دیگر قرائن سے اغلب یہی معلوم ہوا کہ یہ نسبت سرحد کے کسی علاقے کیطرف ہے۔

تصحیحات

غلط	صحیح
☆ صفحہ ۴ سطر ۱۳ : ابی موسی	ابو موسٰی
☆ صفحہ ۵ سطر ۲۱ : قراءِ سبعہ	قراے سبعہ
☆ صفحہ ۱۸ سطر ۴ : قایتبائی	قایتبای
☆ صفحہ ۱۷ سطر ۹ : صوفیا	صوفیہ
☆ صفحہ ۳۷ سطر ۱۳ : عبدالرؤوف	عبدالروُف (؟)
☆ صفحہ ۵۷ سطر ۳ : ۶ ۔ [الکواکب الدریة . . .	[الکواکب الدریة . . .
☆ صفحہ ۶۷ سطر ۱۸ : الأُداب	الآداب
☆ صفحہ ۷۷ سطر ۲ : الشیخ محمد	للشیخ محمد
☆ صفحہ ۸۳ سطر ۷ : و المعیدالفعّال	والمعید الحکیم الفعّال
☆ صفحہ ۹۹ پر شمارہ (۳۳) کے بالمقابل، مخطوطہ (برہان الوصول) کا لائبریری کال نمبر مدغم چھپا ہے اسے یوں پڑھا جائے :—	$\left[\text{A-d I } \frac{20}{2254}\right]$
☆ صفحہ ۱۲۱ سطر ۸ : و بعد فیقول	و بعد یقول
☆ صفحہ ۱۲۹ سطر ۲ : کا ذکر بھی کیا	کا ذکر بھی کیا ہے
☆ صفحہ ۱۳۱ سطر ۴ : (المطہر) بن الحسنین	(المطہر) بن الحسین
☆ صفحہ ۱۳۴ سطر ۷ : الٰی	الی
☆ صفحہ ۱۴۷ سطر ۷ : تحمل	لتحمّل

☆ صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۳ : اسکے دمے	اسکے ذمّے
☆ صفحہ ۱۰۳ سطر ۱ : قائتبای	قایتبای
☆ صفحہ ۱۷۰ سطر ۱۱ : اس دفعہ	اس موقع پر
☆ صفحہ ۱۷۳ سطر ۱۵ : الگیلانی	الکیلانی
☆ صفحہ ۱۸۴ سطر ۷ : العلمأبالبیان	العلمأ بالتبیان
☆ صفحہ ۱۸۸ سطر ۷ : ۷- شیخ عمرانی دھلوی	شیخ عمرانی دھاوی آٹھویں صدی ھجری کے علما میں تھے - (نوٹ : غلطی سے ۷ کا ھندسہ طبع ھو گیا ھے- دراصل اوپر ۶ کے بالمقابل مذکورہ شخصیت کا تذکرہ جاری ھے - بعد والے ھندسے ۸، ۹، ۱۰ علی الترتیب ۷، ۸، ۹ پڑھے جائیں)
☆ صفحہ ۲۲۸، سطر ۲۱ : دفتاتی	وفتاتی
☆ صفحہ ۲۳۰ سطر ۱۵ : سجة المرجان	سبحة المرجان
☆ صفحہ ۲۳۷، سطر ۴ : ... الشبعة) -	... الشیعة -
☆ صفحہ ۲۳۷، سطر ۱۰ : متغِلّب	متغلِّب
☆ صفحہ ۲۳۹، سطر ۱۱ : معارف لدینہ	معارف لَدُنیہ
☆ صفحہ ۲۳۹ سطر ۲۳ : الکرلانی (الکرمانی)	الکرلانی (الکرمانی؟)
☆ صفحہ ۲۴۱ سطر ۱۹ : ۱۰۵۲ھ ہجری میں	۱۰۵۲ھ میں
☆ صفحہ ۲۵۵ سطر ۲۲ : نَسخ	نُسَخ
☆ صفحہ ۲۶۴، سطر ۲۰ : بالرحجان	بالرُّجحان
☆ صفحہ ۲۸۰ سطر ۹ : خلفائے راشدین	خلفاے راشدین

☆ صفحه ۲۸۱ سطر ۲۲ : البحرانی کی	البحرانی کی ندارک المدارک
☆ صفحه ۲۸۲، سطر ٦ : ص ۲۰۸	ص ۲۸۰
☆ صفحه ۲۸۸ کالم ۲ سطر ۱۸ : ابن غانم القدسی	ابن غانم المقدسی
☆ صفحه ۲۹۳، کالم ۱ سطر ۴ : الاشروسنی، محمد بن محمود . . .	یہاں پر ستارے (☆) کا نشان پڑھا جاے
☆ صفحه ۳۱۱ کالم ۱ سطر ۱۸ : ☆علی بن حسام‌الدین المتقی	یہاں سے ستارے (☆) کا نشان حذف کر دیا جائے
☆ صفحه ۳۲۹ کالم ۲ سطر ۴ : ۲۰۹	۱۰۹
☆ صفحه ۳۳۴ کالم ۱ سطر ۳۳ : الجواهرة الاسطرلابیة	الجوهرة الاسطرلابیة
☆ صفحه ۳۳۴ کالم ۲ سطر ۱۳ : حاشیة العصام علی‌البیضاوی	یہاں پر ستارے کا نشان پڑھا جائے
☆ صفحه ۳۳۴ کالم ۲ سطر ۱۴ : الحاشیة علی انوار التنزیل (لملا محمد صادق . . .)	ستارے کا نشان پڑھا جائے ۔
☆ صفحه ۳۳۴ کالم ۲ سطر ۱۷ : الحاشیة علی انوار التنزیل (لمحمد خازن . . .)	ستارے کا نشان پڑھا جائے ۔

وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ

عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ○

[الزخرف : ۲۸]

(شماره ۱ تا ۳۱)

علوم قرآنی

رسم‌الخط ؛ تجوید و قراءات ؛ فهارس ؛

تفسیر ؛ ناسخ و منسوخ

رسم الخط

(۱)

رسالة فی بیان رسم الخط العثمانی

شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف العمری الدمشقی
ثم الشیرازی، الشافعی، الشہیر بابن الجزری المتوفی ۸۳۳ھ

اوراق : ۱۷ خط : نسخ

سطور : ۱۱، ۱۲ کاتب : نامعلوم

تقطیع : ۱۸ × ۱۳ سم تاریخ کتابت : ,,

آغاز : الحمد للہ حق حمدہ و الصلٰوۃ علی رسولہ محمد عبدہ و علی کافۃ المومنین ۔۔۔

مؤلف، مشہور حافظ حدیث اور علوم عربیہ اور تجوید و قراءات کا ممتاز عالم تھا ۔ اپنے دور کا ''شیخ الاقراء'' کہلاتا تھا ۔ پیدائش دمشق میں ہوئی ۔ تعلیم و تربیت بھی وہیں پائی ۔ مصر، روم اور ماوراء النہر کے سفر کیے ۔ آخر میں شیراز آ کر منصبِ قضا سنبھالا ۔ شیراز ہی میں انتقال کیا ۔ مؤلف نے دمشق میں ''دار القرآن'' کے نام سے ایک دارالعلوم بھی قائم کیا تھا ۔ مفصل حالات کے لیے مفتاح السعادۃ، ۱ : ۳۹۲؛ الانس الجلیل، ۲ : ۴۰۴ اور الضوء اللامع، ۹ : ۲۵۵ وغیرہ کی طرف رجوع کیا جائے ۔

النشر فی القراءات العشر اور الحصن الحصین مؤلف کی معروف تالیفات ہیں، جو بارہا طبع ہو چکی ہیں ۔

زیر نظر رسالہ، مؤلف کی غیر معروف تالیف ہے ۔ تالیف کے دیباچے میں صراحت سے مؤلّف کا نام مذکور ہے :

''الحمد للہ حق حمدہ ۔۔۔ قال الامام ۔۔۔ شمس الملّۃ و الدین ۔۔۔ محمد بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ ۔۔۔ اما بعد فان ھذہ رسالۃ فی بیان رسم الخط العثمانی رضی اللہ عنہ من اول القرآن الی الاخرۃ [آخرہ] علی سبیل التفصیل سورۃ سورۃ ۔۔۔

لیکن اس اندرونی شہادت کے علاوہ، دیگر کسی ذریعے سے، اس نام کے کسی رسالے کا ابن الجزری کی تالیف سے ہونا ثابت نہیں ہو سکا۔ رسالے کا انداز اور ترتیب بہرحال عالمانہ ہے ۔ دوسرا کوئی نسخہ، فہارس متداولہ میں مذکور نہیں ۔

تجوید و قراءات

(۲)

[5373]

الکامل الفرید فی التجرید والتفرید

جعفر بن مکّی بن جعفر محب الدین ابی موسٰی الموصلی المتوفی ۷۱۳ھ

اوراق	: ۳۹۵	خط	: نسخ
سطور	: ۱۹	کاتب	: یونس بن مکّی بن یونس الحافظ
تقطیع	: ۲۰×۱۳ سم	تاریخ کتابت	: ۸۰۰ھ

آغاز : بسم اللہ ۔۔۔ و الحمد للہ الّذی تکلم بالقرآن العظیم و انزلہ و شرفہ علٰی جمیع کتبہٖ ۔۔۔

ابن الجزری نے مؤلف کو ''شیخ شیراز'' اور ''امامؒ فاضلؒ کاملؒ صالحؒ'' کے الفاظ سے یاد کیا ہے ۔ اس کی شرح شاطبیہ اور زیر نظر تالیف کا ذکر بھی کیا

ھے - مؤلف کے اساتذہ میں عبداللہ بن ابراھیم الجزری کا اور تلامذہ میں محمود سمرقندی و قوام الدین عبداللہ نجم کا تذکرہ کیا ھے - تاریخ وفات ۷۱۳ھ بیان کی ھے اور بتایا ھے کہ مؤلف کی قبر پر یوں ھی درج تھا :

''شیخ شیراز و نزیلھا امام فاضل کامل صالح، وقفت لهٗ علٰی شرح الشاطبیة، و آفرد السبعة ایضًا، قرأ علٰی عبداللہ بن ابراھیم الجزری، قرأ علیه محمود بن محمد السمرقندی، و الامام قوام الدین عبداللہ بن الفقیه نجم و جماعة، کان بعد السبعمائة و توفی خامس عشر ربیع الآخر سنة ثلاث عشر و سبعمائة بمدینة شیراز و دفن ظاھرھا کذا وجدت علٰی قبره -'' [ابن الجزری : غایة النهایة فی طبقات القراء، ۱ : ۱۹۸]

مؤلف اور اس کی زیر نظر تالیف کے ثبوت اور تعارف کے لیے، ابن الجزری کا یہ بیان بنیاد کی حیثیت رکھتا ھے - عام متداول کتب حواله، اس اندراج سے خالی ھیں - کشف الظنون میں ''حرزالامانی'' کی متعدد شروح بیان کی گئی ھیں، مگر ان میں زیرِ نظر تالیف کا تذکرہ شامل نہیں -

مؤلف دیباچے میں کہتا ھے - بلاد عجم میں آکر اس نے محسوس کیا کہ دیگر علوم و فنون کا معیار تو اوجِ کمال پر تھا، مگر قرائے قرآن، نہایت سطحی حالت میں دکھائی دے رھے تھے - وہ صرف تحسینِ صوت اور خوش نغمگی میں کمال پیدا کر رھے تھے، اور تجوید و ترتیل کے اصول و قواعد سے غفلت برت رھے تھے :

لما تواترت علیّ حوادث زمانی . . . ازعجتنی الھمم عن مواطن اوطانی و وسعت بی القدم الی رحاب بلاد العجم . . . الفیتھا تموج بالفضائل . . . غیر انی الفیت عوام قراءھا المتاخرین عن الائمة القراء المحققین الماضین . . . ینکرون القراءة بالحان العرب و یزخرفون قراءتھم بالحان اھل الطرب . . .

اس صورت حال کے پیش نظر، مؤلف نے قراء سبعه کے مذاھب قرات کو نکھار کر پیش کرنا ضروری سمجھا اور اس کام میں حرز الامانی کے مؤلف سے استفادہ، خاص طور پر لازم تصور کیا :

احببت ان انسخ هذه البدعة بتجریدی و تفریدی مذاهب القراء السبعة . . .
و الزمت نفسی تجرید مذهب هذا الامام الربانی . . . محمد بن خلف بن فیّره الرعینی
ثم الشاطبی . . .

اس کے بعد تالیف کا نام بیان کیا ہے :

. . . فاذا کمل تفریدها و تم تجریدها سمیتها مجموعة بالکامل الفرید فی التجرید
و التفرید . . .

اس بیان سے ثابت ہوا کہ براکلمن نے اس تالیف کا نام ''الکامل الفرید فی التجوید
و التفرید'' (واؤ کے ساتھ) بتانے میں غلطی کھائی ہے، دیکھیے براکلمن، ت ۲ : ۲۱۰

مؤلف نے اس کتاب کو سات چھوٹے چھوٹے اجزا پر تقسیم کر دیا ہے، جن میں
ہر جز ایک امام کے مذہب پر مشتمل ہے - ہمارے نسخے میں ان اجزا کی ترتیب
یوں ہے :

مفرد امام نافع (از ص ۱ تا ۶۷ب) خاتمے پر بتلایا ہے : اس جز کی تالیف
سے، بمقام شیراز ۶۸۳ھ میں فراغت ہوئی -

مفرد ابن کثیر (از ص ۶۸ب تا ۱۱۸ الف) -

مفرد ابی عمرو (از ص ۱۱۹ب تا ۲۲۵ الف) اس کی تالیف بھی شیراز میں
ہوئی - اس سے ۶۹۶ھ میں فراغت ہوئی -

مفرد ابن عامر (از ص ۲۲۵ ب تا ۲۷۰ ب) تالیف ۷۰۱ھ میں مکمل ہوئی -

مفرد امام عاصم (از ۲۷۱ ب تا ۳۰۲ الف) ۶۸۵ھ میں بمقام شیراز تالیف مکمل
ہوئی -

مفرد امام حمزة (از ۳۰۳ ب تا ۳۶۱ الف) -

مفرد امام کسائی (از ۳۶۲ ب تا آخر) -

کتاب، اپنے موضوع پر معیاری علمی کوشش کی حیثیت رکھتی ہے - دیباچے کے بیانات
سے، اس وقت کی (ساتویں صدی ہجری کی) دنیاے عجم کی علمی کیفیت کا اندازہ بھی ہوتا

ہے ۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مولف، ان علماے تجوید سے ہے، جنھوں نے غیر عربی علاقوں میں علم تجوید کے فروغ کے لیے کام کیا ۔

براکلمن نے اس تالیف کے پانچ خطی[1] نسخے یورپ کی لائبریریوں میں بتائے ہیں ۔ جن میں ایک نسخہ، مصنف کا دست نوشت بھی ہے ۔ دیکھیے براکلمن، ت ۲ : ۲۱۰ ۔ افسوس کہ ہمارا نسخہ کرم خوردہ ہے ، تاہم متن کی تنقیح کے لیے اس سے مدد لی جا سکتی ہے ۔

(۳)

شرح کتاب الایضاح فی الوقف و الابتداء

الحسن بن محمد بن الحسین النظام الاعرج القمی النیسابوری المتوفی ۷۱۰ھ

اوراق : ۷۹		خط :	نسخ ہندی و نستعلیق (معمولی)
سطور : ۲۲		کاتب :	نامعلوم
تقطیع : ۱۴×۲۴		تاریخ کتابت :	نامعلوم

آغاز : الحمد لله المفتح کلامہ بحمدہ، المجری الالسنة بہ لطفاً من عندہ ۔ ۔ ۔

زیر نظر تالیف، محمد بن طیفور ابو عبداللہ السجاوندی الغزنوی (المتوفی ۵۶۰ھ) کی کتاب الایضاح فی الوقف و الابتداء کی شرح معلوم ہوتی ہے ۔ اس کا ایک نسخہ پرنسٹن لائبریری میں بھی موجود ہے، جس کے خاتمے پر یہ عبارت درج ہے :

---

(۱) اس تالیف کا ایک خطی نسخہ، فہرست مخطوطات عربیہ مدینہ میں بھی مذکور ہے ، دیکھیے مذکورہ فہرست، ص ۵۹ ۔

"انتهت كتابة الوقف للامام الكامل فى شانه المبرز علیٰ اهل زمانه ابی جعفر محمد طیفور السجاوندی ۔ ۔ ۔"

اور فاضل فہرست نگار نے اس تالیف کو کتاب الوقف والابتداء کی شرح ہی قرار دیا ہے، دیکھیے پرنسٹن، ص ۳٦۷ ۔

پرنسٹن لائبریری اور پنجاب یونیورسٹی لائبریری ہر دو کے نسخے حسب ذیل الفاظ سے شروع ہوتے ہیں :

الحمد لله المفتتح كلامهٗ بحمده المجرى الالسنة ۔ ۔ ۔

براکلمن، محمد بن طیفور السجاوندی کے تذکرے میں، اس کی تالیف کتاب الایضاح فی الوقف و الابتداء کا ذکر کرتے ہوے بتاتا ہے کہ اس کتاب کی شرح نظام الدین النیسابوری نے کی ہے ۔ (دیکھیے براکلمن، ۱ : ۴۲۷)

نظام الدین النیسابوری کے مزید تذکرے کیلیے، براکلمن، اپنی کتاب کے تتمہ، ج ۲ کا حوالہ دیتا ہے ۔ اور جلد مذکور میں النیسابوری کو ان الفاظ کے ساتھ درج کیا ہے :

نظام الدین الحسن بن محمد (محمود) بن الحسین الاعرج القمّی النیسابوری (المائة الثامنة) (دیکھیے براکلمن، ت ۲ : ۲۷۳)

مؤلف کی تاریخ وفات ۰ ۱ ۷ھ، ہم نے پرنسٹن کے بیان پر درج کی ہے، اس کی تائید دوسرے کسی ذریعے سے نہیں ہو سکی ۔ ماسوا اس کے کہ براکلمن نے مؤلف کا زمانہ آٹھویں صدی ہجری بتایا ہے ۔ اس تالیف کی اہمیت یہ ہے کہ متن اور شرح دونوں کے مؤلف عجمی ہیں ۔ ماتن غزنہ کا اور شارح نیساپور کا باشندہ ہے ۔ جس سے علم القراءات میں عجم کے علما کی خدمات کا سراغ ملتا ہے ۔ ماتن چھٹی صدی اور شارح آٹھویں صدی ہجری سے متعلق ہے ۔

تالیف علمی انداز کی حامل ہے ۔ شروع میں وقوف کے مدارج اور ان کی توضیح یوں بیان کی گئی ہے :

۔۔۔ مقصورۃ علی خمس مراتب لازم و مطلق و جائز و مجوز لوجہ مرخّص ضرورۃ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فاللازم من الوقوف ما لو وصل طرفاہ غیر المرام و شنع لمعنی الکلام فاوّل ذلک قولہٗ تعالٰی و ما ھم بمومنین ؕ ۔۔۔

یہ تالیف ابھی تک کہیں شائع نہیں ہوئی ۔ صرف ایک اور نسخہ پرنسٹن لائبریری میں معلوم ہو سکا ہے ۔

فہارسؔ القرآن

(۴)

[$\frac{^{A}Ar\ a\ 10}{325}$]

کشفؔ الآیات

محمد رضا بن عبدالحسین النصیری الطوسی من اعیان القرن الحادی عشر

اوراق :	۲۵۴	خط :	نسخ (ایرانی انداز)
سطور :	۱۷	کاتب :	محمد بن ملّا اسمٰعیل
تقطیع :	۲۶ × ۱۷ سم	تاریخ کتابت :	ندارد

آغاز : بسم اللہ ۔۔۔ و بہ نستعین ، کشفت نقاب عذار عذراء المقال باسم اللہ الکبیر المتعال و حلّیتھا فی حجلۃ الکمال ۔۔۔

مؤلّف، گیارھویں صدی ھجری کے شیعہ علما سے تھا ۔ کنتوری نے اس کا تذکرہ یوں کیا ہے :

''کشفُ الآیات للامیر الکبیر السیّد محمد رضا الحسینی منشی الممالک کان عالمًا عاملاً فاضلاً معاصرًا للشیخ الحر العاملی . . . '' (کشف الحجب، شمارہ ۲٦٣١)

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلّف، حرّ عاملی کا معاصر تھا ۔ اور حرّ عاملی کا زمانہ، گیارھویں صدی ھجری ھی تھا ۔ البتہ اس کی وفات ۱۱۰۴ ھ میں، یعنی بارھویں صدی کے اوائل میں ھوئی ۔ (اعلام ٦ : ٣٢٢ نیز دیکھیے زیرِ نظر فہرست کا شمارہ ٦٧ ۔)
مؤلّف نے دیباچے میں زیرِ نظر کتاب کا سالِ تالیف، اس شعر میں بیان کیا ہے :

فی سنة من الھجرة بینھا تاریخنا الذی قلناه بالفارسیة :

نام ایں نسخہ و سالِ تاریخ
''کشفِ آیات کلام قدس'' است
۱۰٦٧ ھ

براکلمن کے بیان سے، مؤلّف کا اصفہان میں منشی الممالک ھونا ثابت ھوتا ہے، نیز اس نے مؤلّف کی نسبت ''النّصیری'' کا ضبط ''القُشَیْری'' کے وزن پر کیا ہے، جبکہ ھمارے نسخے سے اس کا ''الحریری'' کے وزن پر ھونا ثابت ھوتا ہے ۔ کیونکہ نسخے میں ''ن'' پر تشدید اور فتحہ (ـَـّ) دیا گیا ہے ۔ جبکہ نسخے کا کاتب عالم معلوم ھوتا ہے جس نے کلمات کو صحیح طور پر ضبط کیا ہے ۔ (براکلمن، ت ۲ : ۵۸۲)

یہ تالیف، کلماتِ قرآنی کا اشاریہ ہے ۔ جس کی مدد سے، کسی آیت کا ایک کلمہ ھی یاد ھو، تو بھی اسے نکالا جا سکتا ہے ۔ اب تو ''نجوم الفرقان'' قسم کے قرآنی اشاریے عام شائع ھو چکے ھیں، مگر زیرِ نظر تالیف کی اھمیت یہ ہے کہ اس سے پتا چلتا ہے کہ جرمنی کے مستشرق فلوغل (۱۲۱۷-۱۲۸۷ھ/۱۸۰۲-۱۸۷۰ء) سے بہت پہلے ۱۰٦٧ھ/۱٦۵٦ء میں ایران کے علما اس کام کی طرف متوجہ ھو چکے تھے ۔ مؤلّف دیباچے میں وجہ تالیف کے سلسلے میں بیان کرتا ہے :

''۔۔۔ انّی رأیت کثیراً مّا حاجة الاخوان الٰی طلب أيٍ من القرآن لایعلمون الّابعضها فی طرفیها او وسطها و لا یمکنهم الطلب لشدّة التعب فوضعت هذا الکتاب لطلّاب الآیات الباهرات ۔۔۔''

دوسری اهمیت اس تالیف کی ترتیب میں مضمر هے ۔ مولّف نے علماے لُغت بالخصوص صاحبِ قاموس کا تتبع کرتے هوے، مرکزی فصلیں (الکتاب) مادۂ اصلیه کے پهلے حرف پر رکھی هیں ۔ اور اس کے ماتحت ذیلی فصلیں (الباب) اواخرِ حروف پر مبنی کی هیں، مثلاً ''أثر'' یا ''آثار'' ''کتاب الالف'' کے ''باب الراء'' میں ملیں گے ۔

مولّف نے هر کلمے کے بعد سورت کا نام درج کیا هے ۔ اور سورت کی آیات کو عشرات (دهائیوں) میں تقسیم کر کے، هر عشرے میں سے آیت کا شمار بتایا هے، پهلا نمبر آیت کا هے، دوسرا عشرے کا، مثلاً ''آثار رحمة'' روم ۱۰ من ۵، یعنی سورۂ روم کے پانچویں عشرے کی دسویں آیت، گویا آیت نمبر ۵۰ ۔

ترتیب کا خاکه مؤلف نے ان الفاظ میں بیان کیا هے :

۔۔۔ و وضعته علٰی طریق اللُّغویّین، فالمقصودُ من الکتاب حروف اوائل اصولِ الکلمات و من الباب اواخرها ۔۔۔ و اوردتُّ الناقص الواویَّ و الیائیَّ فی آخر کل کتاب علٰی ما فعله صاحبُ القاموس ۔۔۔

مؤلّف نے، اسما، مصادر اور افعال کی نشاندهی کی هے ۔ باقی رهے حروف، تو انهیں مؤلّف نے نظر انداز کر دیا هے ۔ اسی طرح کلمۂ ''اللہ''، اور اسماے اشارۂ و ضمیر کو بهی شامل اشاریه نهیں کیا ۔ مؤلّف کا خیال هے که ان کی تلاش کی حاجت نهیں هوتی :

و اکتفیتُ علی ذکر الاسماء و المصادر و الافعال و ترکت الجلالات لکثرتها و عدم الاحتیاجِ الیها و الحروف و اسماء الاشارات و المضمرات و امثالها لعدم قابلیّتها للاسناد ۔۔۔

تالیف کے دیگر خطی نسخوں کے لیے صرف براکلمن سے درج ذیل حوالے ملے ھیں :
فہرست کتبخانۂ مبارکۂ آستان قدس رضوی مشہد، ۳ : ۷ ۵؛ فہرست مخطوطات موصل[1]،
ص ۱۰۲ دیکھیے : براکلمن، ت ۲ : ۵۸۲؛ ۹۸۸-

(۵)

[A Ar a 8 / 324]

الجداولُ النورانیة فی استخراج الاٰیات القرآنیة

ناصر بن حسین الحسنی النجفی المتوفٰی ۱۱۱۸ھ

اوراق :	۲۱۰	خط	: نسخ
سطور :	۱۶	کاتب	: لعل محمد الٰہ آبادی
تقطیع :	۲۵ × ۱۶ سم	تاریخ کتابت :	۱۱۲۱ھ

آغاز : (دیباچہ مفقود ھے)

الآیة	السورة	الرکوع	الجزء	ربع الجزء
ء اتخذ من دونه . . .	یٰس	الاوّل	الثالث و العشرون	اوائل الاوّل

مولف، اورنگزیب عالمگیرؒ (۱۰۶۹—۱۱۱۹ھ) کا ھمعصر تھا اور اس نے اپنی یہ تالیف، عالمگیر ھی کے نام منسوب کی ۔ اس لیے یہ کتاب، برّعظیم کی تالیفات میں شمار ھوگی ۔

---

(۱) کتاب مخطوطات الموصل کے ص ۱۰۲ پر مدرسة الحجیات کے مخطوطات میں شمارہ ۴۳ پر زیر نظر تالیف اور مؤلف کا تذکرہ یوں کیا ھے : کشف الآیات لمحمد رضا بن عبدالحسین النصیری الطّوسی ۔

یہ قرآن حکیم کی آیات کی فہرست ہے، جس میں آیات کو ان کے اوائل حروف پر، حروفِ تہجّی کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے، مثلاً ''كَانَ النَّاسُ أُمَّةً واحدةً'' کی آیت باب الکاف میں اسطرح ملے گی:

	السورة	الرکوع	الجزء	ربع الجزء
كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً	البقرة	العاشر	الثانی	اوائل الثالث

یعنی یہ آیت، سورۂ بقرہ کے دسویں رکوع، دوسرے پارے کے تیسرے رُبع (الثلثة) کے ابتدائی حصے میں ہے۔

اگرچہ یہ اشاریہ، الفاظِ قرآنی کا احاطہ نہیں کرتا، بلکہ صرف آیات کو الفبائی ترتیب سے پیش کرتا ہے، تاہم یہ تالیف اس بات کا ثبوت یقیناً بہم پہنچاتی ہے، کہ مسلمان فضلا قرآن کی اشاریہ‌سازی کی ضرورت اور اہمیت کیطرف متوجہ تھے اور اس توجّہ کا سراغ، زیر نظر تالیف اور ما قبل مذکور تالیف سے، واضح طور پر گیارھویں صدی ھجری میں پہنچتا ہے۔

اسلیے ان تالیفات سے، جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ھیں (دیکھیے شمارہ نمبر ۴) جرمن مستشرق فلوغل (۱۲۱۷—۱۲۸۷ھ/ ۱۸۰۲—۱۸۷۰ء) کا تقدّم قرآن کے اشاریہ‌ساز کی حیثیت سے، ثابت نہیں رہتا، بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ پاک و ھند کے علما، فاضل مذکور سے صدی ڈیڑھ صدی پہلے، اس کام کیطرف متوجہ ہو چکے تھے۔

افسوس ہے، ھمارا نسخہ، دیباچۂ تالیف سے محروم ہے، مگر اصل کتاب پوری محفوظ ہے۔ دیباچے کے الفاظ، انڈیا آفس کی فہرست سے یہ معلوم ہوتے ھیں:

الحمدُ للّٰہ الذی افاض جداول برّہ و احسانہ و وفّقنا للاھتداء بآیات ملکوتہ و سلطانہ ... اما بعد فیقول العبد ... الخ

انڈیا آفس لائبریری کے فہرست نگار نے مزید یہ بھی بتایا ہے کہ مولّف نے کتاب کا انتساب، عالمگیر کے نام کیا ہے ۔

(دیکھیے آنڈ ، ۱۲۱۲)

تالیف کا تیسرا نسخہ، ترکیہ میں موجود ہے۔

(دیکھیے نورِ عثمانیہ ، ص ۹ ۲ (نمرہ ۳۸۲)، نیز دیکھیے براکلمن، ت۲ : ۶۱۱)

التفسیر

(٦)

[A Ar a 14]

تفسیر سُورۃ یوسف

ابو حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ

اوراق	:	۹۵	خط	:	نسخ
سطور	:	۱۹	کاتب	:	محمد عبید
تقطیع	:	۲۱ × ۱۴سم	تاریخ کتابت	:	۱۱۶۱ھ

آغاز : الحمدُ للہ الذی شھدت المکونات بوحدانیتہ و لانت المعمونات لعظمتہ ـ ـ ـ الر تلک اٰیٰت ـ ـ ـ کانّہ قال الالف انا و اللام لی و الراءُ ربوبیّتی ـ ـ ـ

اس تفسیر کے، غزالی کی تالیف ہونے کے بارے میں، بوھار لائبریری کی فہرست میں، شمس العلماء ہدایت حسین کا بیان یہ ہے کہ اس نے مذکورہ لائبریری میں اسی تفسیر کے نسخے کے متن میں احیاء کا تذکرہ، مولف کی تالیف کی حیثیت سے دیکھا ہے۔ شمس العلماء کا بیان یہ ہے :

"On fol. 135a the author mentions as his own work the Kitāb al-Aḥyā (admitted on all hands to be a work of al-Ghazzālī); so there can be no doubt that the book under notice was, indeed, written by that al-Ghazzālī."

(Catalogue of Būhār Lib. Vol. II, p. 10)

بعض فہرست نگاروں نے اس تالیف کو دُرّالبیضاء کے نام سے ، اور بعض نے سرّالعالمین کے نام سے بھی درج کیا ہے ۔

تفسیر کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے :

الحمدُ لله الّذی شہدت المکونات بوحدانیته و لانت المصونات لعظمته و خَضَعتِ الجبابرةُ لعزّته ۔ ۔ ۔

اس کے بعد، وہ روایت نقل کی ہے، جس میں آیا ہے کہ اہل کتاب نے، کفار مکہ کو تین سوالات سکھائے، کہ ذوالقرنین، روح اور قصّۂ یوسف کے بارے میں، محمد (صلی اللہ علیہ و سلّم) سے دریافت کیا جائے ۔ اگر یہ چیزیں وہ بتا دیں، تو وہ دعوے نبوت میں سچے ہونگے ۔

پھر سورۃ کی تفسیر شروع ہو جاتی ہے :

بسم اللہ ۔ ۔ ۔ الر ○ تلک اٰیت الکتاب المبین ○ کانه قال الالف انا و اللام لی و الراء ربوبیتی ۔ اقسم اللہ جل جلاله و عمّ نواله بوحدانیته و صفاته و ربوبیته ۔ ۔ ۔

تفسیر کا انداز صوفیانہ اور قصصی ہے ۔ آیات کی تفسیر کے ضمن میں موثر نصائح، تنبیہات اور نکات درج کیے گئے ہیں ۔ جس میں احیاء العلوم کے رنگ کی جھلکیاں محسوس کی جا سکتی ہیں ۔ ترغیب و موعظت کا پہلو نمایاں ہے ۔

غزالی کی تالیف ہونے پر اس تفسیر کی اہمیت محتاج بیان نہیں رہتی، خصوصاً جبکہ ہدایت حسین صاحب کے بیان کے پیش نظر یہ کتاب، غزالی نے احیاء کے بعد

لکھی ہے، تو یہ مصنف کے پختہ علمی و ذہنی دور کی یادگار ثابت ہوتی ہے، نیز یہ تالیف ابھی تک کہیں طبع(۱) نہیں ہو سکی۔ دیگر قلمی نسخوں کے لیے دیکھیے :

رامپور، ص ۱۳ ؛ انڈ، شمارہ ۱۱۴ ؛ آصفیہ، فن تفسیر، شمارہ ٦

براکلمن، ت ۱ : ۷۳۷ ۔

(۷)

[Ar a 4 E / 1440]

فتح الجلیل ببیان خفی انوار التنزیل

زکریا بن محمد بن زکریا الانصاری المصری الشافعی
المتوفی ٩٢٦ھ

اوراق	:	۱۲۰	خط	:	تعلیق
سطور	:	۲۷	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۸ × ۲۰ س م	تاریخ کتابت	:	ندارد

(نسخہ ناقص الآخر ہے)

آغاز : بسم‌الله... الحمد لله الّذی انزل علٰی عبده الکتٰب و جعله قیّمًا...

یہ تفسیر بیضاوی پر ایک عالمانہ حاشیہ ہے، جس کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ فاضل محشی نے، تفسیر بیضاوی میں درج ہونے والی احادیث کی تخریج کی ہے، اور ہر ایک روایت کی حیثیت بھی متعین کر دی ہے ۔ حاجی خلیفہ نے اس حاشیے کا ذکر کیا ہے، مگر اس کی مذکورۂ بالا خصوصیت کی طرف صرف جزوی طور پر اشارہ کیا ہے :

(۱) بعد میں معلوم ہوا کہ نوری کتب خانہ لاہور سے، اس کتاب کو لیتھو پر چھاپا گیا ہے، مگر تحقیق و تصدیق کیساتھ، اس کتاب کی ترتیب و اشاعت کا کام ابھی نہیں ہوا۔

''نبّه فیها علی الاحادیث الموضوعة الّتی فی اواخر السور'' (کشف، ۱ : ۱۸۸)
یعنی : ''محشی نے ان موضوع احادیث کی نشاندھی کر دی ھے، جو سورتوں کے آخر پر درج ھوئی ھیں ۔''

حالانکہ محشی نے کام یہ کیا ھے کہ جہاں بیضاوی نے کسی حدیث یا روایت کا حوالہ دیا ھے، اس کے بارے میں حاشیے میں بتا دیا گیا ھے کہ یہ حدیث یا روایت کس کتاب میں آئی ھے اور وہ صحت و ضعف کے اعتبار سے کیا مقام رکھتی ھے ۔ اسی مسلسل تخریج و نقد کے دوران میں محشی نے اواخرِ سُوَر والی روایات سے بھی بحث کی ھے، اور ایسا بھی نہیں کہ اواخرِ سُوَر والی جملہ روایات جعلی اور ناقابلِ قبول قرار دے دی گئی ھوں ۔ محشی کے طریقِ تخریج کی چند مثالیں یہاں نقل کی جاتی ھیں :

''لقوله علیه الصلوة و السلام هی شفاء لکل داء رواه البیهقی مرسلا بسند صحیح و هو محتج به لاعتضاده بطریق اخری''. . . (مخطوطه، ۳ ۔ الف) ۔

''و هو مکی بالنص و اراد بالنص السنة و قد ثبت ذلك عن ابن عباس و قول الصحابی فی القرآن خصوصاً فی النزول له حکم المرفوع . . . (۳ ۔ ب) ۔

''و ما روی ابن مسعود انه صلی اللّٰه علیه و سلّم قال من قرأ حرفاً الی آخره، رواه الترمذی و صححه . . .'' (۱۳ ۔ الف) ۔

''من قرأ سورة ابراهیم . . . الی آخره موضوع . . .'' (۱۰۲ ۔ ب) ۔

''من قرأ سورة بنی اسرائیل . . . الی آخره موضوع . . .'' (۱۱۳ ۔ ب) ۔

''من قرأ سورة الکهف من آخرها کانت له نور . . . الی آخره رواه الامام احمد بلفظ من قرأ اول سورة الکهف کانت له نور . . . الخ'' (۱۱۶ ۔ ب) ۔

محشی مصر کے جید علماے دین سے تھا ۔ الاعلام نے اس کا تذکرہ حسب ذیل الفاظ میں کیا ھے :

زکریّا بن محمد بن زکریّا الانصاری السنیکی المصری الشافعی، أبو یحیی شیخ الاسلام قاضٍ مفسر من حفاظِ الحدیث . . . (اعلام، ۳ : ۸۰) ۔

ابتدا میں اس فاضل مصنف کی مالی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی ۔ دن کے وقت فاقہ کشی کرتا، اور رات کو دارالعلوم سے نکل کر گلیوں بازاروں سے تربوز کے چھلکے اٹھا لیتا اور انہیں دھو کر کھاتا، مگر بعد میں، علمی قابلیت کا ظہور ہونے پر، مصنف کافی خوشحال ہو گیا۔

سلطان قایتبائی الجرکسی (۸۲۶ - ۹۰۱ھ) نے مؤلف کو قاضی القضاۃ بنانا چاہا، تو کافی اصرار کے بعد اسے کامیابی ہو سکی، مگر ایک موقع پر جب سلطان نے عدل سے منحرف ہو کر کوئی اقدام کیا، تو مصنف نے اس پر گرفت کی، اور اس کے نتیجے میں معزول کر دیا گیا۔

مؤلف کی شرح بخاری تحفۃالباری کے نام سے طبع ہو چکی ہے ۔ علاوہ ازیں مولف کی دوسری کئی تالیفات بھی طبع ہو چکی ہیں، مگر زیر نظر تالیف ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔

ہمارا نسخہ ناقص الآخر ہے ۔ سورہ طٰہٰ کے آغاز تک ہے ۔ قدرے مجروح بھی ہے، تاہم مرمت کر دی گئی ہے ۔ اس کے دیگر قلمی نسخوں کے لیے دیکھیے براکلمن، ت ۱ : ۳۹۷؛ اور مؤلف کے لیے دیکھیے معجم المولفین، ۴ : ۱۸۲ -

(۸)

[5462]

حاشیۃ العصام علی البیضاوی

ابراھیم بن محمد بن عرب شاہ الاسفرایینی

الشھیر بعصام الدین المتوفی ۹۴۵ھ

اوراق :	۳۶۳	خط :	نستعلیق مائل بہ شکستہ (ترکی انداز)
سطور :	۲۷	کاتب :	نامعلوم
تقطیع :	۲۱ × ۱۳ سم	تاریخ کتابت :	ندارد

آغاز : الحمد للّٰہ الّذی عمّ بارفاد ارشادالقرآن کُلّ انسان . . .

مُلّا عصام، علومِ عربیّہ کا، خصوصاً نحو اور بلاغت کا ماہر مولّف ہے، جس نے قزوینی کی تلخیص المفتاح کی شرح، الاطول کے نام سے لکھی، اور وہ اپنے ان حواشی کیلیے بھی مشہور ہے جو اس نے منطق، نحو، بلاغت اور کلام کی کتابوں پر تحریر کیے۔

بیضاوی (المتوفی ۶۹۲ھ) پر ملا عصام کے حاشیے کی ایک اہمیت یہ ہے کہ محشی تقریباً ان تمام علوم و فنون میں دلچسپی رکھتا ہے، جو ماتن (بیضاوی) کے ہاں پسندیدہ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حاشیہ، بیضاوی کے دور سے تین صدی بعد کے زمانے میں لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے، اس سے تین صدیوں کے مابین، پائے جانے والے تفسیری رحجانات کی تلاش میں کچھ مدد ملے۔ تیسری چیز، اس تالیف کے دیباچے سے بصراحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ترکی سلاطین، تشیُّع کے مخالف اور اہلِ سنّت کے علانیہ حامی و سرپرست تھے۔ مولف نے اپنے دور کے ترک فرمانروا، سلطان سلیمان بن سلیم شاہ بن بایزید خان العثمانی (۹۲۶ ــ ۹۷۴ھ) کے نام، اپنی تالیف کا انتساب کرتے ہوئے سلطان کیلیے یہ الفاظ لکھے ہیں:

۔۔۔کسر (؟ کاسر) جیوش الشیعة الشنیعة، و موهن کید الرفضة الفضیحة، ناصر جیش اهل السنة و الجماعة، و مقوی جاش ارباب التوفیق و الطاعة...

حاجی خلیفہ کے بیان کے مطابق، یہ حاشیہ دو حصوں میں مکمل ہے: پہلا حصہ، الفاتحة سے الانعام کے آخر تک ہے، اور دوسرا حصہ، النبأ سے الناس تک ہے۔ بانکی پور لائبریری میں موجود نسخہ، صرف پہلے حصے پر مشتمل ہے، مگر ہمارا نسخہ مذکورۂ بالا ہر دو حصوں پر مشتمل ہے۔ یہ تالیف ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔ قلمی[1] نسخوں کیلیے دیکھیے بانکی پور، ۱۸ (۲): ۶۵؛ انڈ، شمارہ ۸۳؛ برلن، شمارہ ۸۳۶—۸۳۷ محشی کے تذکرے کیلیے دیکھیے الاعلام، ۱: ۶۳۔

---

(۱) اس تالیف کا ایک نسخہ (سورۂ اعراف کے آخر تک) دمشق کے "دارالکتب الظاهرية" میں بھی موجود ہے، دیکھیے فهرس مخطوطات دارالکتب الظاهرية، ص ۲۳۶۔

(۹)

الحاشیۃ علیٰ انوارِ التنزیل

ملّا محمد صادق الحلوائی السمرقندی

اوراق	:	۱ تا ۸۰	خط	:	نسخ (ھندی انداز)
سطور	:	۱۹، ۲۳	کاتب	:	تولک بن شہاب الدین
تقطیع	:	۲۰ × ۱٦ سم	تاریخ کتابت	:	ندارد

آغاز : لکَ الحمدُ ما (؟ یا) من منّ علینا بارسالِ الرسولِ الکریم . . .

یہ علامہ بیضاوی کی معروف تفسیر انوار التنزیل و اسرار التأویل میں سے فقط سورۂ یٰسں پر حاشیہ ہے۔ ملا محمد صادق[1] حلوائی کا ذکر، تذکرہ علماے ھند میں یوں ملتا ہے :

''ملّا صادق حلوائی سمرقندی' علامۂ زمان تھے . . . بہت تردّد کے بعد ھندوستان آئے - جب توفیق ان کے رفیق حال ہوئی' تو بیت اللہ اور مقامات

---

(۱) 'حیات باقی، میں رشید احمد ارشد بیان کرتے ھیں کہ مولانا صادق حلوائی کا وطن سمرقند تھا، اور وہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے اساتذہ سے تھے - ۹۷۸ھ/۷۱-۱۵۷۰ء میں مولانا حلوائی سفر حج سے واپسی پر، اکبر بادشاہ کے برادرخورد مرزا حکیم (حاکم کابل) کی درخواست پر کابل ٹھہر گئے، اسی دوران میں، حضرت خواجہ نے مولانا سے تعلیم پائی - بعد ازاں، جب مولانا، کابل سے ماوراء النہر پہنچے، تو حضرت خواجہ بھی ساتھ گئے اور سلسلۂ تعلم جاری رہا - مولانا حلوائی کی شاعری اور ادبی ذوق کے اثر سے، حضرت خواجہ میں بھی فارسی شعر اور ادب کا عمدہ مذاق پیدا ہو گیا تھا - ارشد صاحب نے مولانا حلوائی کے بھائی ملا علی محدث سمرقندی کا ذکر بھی کیا ہے کہ وہ بہت بڑے عالم اور محدث تھے، وہ کچھ عرصہ ھند و پاکستان میں بھی مقیم رہے اور ۹۸۱ھ میں وفات پائی - ارشد صاحب نے اپنے اس سارے بیان کے لیے کسی ماخذ کا حوالہ نہیں دیا ' دیکھیے حیات باقی، ص ۱۱، ۱۲ -

ملا علی محدث سمرقندی کا مختصر ترجمہ، تذکرہ علماے ھند میں موجود ہے۔ جہاں بتایا گیا ہے کہ آپ ملا صادق حلوائی کے بھائی تھے - علم حدیث کی تحصیل کے لیے عرب گئے - ۹۸۱ھ/ ۱۴-۱۵۱۳ء میں پاک و ھند میں انتقال ہوا ' دیکھیے تذکرہ' ص ۳۴۸، نیز دیکھیے مفتاح التواریخ' ص ۱۸۵ -

مقدسہ کی زیارت کے لیے گئے - ۹۷۸ھ/۱۵۷۰ء میں اپنے وطن مالوف کو واپس ہوے - راستے میں مرزا حکیم نے ان کو ٹھیرا کر سبق پڑھنا شروع کیا . . . صاحب دیوان ہیں . . . نمونہ :

ضمیرِ دوست چون آئینہ در مقابلِ ماست
دِرو معاینہ پیداست آنچہ در دل ماست''

تذکرہ، ص۲۴۴

اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤلف کو برعظیم کے علما میں شمار کیا جا سکتا ہے، نیز یہ کہ وہ قرن دہم کی شخصیات میں سے ہے - براکلمن نے مولف کا تذکرہ شرح جامی (الفوائد الضیائیۃ علی الکافیۃ) کے حواشی‌نگار حضرات میں کیا ہے - مولف کا نام یوں درج کیا ہے : ''ملا صادق حلوائی'' اور فہرست نسخ قلمی علیگڑھ ۱۳۲، ۴۳ کا حوالہ دیا ہے[1] - (براکلمن، ت ۱ : ۵۳۴)

ہمارے نسخے کے سر ورق پر تالیف اور مولف کا تعارف ان الفاظ میں درج ہے :

''ھٰذہ حاشیۃ لافضل المدققین و المحققین مولوی اخون (اخوند) ملا صادق حلوائی علٰی تفسیر قاضی بیضاوی سورۃ یٰس قدس سرہ''

سر ورق اور آخری ورق (۸۰ - الف) پر ایک مہر یوں پڑھی جاتی ہے :

سید غلام جیلانی مفتی (؟ . . . ۱۲) -

حاشیہ بہر کیف عالمانہ ہے - اس کا آغاز یوں ہوتا ہے :

لک الحمد ما (یا) من منّ علینا بارسال الرسول الکریم و لک الشکر ما (یا) من احسن الینا بانزال القرآن الحکیم . . . اما بعد فہذہ تعلیقات علقہا احقر الخلائق العبد محمد صادق صانہ عما شانہ علٰی تفسیر سورۃ یٰس من کتاب انوار التنزیل و اسرار التأویل . . .

---

(۱) فہرست نسخ قلمی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے صفحہ ۱۳۲ پر، شمارہ ۴۳ کے مقابل، ملا صادق حلوائی کا حاشیۂ شرح ملا جامی مندرج ہے -

مؤلف اپنے حالات کی ابتری اور پریشان خاطری کا ذکر بھی کرتا ہے :

مع تفرق البال و تشتّت الاحوال و تراکم افواج الهموم و تلاطم الغموم سائلا لالهام الصواب عن الکریم المّلدوم الوهاب . . .

یہ ایک نادر تالیف ہے، جس کے دیگر مطبوعہ یا قلمی نسخوں کا کہیں تذکرہ نہیں پایا گیا ۔

[6564] (۱۰)

الحاشیة علٰی انوار التنزیل

محمد خازن بن عبدالکریم

اوراق	:	۵۸	خط	:	شکستہ آمیز
سطور	:	۲۱	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۱۶ × ۹ سم	تاریخ کتابت	:	۱۱۰۰ھ

آغاز : الحمدُ لله الّذی نوّر افق الحکمة بلمعات انوار القرآن الحکیم . . .

یہ بیضاوی (سورۂ یٰسں) پر حاشیہ ہے ۔ محشی کا نام محمد خازن بن عبدالکریم ہے ۔ مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے ۔ حاشیے کے اس نسخے سے دو چیزیں، تقریباً واضح ہیں ؛ پہلی یہ کہ مؤلف، بر عظیم کے فضلا سے ہے ۔ اس کی ایک دلیل، مؤلف کے نام کی ترکیب ہے ، دیباچے میں نام یوں بتایا ہے :

"۔ ۔ ۔ و بعدُ فیقول المعتصم بالطاف ربّه الرحیم محمد خازن بن عبدالکریم . . ."

"محمد خازن" دو کلمات سے مرکب نام ہے اور اس انداز کے نام عموماً ہمارے ہاں ہی پائے جاتے ہیں ۔ پھر مؤلف کا اسلوب بھی بر عظیم سے وابستگی ظاہر کرتا ہے، مثلاً

مؤلف لکھتا ہے :

ان ہٰذہ حواش متعلقة علٰی تفسیر سورة یٰس من الکتاب المسمی بانوار التنزیل . . .

اس عبارت میں اوّلاً تو ''متعلقة'' کا لفظ زائد ہے۔ اور اگر یہ لفظ آیا ہی تھا تو اس کا صلہ ''علٰی'' کیساتھ نہیں ہونا چاہیے تھا ۔ اس کے بعد ''باء'' کا صلہ آتا ہے۔ اگر کوئی عرب مصنف اس عبارت کو لکھے، تو وہ یوں لکھے گا: ان ہٰذہ حواش علٰی . . .

دوسری چیز یہ کہ مؤلف . . ۱۱۰ھ میں زندہ تھا ، کیونکہ نسخے کے خاتمے پر یہ عبارت ملتی ہے : قد فرغت من تسویدہ فی سنة مایة و الف من الھجرة . . . اور یہ نسخہ مؤلف کا خود نوشت ہی معلوم ہوتا ہے۔

مؤلف کی عبارت میں اگرچہ عربی قواعد کی کچھ خلاف ورزیاں پائی جاتی ہیں، مگر اس کے باوجود اس کا علم اور مطالعہ عمیق ہے۔ ہم یہاں ایک اقتباس نقل کرتے ہیں:

قال جلّ شانہ ''انك لمن المرسلین'' فیہ بحث مشہور و ھو انہ لم اکّد جواب القسم بتاکیدات بایغة مع ان المقام لیس مقام التاکید فی الظاھر لان المخاطب بہ و ھو النبی علیہ السلام لیس متردّدا و لا منکرا و دفعہ بعض المحققین بأن التاکید ھٰھنا لیس بالقیاس الی المخاطب بل بالقیاس الی السامعین حین قالوا ''لستَ مرسلا'' لکن یرد علیہ ان الاحسن فی مقابلة قولھم لستَ مرسلا ان یقال قل و القرآن الحکیم انی لمن المرسلین ـ و یمکن دفعہ ان اتیانہ بصیغة المخاطب من قبیل الشھادة من اللہ علٰی صدق دعواہ فی الرسالة کما یدّعی احد انہ عالم و یجادلہ الآخر بأنك لست عالما بل جاھل و یؤید للاول ثالث بأن الامر کما قلت انك عالم و نسبة الجھل الی مثلك جھل ـ وأنا اقول من أصل الاعتراض بان ھذا من قبیل اخراج الکلام علٰی خلاف مقتضی الظاھر بجعلِ عدم تردّدہ کتردّدہ بادعاء انہ لمّا کثرت مجادلة المجادلین بأنك لست مرسلا فکأنّہ علیہ السلام صار متردّدا فی امر الرسالة نظیرہ' ما قال جلّ شانہ فی سورة یونس ''فان کنت فی

شك مما أنزلنا إليك فسئل الذين يقرؤن الكتاب من قبلك'' مع انه عليه السلام ليس مشككًا (؟ شاكًّا) فى نزول القرآن . . .

(۱۱)

الرسالة فى البحثِ و التحقيقِ عن اسم الحىّ و العلىّ العظيمِ و شرح آية الكرسى

محمد بن عُمر بن مبارک الشهیر ببحرق الحضرمی المتوفٰی ۹۳۰ھ

اوراق	:	۵۷ ب تا ۶۰	خط	:	نستعلیق
سطور	:	۱۹	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۳ × ۱۳ سم	تاریخ کتابت	:	ندارد

آغاز : الحمد لله . . . الاعزّ الاکرم الّذی علّم بالقلم علّم الانسان ما لم یعلم . . .

مؤلف ۸۶۹ھ میں، حضرموت میں پیدا ہوا ۔ فقیہ عبداللّٰہ مخرمہ، اور حافظ سخاوی جیسے علما سے استفادہ کیا ۔ تصوف میں شیخ ابوبکر العیدروس کی صحبتوں سے کسب فیض کیا ۔ آخر عمر میں مؤلف، برعظیم میں آ گیا تھا اور یہیں انتقال کیا ۔

عبدالقادر العیدروسی نے مؤلف کی جلالتِ علمی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے :

''الشیخ الامام البارع النحوی اللغوی الادیب المفنن القاضی جمال‌الدین . . . و کان من العلماء الراسخین والائمة المتبحرین اشتغل بالعلوم و تفنن بالمنطوق منها و المفهوم . . .'' (النور السافر، ۱۴۳)

عیدروسی بتاتا ہے کہ بحرق، نظم و نثر دونوں میں مہارت تامّہ رکھتا تھا اور مختلف علوم پر گہری نظر کا مالک تھا؛ مثلاً حدیث، تصوف، نحو، صرف، حساب، طب، ادب اور فلکیات، ان سب علوم میں اس نے تصنیفی کام کیا ۔ عیدروسی کا قول ہے کہ اس نے علمائے حضرموت میں، بحرق سے بڑا انشا پرداز نہیں دیکھا :

''و ما رأیتُ احدا من علماء حضرموت احسنَ و لا اوجزَ عبارة منه'' . . .

اس سوانح نگار نے بحرق کے کافی اشعار بھی نقل کیے ہیں ۔ اور اسکی حسب ذیل تالیفات کا تذکرہ بھی کیا ہے :

(۱) تبصرةُ الحضرة الشاهية بسيرة الحضرة النبوية (۲) الاسرار النبوية فی اختصار الاذكار النووية (۳) مختصر الترغيب و الترهيب للمنذری (۴) كتاب الحديقة الانيقة فی شرح العروة الوثيقة (۵) كتاب عقد الدرر فی الايمان بالقضاء و القدر (۶) كتاب العقد الثمين فی ابطال القول بالتقبيح و التحسين (۷) كتاب الحسام المسلول علی منتقصی اصحاب الرسول (۸) كتاب العقيدة الشافعية فی شرح القصيدة اليافعية (۹) كتاب الحواشی المفيدة علی ابيات اليافعی فی العقيدة (۱۰) مختصر المقاصد الحسنة (۱۱) كتاب حلية البنات و البنين فيما يحتاج اليه من امر الدين (۱۲) كتاب ذخيرة الاخوان المختصر من كتاب الاستغناء بالقرآن (۱۳) النبذة المنتخبة من كتاب الاوائل للعسكری (۱۴) ترتيب السلوك الی ملك الملوك (۱۵) متعة الاسماع باحكام السماع المختصر من كتاب الامتاع (۱۶) النبذة المختصرة فی معرفة الخصال المكفرة للذنوب المقدمة و الموخرة (۱۷) مواهب القدوس فی مناقب العيدروس (۱۸) شرح الملحة للحريری (۱۹) شرح لامية ابن مالك (وهو شرح مفيد جداً

و لهُ ایضا علیها شرح اصغر منه) (۲۰) مختصر شرح الصفدی علی لامیة العجم (۲۱) رسالةٌ فی الحساب (۲۲) رسالة فی الفلک (۲۳) و المنظومة فی الطب و شرحها

عیدروسی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ برعظیم میں، مؤلف، سلطان مظفر کے پاس آیا تھا اور اپنی بعض تالیفات اسکے نام منسوب کیں ۔ یہاں تقرب شاہی اس قدر بڑھا کہ اہل دربار شدید حسد میں مبتلا ہو گئے؛ چنانچہ مولف کو زہر دے دیا گیا ۔ ظفرالوالہ (سلاطین گجرات کی تاریخ) میں بھی مولف کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ مولف، برعظیم میں سلطان مظفر بن محمود بیکرہ کے زمانے میں آیا تھا ۔ سلطان نے اسکی از حد قدر و منزلت کی اور اس سے علمی استفادہ بھی کیا ۔

مولف کی تالیفات کی مذکورۂ بالا فہرست میں سے حسب ذیل کتب طبع ہو چکی ہیں :

(۱۸) شرح الملحة للحریری ۔ پورا نام : تحفةالاحباب و طرفة الاصحاب فی شرح ملحة الاعراب، مصر، المطبعة الوهبیة ۱۲۹۶ھ (معجم مط، ۵۳۳ نیز دیکھیے اکتفاء القنوع، ص ۲۹۹ ۔ قلمی نسخوں کیلیے دیکھیے بانکی پور، ۲۰ : ۵۷

(۱۹) شرح لامیة ابن مالک ۔ پورا نام : فتح الاقفال و ضرب الامثال فی شرح لامیة الافعال لابن مالک ، طبع فی مصر (معجم مط، ۵۳۳)

(۲۰) مختصر شرح الصفدی : نشر العلم فی لامیة العجم ، طبع مطبع کاستلی ۱۲۸۲ھ؛ مطبع خیریه ۱۳۰۹ھ ۔ (معجم مط، ۵۳۳ نیز دیکھیے کشف، ۱۵۳۸)

مؤلف کی شرح لامیة الافعال پر مصری علما نے حواشی تالیف کیے ہیں ۔ الشیخ حمدون بن الحاج کے حاشیے کیلیے دیکھیے معجم مط، ۷۹۴ اور شیخ احمد الرفاعی الازہری کے حاشیے کیلیے دیکھیے یہی معجم، ۹۴۷ ۔

بحرق حضرمی کی تالیفات، اپنی علمی اور فکری سطح کے اعتبار سے، بر عظیم کی وراثت علمیّہ میں ایک اہم مقام کی حامل ھیں، مگر اس مولف کیطرف ابھی توجہ نہیں کی گئی - حیرت ھے کہ نزھۃ الخواطر اور تذکرہ علمائے ھند میں اس شخصیت کا اندراج ھی نہیں ھو سکا - علومِ عربیّہ کے علاوہ، علوم دینیّہ (تفسیر، عقاید، تصوف) میں بھی مصنف نہایت گہری نظر اور صائب رائے رکھتا تھا -

زیر تبصرہ رسالہ، کسی سائل کے جواب میں لکھا گیا ھے - سائل نے اسمائے حسنٰی ''الحی'' اور ''العلیّ العظیم'' کے مفاھیم کے بارے میں، بعض صوفیہ کے بیانات سے پیدا ھونے والے تضاد کا ذکر کیا ھے اور مولف سے شافی توضیح طلب کی ھے - اس پر مولف نے ''آیۃ الکرسی'' کی تفسیر نہایت عالمانہ طریق پر بیان کی ھے اور شبہات کا ازالہ کر دیا ھے -

مولف، وحدت الوجود اور اتحاد و حلول کے نظریات رکھنے والے اھل تصوف سے اتفاق نہیں رکھتا، بلکہ ایسے معتقدات کو توحید کے منافی قرار دیتا ھے اور آیۃ الکرسی کی تفسیر میں ایسے خیالات کا واضح رد کرتا ھے :

--- تعلمُ ان آیۃ الکرسی سیقت لاقامۃ برھان التوحید علی اکمل الوجوہ --- و فرق الضلال متعددۃ کالدھریۃ --- ثم غلاۃ المتصوفۃ الذین اثبتوا للانسان الکامل رتبۃ عظیمۃ المقدار اوقعت اتباعھم فی اعتقاد الحلول و الاتحاد --- (مخطوطہ ورق ۵۸ - الف تا ۵۸ - ب)

مولف کے دوسرے رسالے : الرسالۃ فی رسالۃ ھارون و کفر فرعون (دیکھیے اس فہرست کی دوسری جلد) میں یہ تنقید مزید بے نقاب ھو کر سامنے آتی ھے - جس میں صاف معلوم ھو جاتا ھے کہ ابن عربی کے خیالات کی تردید کی جا رھی ھے مگر نام صراحۃً نہیں لیا گیا، بلکہ ''بعضُ المنسوبین الی العلم/الی التصوف'' کہکر اشارہ کر دیا گیا ھے :

''ان بعض المنسوبین الی العلم زعم ان ھارون بن عمران اخا موسٰی علیھما السلام لم یثبت (تثبت) لہ رتبۃ الرسالۃ و انما ھو نبی غیر رسول''

"ان بعض المنسوبین الی التصوف زعم انّ فرعون الّذی ارسل الیہ موسٰی و ھارون مات مومنا مسلما موحدا" ---

مولف کے ان افکار سے پتا چلتا ہے کہ حضرت مجدّد الف ثانی سے ایک صدی پیشتر، بر عظیم میں شیخ ابن عربی کے معتقدات اور حلول و اتحاد کے نظریات پر تردید و تنقید کے سلسلے میں کچھ تالیفی کام شروع ہو چکا تھا ۔ اسطرح، بحرق، مذکورہ سلسلۂ فکر کی پیشرو کڑی ہے۔

دیکھیے النور السافر، ۱۴۳ ؛ ظفرالوالہ، ۱ : ۱۱۸ ؛ معجم المولفین، ۱۱ : ۸۹

(۱۲)

[A Ar f II 3 / 339]

الرسالة فی شرح سورة الاخلاص

محمد بن عمر ابن مبارک الشهیر ببحرق الحضرمی

المتوفی ۹۳۰ھ

اوراق	:	۶۰ - ب تا ۶۱ - ب	خط	:	نستعلیق
سطور	:	۱۹	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۳ × ۱۳ س م،	تاریخ کتابت	:	ندارد

آغاز : یتلوه الجواب الثانی فی توحید سورة الاخلاص . . .

مؤلفِ مذکور کا ایک اور مختصر رسالہ، جس میں سورۂ اخلاص کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ آیة الکرسی کے مضمون توحید اور سورۂ اخلاص کے مضمون توحید میں فرق کس نوعیت کا ہے ۔

مولف نے و لم یکن لہ کفوا احد کے الفاظ سے معتزلہ کے اس اعتقاد کا رد کیا ہے کہ خیر کا خالق اللہ ہے، مگر شر کا خالق اللہ نہیں ہے، بلکہ نفس اور شیطان

هیں۔ مولف نے معتزلہ کو امت مسلمہ کے مجوس کہا ہے :

فتوھمت المجوس و اتباعھم مجوس ھذہ الامۃ ان فاعل الخیر اللہ و فاعل الشر الشیطان و النفس فجعلوا للہ اندادا خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شیٔ فقیل لھم : وَ لَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔

بحرق حضرمی کے یہ ہر دو رسائل ابھی تک طبع نہیں ہوئے ۔

(۱۳)

زبدۃالتفاسیر

معین‌الدین بن خواجہ (خاوند) محمود بن ضیاءالدین ابن میر محمد بن تاج‌الدین بن علاءالدین العطّار النقشبندی، البخاری، العلوی، الحسینی المتوفی ۱۰۸۵ھ

اوراق	:	۹۹م	خط	:	نسخ
سطور	:	۱۹	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۶×۱۷ سم	تاریخ کتابت	:	ندارد (سن تالیف : ۱۰۶۹ھ)

آغاز : الحمدُ للہ الّذی نزّل کتابہ الّذی ھوناسخ الادیان . . .

مولف، کشمیر کے جیّد اساطین علم و تقوٰی سے تھے ۔ ولادت اور تربیت کشمیر ھی میں ھوئی ۔ علم فقہ اپنے والد سے پڑھا ۔ مزید تحصیل علم کے لیے دھلی پہنچے اور شیخ عبدالحق محدث دھلوی سے فقہ اور حدیث کا درس لیا، نیز ایک عرصہ شیخ کی صحبت میں گزارا ۔ کشمیر واپس پہنچنے پر عوام و خواص کا مرجع بن گئے ۔ علما، فتوٰی میں آپ کی طرف رجوع کرتے اور دینی رھنمائی کا منصب آپ کو حاصل تھا ۔

حدائق‌الحنفیہ اور تذکرہ علمائے ھند سے معلوم ھوتا ھے کہ آپ کشمیر میں دینی علوم و اقدار کے محافظ اور ترویج سنت کی خدمت انجام دینے والے تھے اور

اس وقت کے جملہ علماے کشمیر آپ کی معیّت اور رھنمائی میں کام کر رہے تھے، جن کے اسما حدائق میں یوں بیان کیے گئے ھیں :

ملّا محمد طاھر کشمیری، ملّا ابوالفتح کلو، ملّا یوسف مدرس، مفتی محمد طاھر، مولانا عبدالغنی اور مولانا مفتی شیخ احمد۔

(تذکرہ، ۵۰۰؛ حدائق، ۴۲۱)

مولف کی زیر نظر تالیف سے بھی، اس کی دینی حمیّت اور جذبۂ اصلاح کا اندازہ ھوتا ھے، مثلاً عہد اکبری کے یہ خیالات کہ اسلام آخری دین نہیں، بلکہ سب دین جاری اور باقی ھیں۔ ان سے مولف نے اپنے خطبۂ حمد میں یوں تعریض کی ھے :

الحمدُ للہ الّذی نزل کتابہ الّذی ھو ناسخ الادیان، والباقی حکمہ الٰی انقراض الدوران . . . (مخطوطہ، ص ۱ ۔ ب)

اس کے بعد شیعہ سُنّی عقائد کے سلسلے میں بھی، مولف اپنا سنی موقف ظاھر و باھر طریقے سے بیان کرتا ھے :

ھو الّذی (النبی صلی اللہ علیہ و سلم) جعل اللہ دینہ، افضل الادیان و جعل اُمّتہ خیرالاُمم بالحجة و البرھان و کرّم اولادہ، بالعزة والقرب و اتباع آیاتِ الرحمٰن و عظم اصحٰبہ بالایصال الی اوج العرفان و اکرم بعض اصحابہ تحت الشجرة ببیعة الرضوان و بشر من بینھم بدخول الجنان ابا بکر و عمر و عثمان و علیّا و ابا طلحة والزبیر و عبدالرحمٰن و ابا عبیدة و سعدا و سعیدا اھل الغفران . . .

(مخطوطہ، ص ۲ ۔ الف)

مؤلف، اورنگ زیب عالمگیر کا ھمعصر تھا۔ جلوسِ عالمگیر سے پہلے بیس برس کی مدت کو اپنے لیے اور مسلمانوں کے لیے دینی اعتبار سے ذھنی پریشانی کا دور قرار دیتا ھے، حتّٰی کہ وہ اپنے علاقے (کشمیر) کو چھوڑ بھاگنے کی سوچنے لگتا ھے :

لمّا کان اکثرُ الناس فی ظلمة البدعة و الکفر و الخسران و لایدرون

الخلاص منها الّا بتائید المنّان و کنتُ فیما بینّهم متردّدًا تارةً اریدُ الخروج من البلدة الّتی قد کثرت فیها البدعة والا هواء و تارة آمر نفسی بالصبر فیها رجاءً من اللہ کشف هذالبلاء العظیم حتّٰی طالت المدة علی هذه الحالة عشرین سنة کنت فیهم البهت والحیران ۔۔۔

اس کے بعد بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے سلطان (عالمگیر) کے وجود سے، ہمارے علاقے (کشمیر) کو اور بلاد ہند کو، بدعت و شرک اور طغیان و عدوان کی فضا سے پاک کر دیا۔

فاذا فرّج اللہ عنّا و عن جمیع المؤمنین المتقین بفضله العظیم و کرمه العمیم الحمدُ للہ علٰی کل حال و طهّر هذا البندَ و بلدَ الهنْد عن البدعة والشرک و اهل الطغیان بوجود السلطان الاعظم ۔۔۔ الثابتِ علٰی دینِ محمد المکّرم ۔۔۔

جس سال، عالمگیر تخت نشین ہوئے ہیں، اسی سال یہ تفسیر تالیف کی گئی ہے۔ چنانچہ مؤلف خود بیان کرتا ہے:

''تاریخ جلوسه شرف له اسمه شاه اورنگ عادلی عالمگیر و یخرج من اسمه الشریف هذا تاریخ تالیفه ایضاً [۱۰۶۹ھ] ۔۔۔

مؤلف کہتا ہے کہ میں نے یہ کتاب جلوس عالمگیر کی نعمت خداوندی کے موقع پر اظہار شکر کے لیے تالیف کی ہے:

''فاردتُ ان اَشکُرَ نعمة اللہ اذ خلصنا من شرور اصحاب البدعة و الضلال بتالیف تفسیر کلام اللہ ۔۔۔ فجعلتهٗ عَراضةً لحضرت (ة ؟) السلطان ۔۔۔ سمّیتُ هذا التفسیر زبدهٔ تفاسیر من جُهدالمعین ۔۔۔''

تفسیر نہایت مختصر انداز رکھتی ہے۔ ق کے بعد الفاظ قرآنی اور ت کے بعد تفسیری

الفاظ درج کیے ھیں ۔ نمونے کے لیے یہ اقتباس درج کیا جاتا ھے :

ق وَ اسْتَعِيْنُوا ت اطلبوا المعونة ق بِالصَّبر ت بالصّوم ق وَالصَّلٰوة و اِنَّهَا ت ای الصلٰوة ق لَكَبِيْرَة ت لثقيلة شاقة ق اِلَّا عَلَى الخَاشِعِين ت المخبتين المتضرّعين الساكنين الى الطاعة العالمين بمرتبة الصّلٰوة عند الله تعالٰى و انّها معراجُ المومنين و عمادالدين الفارقة بين الايمان و الكفر ۔ ۔ ۔

مؤلف نے نماز کے ذکر پر، غالباً اپنے ماحول کی فضا کے پیش نظر، کچھ تفصیل سے بات کرنی چاھی ھے۔ اوپر کی عبارت میں نماز کی فضیلت بیان ھو گئی ھے ۔ اس کے بعد مزید یہ کہا ھے کہ منافقوں اور بے دینوں کا گروہ اس کی قدر و منزلت نہیں جانتا، بلکہ یہ لوگ نماز کو گناہ عظیم کہتے ھیں اور نمازیوں کو سادہ لوح ٹھیراتے ھیں ۔ پھر بتایا ھے کہ میں نے ایسے ملحدین کے جواب میں ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ھے :

''و لا يعلم قدرها و فضلها المنافقون و الملحدون الّذين يعتقدون انها ذنب كبير و يشتمون المصلّين الذين يعلمون انهم مصلّون، خذلهم اللّٰه ۔ ۔ ۔ و يرفع درجات العالمين والمُروّجين الشريعة ۔ ۔ ۔ بحرمة سيدنا و نبيّنا ۔ ۔ ۔ و لنا فی رد اعتقاد المنافقين الملحدين المذكورين رسالة مفردة رتّبناها علٰى خمسة ابواب ۔ ۔ ۔''

خاتمے پر مولف کہتا ھے کہ یہ تفسیر ائمہ مفسرین کے منتخبہ اقوال پر مشتمل ھونے کے باوجود مختصر اور بسیط ھے :

''قد وقع الفراغ من تاليف هذا التفسير ۔ ۔ ۔ المحتوی علٰى زبدة اقوال المفسرين من ائمة اولی‌الالباب المنطوی علٰى خلاصة آرایٔ المجتهدين لهم حسن مآب فی تفسيرالقرآن مع الايجاز الخالی عن الا خلال ۔ ۔ ۔''

یہ تفسیر اپنے اختصار اور جامعیت کے اعتبار سے، ایک نصابی تالیف معلوم ہوتی ہے ۔ پھر جس طریقے سے مؤلف نے اس میں اپنے دور کی جھلکیاں منعکس کی ہیں، اس کے پیش نظر اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے ۔ اس تالیف کا ایک نسخہ کیمبرج لائبریری میں بھی موجود ہے، جسے براؤن نے تفسیر اورنگزیبی کے نام سے درج کیا ہے، مگر مؤلف کے والد کا نام صدر بتایا ہے اور مؤلف کو خواجہ خاوند محمود النقشبندی کے تلامذہ میں سے شمار کیا ہے ۔ مگر دیباچۂ تالیف سے یہ دونوں باتیں غلط معلوم ہوتی ہیں ۔ براؤن نے ایک اور نسخے کے لیے پامرز کنگز کٹیلاگ کا حوالہ دیا ہے دیکھیے

Brown's Supplementary Handlist p. 55

مؤلف کی دیگر تالیفات یہ ہیں :

(۱) الفتاوی النقشبندیة (دیکھیے بانکی پور، ۱۹(۲) : ۶۰)

(۲) کنزالسعادة (دیکھیے الثقافة، ۱۱۲؛ تذکرہ علمائے ہند، ۱۰۵)

(۳) رسالۂ رضوانی (اپنے والد کی کرامات کے بیان میں) حدائق، ۲۱۴

الناسخ و المنسوخ

(۱۴)

الناسخ و المنسوخ

القاضی الامام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن علی الاسفراینی العامری

اوراق	:	۱ تا ۳۴،	خط	:	نسخ (ہندی انداز)
سطور	:	۱۳،	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۱ × ۱۶ سم،	تاریخ کتابت	:	ندارد

آغاز : الحمد للہ مستحق الحمد لذاتہ و صفاتہ و ھدانا لدینہ ...

براکلمن نے مؤلف کا نام ''محمد بن عبداللہ الاسفراپینی العاسری'' درج کیا ہے، جس کے ساتھ، مؤلف کی اس تالیف کا بھی ذکر کیا ہے اور اس کے دوسرے نسخے کے لیے، فہرست دارالکتب المصریہ، ۱ : ۴۶ کا حوالہ دیا ہے(۱)

(دیکھیے براکلمن، ت ۲ : ۹۸۷)

قرآن کے ناسخ و منسوخ کا کیا مفہوم ہے اور اس کی کیا حیثیت ہے؟ یہ مبحث اہل علم کے درمیان مختلف فیہ ہے تاہم ناسخ و منسوخ کے موضوع پر، جیّد علما نے بعض تالیفات چھوڑی ہیں - جن کے لیے کشف الظنون اور معجم المطبوعات سے کچھ مدد مل سکتی ہے -

زیر نظر تالیف اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے - اگرچہ فہارس اور کتب حوالہ میں اس تالیف کا اور اس کے مؤلف کا، مفصل تذکرہ نہیں ملتا ، ماسوا اس مختصر نشاندھی کے، جو براکلمن نے کی ہے ، تاہم یہ ایک علمی تالیف ہے، اور ناسخ و منسوخ پر پائے جانے والے سلسلۂ تصانیف میں اس کا اندراج ضروری ہے - کتاب کا آغاز یوں ہوتا ہے :

الحمد للہ مستحق الحمد لذاته و صفاته و هدانا لدینه و اکرمنا باعزاز [؟ باعز] الرسل و اجل الکتب و اکرم الشرائع . . . قال [ا]لقاضی الامام ابو عبداللہ بن (؟) محمد بن عبداللہ بن علی الاسفرائی [الاسفراپینی] رضؓ [رضی اللہ عنه] و عن اسلافه فی اعلم ان من اراد ان یتکلم فی معانی کتاب اللہ تعالٰی بعد ان یعرفها فیجب علیه ان یعرف الناسخ و المنسوخ اقتداء بالسلف الصالحین رضی اللہ تعالٰی عنهم اجمعین . . .''

اس کے بعد، مؤلف نے وہ روایت بھی نقل کی ہے ، جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجهه نے ایک شخص کو وعظ سے اس لیے روک دیا کہ وہ ناسخ و منسوخ

(۱) اس کا ایک نسخہ : ''الناسخ والمنسوخ من القرآن الکریم'' کے نام سے، ''الخزانة التیموریة'' میں موجود ہے دیکھیے : فہرس الخزانة التیموریة، ۱ : ۲۴۱ - میں نہیں جان سکا کہ براکلمن نے اس تالیف کے لیے جس فہرست دارالکتب المصریة کا حوالہ دیا ہے، وہ مذکورہ بالا فہرست سے مختلف کوئی اور فہرست ہے - یا کہ صفحات کا فرق، ایڈیشنوں کے اختلاف کے باعث ہے - اس کے علاوہ، اس تالیف کا ایک نسخہ، دارالکتب الظاھریة دمشق میں بھی موجود ہے دیکھیے : فہرس مخطوطات دارالکتب الظاھریة، ص ۳۰۷ -

کا علم نہیں رکھتا تھا - نیز ناسخ و منسوخ کے وجود پر، مولف نے آیة قرآنی سے حسب ذیل طریقے سے دلیل پکڑی ہے :

ثم الدلیل علٰی ان فی القرآن احکامًا منسوخة باحکامٍ اخرٰی فی قولہٖ تعالٰی : ما نَنسخ مِنْ آیةٍ او نُنسِها نات بخَیرٍ مِنْها اَوْ مِثْلِها . .

مؤلف نے ان علماے تفسیر کے نام بھی بتائے ھیں، حں سے، اس نے اپنی تالیف میں استفادہ کیا ہے :

الاستاذ الامام ابو اسحٰق ابراهیم بن محمد الاسفرائی [یینی] - معاتل بن سلیمان - الاستاذ الامام ابوبکر الحدید - الشیخ ابوبکر بن ابی سعید -

افسوس ہے کہ ھمارا نسخہ کسی جاھل کاتب کا تحریر کردہ ہے - اس لیے اغلاط سے پر ہے - نومبر ۱۹۳۹ء میں مولوی عبدالقدوس صاحب پشاوری نے، اس نسخے کی ایک نقل تیار کی، جس کے خاتمے پر انہوں نے کہا ہے کہ نقل کے علاوہ اس نسخے کی تصحیح اور نقد و تحشیہ کا ارادہ بھی تھا مگر یہ کام ترک کرنا پڑا - گویا اس وقت ھماری لائبریری میں، اس کتاب کے خطی نسخے تعداد میں دو ھیں، مگر دونوں محتاج تصحیح ھیں - دوسرا نسخہ، ھماری مختصر فہرست [Hand-list] کے شمارہ ۱۰۸ میں مندرج ہے-

(شمارہ ۱۵ تا ۱۷)

اصولِ حدیث

(۱۵)

جواهر الاصول فی علم حدیث الرسول

تقی‌الدین ابو الطیب محمد بن [شهاب الدین ابی العباس]
احمد بن علی الحسنی الفاسی المکی المتوفی ۸۳۲ھ

اوراق	:	۱ تا ۳۹	خط	:	نستعلیق (مائل به شکسته)
سطور	:	۱۷ تا ۱۹	کاتب	:	علی محمد بن غلام علی خان
تقطیع	:	۱۸ × ۱۳ سم	تاریخ کتابت	:	۱۲۳۷ھ

آغاز : الحمدُ لمن اصحُّ حدیثٍ کلامه القدیم و الصلوٰة و السلام علٰی من احسن کلامٍ حدیثه القویم ---

مؤلف، مؤرخ، حافظ حدیث اور اصول حدیث کا جید عالم تھا ۔ انکا خاندان فاس سے حجاز چلا آیا تھا ۔ مؤلف کی ولادت اور وفات مکہ مکرمہ میں ہوئی، مگر وہ یمن، شام اور مصر میں متعدد بار آیا ۔ مکہ میں مالکیہ کا قاضی بھی مقرر کیا گیا ۔ مقریزی کے الفاظ مؤلف کے بارے میں یہ ھیں :

''کان بحرَ علمٍ لَم یخلف بالحجاز بعده' مثله' '' (اعلام، ۶ : ۲۲۷، ۲۲۸)
مؤلف کے مفصل حالات زندگی کیلیے دیکھیے ابن فہد : ذیل طبقات الحفاظ، ص ۲۹۱؛ سیوطی : ذیل طبقات الحفاظ، ص ۳۷۷؛ الضوء اللامع، ۷ : ۱۸؛ نیز دیکھیے معجم المولفین، ۹ : ۳۰۰ .

مؤلف کی اهم اور معروف تالیفات یہ ھیں :

۱- المقنع من اخبار الملوک و الخلفاء ۔
۲- شفاء الغرام باخبار البلد الحرام ۔

۳۔ تاریخ البلدالامین ۔

۴۔ ذیل کتاب النبلاء للذہبی ۔

۵۔ مختصر حیاۃ الحیوان للدمیری ۔

ان میں سے اول الذکر دو کتابیں طبع ہو چکی ہیں ۔ مؤلف کی تالیفات[1] کے لیے، مذکورہ بالا دو ماخذ کے علاوہ حسب ذیل ماخذ کی طرف بھی رجوع کیا جائے :

معجم مط، ۹۲۳؛ اعلام، ۶ : ۲۲۷، ۲۲۸؛ براکلمن، ت ۲ : ۲۲۱

زیر نظر تالیف، علم اصول حدیث پر ایک مختصر، مگر جامع رسالہ ہے۔ بانکی پور کے فاضل فہرست نگار نے اس کے بارے میں لکھا ہے :

A useful and rare work (treatise) on the Science of Ḥadith...
[Bank Vol. V(II) p. 170]

اسی فہرست نگار کا مزید بیان یہ ہے کہ زیر نظر تالیف کا، کتب سوانح اور فہارس میں کوئی سراغ نہیں مل سکا [حوالۂ سابق] ۔

مگر اب اس تالیف کا سراغ، فہارس میں مل گیا ہے ۔ اور اس سراغ کے لیے ہم براکلمن کے ممنون ہیں ۔ براکلمن نے اپنے ت ۲ : ۲۲۲ پر بتایا ہے کہ اس کتاب کے نسخے، بانکی پور کے علاوہ، آصفیہ اور مانچسٹر میں بھی موجود ہیں ۔ آصفیہ کے نسخے کا سنۂ کتابت وغیرہ درج نہیں ۔ دیکھیے آصفیہ، ۱ : ۶۲۰ ۔ مانچسٹر کا نسخہ، ۱۱۸۳ھ کا مکتوبہ ہے ۔ صاف نسخ ہندی میں لکھا گیا ہے ۔ دیکھیے مانچسٹر، ۱۳۹-ب

مانچسٹر کے فہرست نگار کو، اس کتاب کے مؤلف کا سراغ نہیں مل سکا اس نے خیال ظاہر کیا ہے، کہ مؤلف کا زمانہ دسویں صدی ہجری معلوم ہوتا ہے ۔ اور یہ کہ تالیف، مذکورہ صدی کے نصف سے پہلے کی نہیں ہے، مگر یہ ساری قیاس آرائی

---

(۱) مؤلف کی مرتبہ اربعین کا ایک نسخہ، فہرست مخطوطات عربیہ مدینہ میں صفحہ ۶۳ پر "الاربعون الحدیث المتباینۃ الاسناد" کے عنوان سے مذکور ہے ۔

غلط ہے - کیونکہ مؤلف کی تاریخ وفات: ۸۳۲ھ ہے، جیسا کہ تمام ماخذ میں بالصراحت مذکور ہے -

تالیف کا آغاز، ان کلمات سے ہوتا ہے :

الحمد لمن اصحّ حدیثِ کلامه القدیم، والصلوة والسلام علی من احسن کلام حدیثه القویم . . .

کتاب، فاتحه (مقدمه) اقسامِ اربعه اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے - فاتحه (مقدمه) سات لوامع میں منقسم ہے - کتاب کے اسلوب اور اس کے معیار کا اندازہ پیش کرنے کے لیے ان لوامع سبعه کی سرخیاں، یہاں نقل کی جاتی ہیں :

اللامعه الاولی فی طلبة کتب الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : انما الاعمال بالنیات - - -

اللامعة الثانیة فی ماهیة هٰذا العلم و تصوّره - - -

اللامعة الثالثة فی بیان الحاجة الٰی هٰذا العلم و موضوعه - - -

اللامعة الرابعة فی بیان فضیلة هٰذا العلم و شرفه و رتبته فیما بین العلوم . . .

اللامعة الخامسة فی الفاظ مصطلحة فیما بینهم - - -

اللامعة السادسة فی بیان وضعه و تدوینه و التصنیف فیه - - -

اللامعة السابعة فی عدد ما ثبت من الاحادیث - - -

اس مختصر تالیف کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کا مؤلف، فاس، یعنی بلاد مغرب سے تعلق رکھتا ہے، جہاں، [یعنی بلاد مغرب میں] ابنِ خلدون پیدا ہوا - اور مؤلف، ابنِ حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) کا معاصر بھی ہے - عسقلانی نے اسی موضوع پر نخبة الفکر اور پھر اس کی شرح نزهة النظر تالیف کی، جو بہت مقبول ہوئی - زیرِ نظر تالیف، غالباً عسقلانی کی تالیف سے پہلے کی ہے - اور یقیناً مؤلف، عسقلانی سے مستفید نہیں ہوا - اس اعتبار سے ایک ہی صدی کی ان ہر دو تالیفات کا مقابلہ کیا جانا چاہیے - اور زیر نظر تالیف بھی منظر عام پر لائی جانی چاہیے -

(۱٦)

منتخب کوثرالنبی

محمد جی

اوراق	: ۲۷	خط	:	شکستہ آمیز	
سطور	: ۱٦	کاتب	:	غلام محی الدین	
تقطیع	: ۲۷ × ۱۵ سم	تاریخ کتابت :		۱۲۸۴ھ	

آغاز : الحمد لله الّذی خلق کلّ شیٔ فقدرہٗ تقدیرا والصلٰوۃ علٰی محمد الذی جعل للخلق بشیراً و نذیرا . . .

رسالے کا موضوع علم اصول حدیث (مصطلحات و موضوعات و رجال) ہے۔ دیباچے میں تصریح کی ہے کہ یہ کوثرالنبی کی تلخیص ہے :

"قد لخّصتُ ھٰذہ القواعد من النسخة المسمّٰی (؟ المسماۃ) بکوثرالنبی . . ."

کوثرالنبی کے مؤلف، مولانا عبدالعزیز بن احمد بن حامد قرشی فریہاری ملتانی ہیں ۔ اس کتاب کا کوئی نسخہ، کسی لائبریری میں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا ۔ صاحب نزھة نے مؤلف کا مفصل تذکرہ کیا ہے اور تیس کے قریب تالیفات کے نام گنوائے ہیں(۱) ۔ جن کے موضوعات تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد و کلام، منطق، طب، مواقیت، جفر اور فلکیات ہیں ۔ خوش قسمتی سے، اس تذکرہ نگار نے، کوثرالنبی کا حسب ذیل اقتباس، نقل کر دیا ہے، جس میں مؤلف، علوم حدیث سے بےاعتنائی پر علماے عصر کی مذمت کر رہا ہے :

"و الی الله المشتکی من المعاصرین و من علمائهم المنغمسین القاصرین اتخذوا علم الحدیث ظهریا و نبذوا التخریج نسیاً منسیاً"

---

(۱) مولانا حکیم عبدالعزیز (ملتانی) کی علم الطب میں ایک تالیف زمردالطب کا ایک خطی نسخہ پنجاب پبلک لائبریری میں محفوظ ہے ۔ دیکھیے تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ پنجاب لائبریری، ص ۲۴۰؛ اور موصوف کی ایک اور طبی تالیف کتاب الاکسیر کے لیے ہماری اسی فہرست کی جلد ثانی دیکھی جائے ۔

نزھۃ میں، مؤلف کی تاریخ وفات نہیں بتائی گئی ۔ البتہ اسے تیرھویں صدی کے علما میں شمار کیا ھے۔

(دیکھیے نزھۃ، ۷ : ۲۷۶)

تلخیص کنندہ (یعنی زیر نظر رسالے کے مولف) کا نام، دیباچے میں محمد جی بتایا گیا ھے :

و بعد فیقول العبد الذلیل، الراجی الٰی رحمۃ ربہ الجلیل محمد جی قد لخصت ھذہ الفوائد ۔۔۔

تلخیص کنندہ، نام کی ترکیب سے بر عظیم کا باشندہ معلوم ھوتا ھے ۔ زیر نظر نسخے کا کاتب بھی مقامی ھے ۔ ترقیمہ دیکھیے :

قد تم الکتاب بعون الملک الوھاب ''منتخب کوثر نبی'' (؟) در قواعد حدیث شریف نبوی صلی اللہ علیہ و سلم روز پنجشنبہ وقت عصر تاریخ یازدھم ماہ ذی قعدہ الحرام ۱۲۸۴ھ مطابق پنجم مارچ ۱۸۶۸ سن ید بندہ نیازآگین غلام محی الدین ساکن سرائے صالح تحصیل ھری پور ضلع ھزارہ در مسجد موضع سجکوٹ (سجی کوٹ؟) علاقہ مانسہرہ اختتام پذیرفت''

رسالے کی مرکزی زبان تو عربی ھے، مگر عبارت کے درمیان بعض مقامات پر کچھ فارسی حواشی بھی مندرج ھیں ۔ غالباً اس رسالے کی ترتیب و تنقیح کا موقع مولف کو نہیں ملا یا مذکورہ صورت، کاتب کے تصرفات کا نتیجہ ھے ۔

کتاب، بہر حال عالمانہ تالیف ھے، اور اپنے موضوع پر کامل و وقیع معلومات پیش کرتی ھے ۔ حدیث کی تعریف میں بالعموم ''قول النبی و فعلہ'' کا ذکر ملتا ھے، مگر مؤلف نے اس میں پانچ امور گنوائے ھیں :

''ان العلماء استعملوا الحدیث بمعنی الکلام و فی صناعۃ العلم قول النبی و حکایتہ و فعلہ [؟ و حکایۃ فعلہ] او تقریرہ او وضعہ او ایامہ ...''

اس کے بعد ''وصف'' اور ''ایام'' ہر دو کی تشریح، ان الفاظ سے کی ہے :

اما الوصف فهو الخلق كقول البراء كان عم [عليه السلام] مربوعا بعيد ما بين المنكبين اه(الى آخره) و اما الايام فكقول ام عطية غزوت مع رسول‌الله عم اه . . . .

''مختلف الحدیث'' کی تعریف اور رفع اختلاف کے طرق کی تفصیل بھی نہایت عمدہ انداز میں بیان کی ہے :

. . . مختلف الحديث . . . و هوالحديث المضاد لحديث آخر و الحكم فيه التطبيق فان لم يكن و عرف التاريخ فنسخ المقتدم بالمتاخر و ان لم يعرف فترجح احدهما على‌الآخر و ان تساويا فالتوقف . . .

اس کے بعد معلوم التاریخ کی وضاحت دے کر، متعدد منسوخ احادیث بطور مثال بیان کی ہیں، اس کے ساتھ ہی ایک فصل، ''الترجیح'' پر باندھی ہے - جس میں پچاس وجوہ ترجیح بیان کی ہیں، ان وجوہ کی بنا پر متعارض احادیث میں کسی ایک کو دوسری پر ترجیح دی جاتی ہے -

رسالے کے خاتمے پر اسماء‌الرجال کی ایک مختصر قاموس درج کی گئی ہے - جس میں ناقابل قبول راویوں کی نشاندھی کی ہے - انداز یہ ہے :

''الالف : ابان بن اسحٰق المدني لين او متروك . . . ابان بن جعفر البصرى واضع وضع علٰى ابى حنيفة اكثر من ۳۰۰ حديث . . . .''

یہ رسالہ ایک وقیع علمی تالیف کی حیثیت سے بر عظیم کی تصانیف میں شمار کیا جا سکتا ہے - اور اس قابل ہے کہ طلبۂ تحقیق کی توجہ کا مرکز بنے -

(۱۷)

منظومة فی اصطلاح الحدیث و شرحها

محمد فالح بن محمد عبد اللہ بن فالح المہنوی
الظاهری المدنی المتوفی ۱۳۲۸ھ

اوراق :	۲۸ تا ۳۹	خط :	نسخ
سطور :	۱۹	کتابت :	عبد القادر بن عربی
تقطیع :	۲۳ × ۱۷ سم	تاریخ کتابت :	۱۳۲۵ھ

آغاز : قال .... الشیخ فالح .... بسم اللہ ....

خیرالامور الوسط الوسیط وشرها الافراط و التفریط

''المہنوی'' حجاز کے عرب ظواہر کی ایک شاخ ''بنی مہنا'' کی طرف نسبت ہے ۔ مؤلف ، شیخ سنوسی کا ہم عصر اور اس کے ممتاز تلامذہ سے تھا ۔ اسے شیخ کے ساتھ مسلسل سات برس تک شریک سفر و حضر رہنے کا موقع ملا ۔ شیخ کی معیّت میں تین حج کیے، اور شیخ سے صحاح ستّہ و دیگر مجامیع حدیث پڑھے ۔ مؤلف کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا ۔

مؤلف کے مفصل ترجمے کے لیے دیکھیے : فہرس الفہارس ۲ : ۲٦۰ - فہرس کا مصنف، مؤلف کا ہم عصر اور حدیث میں اس کا تلمیذ بھی تھا ۔

مؤلف، ادب، تصوّف، اور فقہ الحدیث کا بالغ نظر عالم تھا ۔ تاریخ میں بھی دلچسپی رکھتا تھا ۔ اس کی حسب ذیل تالیفات طبع ہو چکی ہیں :

۱- انجحُ المساعی فی الجمع بین صفتی السامع و الواعی [فی الفقه علی طریق السنة]
ط . الحسينية ، مصر ۱۳۳۱ھ [اعلام میں ''الداعی'' اور معجم مط میں

''الوافی'' درج ھے - مگر صحیح ''الواعی'' ھے - براکلمن نے بھی اسی کو اختیار کیا ھے]

۲- حسن الوفا لاخوان الصفا [ثبت صغیر] ط. شرکۃ المکارم، اسکندریہ ۱۳۲۳ھ

۳- تعلیقات علی المنہل العذب فی تاریخ طرابلس الغرب ط - طرابلس -

۴- صحائف العامل بالشرع الکامل [فی الفقہ علی طریق السنۃ و شرح الحدیث] ط. مصر -

مؤلف کی غیر مطبوعہ تالیفات میں سے، حسب ذیل کے نام معلوم ھو سکے ھیں :

* الحاشیۃ علی صحیح البخاری * الحاشیۃ علی الموطأ * شیم البارق من دیم المهارق * ما تشد الیہ فی الحال حاجۃ الطالب الرحال

زیر نظر تالیف کا تذکرہ اعلام نے بھی کیا ھے اور فہرس الفہارس کے مصنف نے بھی - مؤخر الذکر نے اس تالیف کے شروع کے یہ تین اشعار نقل کیے ھیں :

'' . . . . و منظومۃ فی الاصطلاح اولہا :

خیرُ الامور الوسط الوسیط	و شرُّھا الافراط والتفریط
وھذہ منظومۃ فی المصطلح	یقبلھا کل فؤاد قد صلح
ذکرت فیھا کل حد جید	یحمدنی علیہ کلُّ سیدی . . .''

یہ رسالہ، اصول حدیث کے ضروری مباحث کو ایک مختصر نظم میں پیش کرتا ھے - پھر خود مؤلف ھی نے اشعار کی شرح بھی ساتھ شامل کر دی ھے - یہ مختصر سی تالیف نہایت بلند علمی معیار کی حامل، اور بہت سی قیمتی معلومات پر مشتمل ھے - ھم اس تالیف کا، اس مقام سے ایک اقتباس نقل کرتے ھیں، جہاں مؤلف نے جرح مبہم

کی بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ حدیث کے بارے میں دلیل کے بغیر کوئی طعن قابل قبول نہیں :

معلولة ما قال اهل الخبرة ۔ بالقدح فيه ظلمة و غبرة

كالقصة المنقولة عن ابی حاتم و أبی زرعة ان احدهما سئل عن حديث فأنكره و ارسل السائل الى الآخر فانكره ولم يذكرا علته بل ذكرا ان حكمهما على الحديث كحكم الصيارفة على النقود و هذا امر ادعائی لا يشفی غليل السائل . . . و قد نصّ اهل الاصول علی ان الالهام ليس بحجة من غير معصوم ، فان كان الرازيان من اهل هذه المنزلة فكلام الاصوليين شامل لهم ۔ و اما كون الصيرفی يصدق شرعاً فبحكم الضرورة حتی انه يصدق و لو كان كافراً و اما الطعن فی الاحاديث بهذه الطريقة فلا ضرورة تلجیٔ اليه، بل الضرورة ملجئة الی قبولها و قد ثبت عن النعمان رضی الله عنه ان الحديث الضعيف اولی من رأی الرجال . . .

ضروری ہے کہ اس رسالے کی تنقیح و طباعت کا انتظام کیا جائے ۔ افسوس ہے کہ ہمارا نسخہ نمی سے متأثر ہے ۔ ممکن ہے حجاز کی لائبریریوں میں اس کا کوئی دوسرا نسخہ موجود ہو ۔

(شمارہ ۱۸ تا ۲۷)

حدیث

(۱۸)

كفاية القارى فى شرح صحيح البخارى

اوراق : ۳۲۰		خط : نستعلیق	
سطور : ۲۷		کاتب : نامعلوم	
تقطیع : ۲۷ × ۲۱ سم		تاریخ کتابت : ،،	

آغاز : ربنا آتنا من لدنک رحمة ۔۔۔ الحمد لله الذی نزل احسن الکلام ۔۔۔

صحیح بخاری کی یہ شرح، فہارس متداولہ میں مذکور نہیں ۔ مؤلف کا نام بھی معلوم نہیں ہو سکا ۔ تاہم یہ ایک بلند پایہ علمی تالیف ہے، جسے بخاری کی عمدہ شروح میں شمار کیا جا سکتا ہے ۔ تالیف کا آغاز یوں ہوتا ہے :

ربنا آتنا من لدنک رحمة ۔۔۔ الحمد لله الذی نزل احسن الکلام بالاعجاز الصریح و بین احکامه بالحدیث الحسن و الصحیح ۔۔۔

شروع میں علم حدیث کے بنیادی مباحث پر ایک مقدمہ لکھا گیا ہے، جو حسب ذیل فصلوں پر مشتمل ہے :

فصل فی تعریف علم الحدیث و موضوعه و غایته و فضیلة اهله و اول من امر بتدوینه ۔

فصل فی تعریف اصول الحدیث و موضوعه و مصطلحات اهل الحدیث و ما یتعلق بها ۔

فصل فی الجرح و التعدیل ۔

فصل فی تحمل الحدیث ۔

فصل فی ذکر نسب الامام البخاری و مولده و بعض مناقبه ۔

فصل اتفق العلماء علٰی تلقی الصحیحین البخاری و مسلم بالقبول ۔ ۔ ۔

مقدمے سے فارغ ہوکر، مؤلف نے امام بخاری تک اپنے شیوخ کی سندات بیان کی ہیں جن کی مدد سے مؤلف کے حسب ذیل اساتذہ کے اسما معلوم ہوتے ہیں ۔

۱۔ الشیخ محمد بن علاء الدین البابلی المصری الشافعی المتوفٰی ۱۰۷۷ھ (خلاصة الاثر، ۴ : ۳۹)

۲۔ الشیخ یسین الخلیلی المتوفٰی ۱۰۸۶ھ (خلاصة الاثر، ۴ : ۳۹۳)

۳۔ زین العابدین بن عبدالقادر الطبری المتوفٰی ۱۰۷۸ھ (خلاصة الاثر ۲ : ۱۹۵)

ان میں اول الذکر کے نام کے ساتھ مؤلف نے فسح اللہ تعالٰی فی مدتہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے، کہ اس کتاب کی تالیف کا زمانہ ۱۰۷۷ھ سے بعد کا نہیں ہو سکتا اور یہ بھی کہ مؤلف اس زمانے میں زندہ تھا ۔ کتاب کا نام، دیباچے میں صراحةً مذکور ہے :

و بعد فھٰذا شرح لطیف مختصر لخصتہ من الشروح و اضفت الیہ ما اکرمنی بہ ربی من الفیض و الفتوح و سمیتہ کفایة القاری فی شرح صحیح البخاری ۔ ۔ ۔

زیر نظر نسخہ، بخاری کے پہلے پارے سے کچھ زائد پر مشتمل ہے۔ کتاب الطھارة اس مجلد میں ختم ہوگئی ہے ۔ ترقیمے کے الفاظ یہ ہیں :

و قد تم الجزء الاول من الشرح المسمّٰی بکفایة القاری و یتلوہ فی اول الجزء الثانی کتاب الصلٰوة ان شاء اللہ تعالٰی ۔

بہر حال یہ تالیف ایک نادر علمی میراث ہے ۔ اس کے مؤلف اور اس کے دیگر نسخوں سے متعلق تحقیق و تفتیش جاری رہنی چاہیے، تاکہ اس کی اشاعت کا امکان پیدا ہو جائے ۔

(۱۹)

[5592]

الكاشف عن حقائق السُّنن

شرف الدين الحسين بن محمد بن عبد الله الطيبی المتوفی ۷۴۳ھ

اوراق	:	۱۳۵	خط	:	نسخ
سطور	:	۱۹	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۵×۱۷ سم	تاریخ کتابت :		"

آغاز : الحمد لله مشید ارکان الدین الحنیف بقواعد آیات کتابه المبین و محکم اصول احکامه . . .

الطّیبی، آٹھویں صدی ہجری کے ممتاز محدّثین میں شمار ہوتے ہیں - حدیث کے علاوہ، وہ عُلومِ تفسیر، علومِ لُغت اور علُومِ بیان کے بھی متبحّر عالم تھے - عالم اور مصنّف ہونے کے ساتھ ساتھ، الطّیبی ایک متموّل تاجر بھی تھے، جن کی دولت طلبہ اور علما دونوں پر صرف ہوتی تھی - مذکورۂ بالا علوم پر یہ مولف درس دیتا تھا اور وقت کے اکثر علما اس درس میں شرکت کرتے تھے - آخری عمر میں، سلسلۂ درس، قرآن حکیم اور صحیح بخاری کے ساتھ خاص کر دیا تھا -

[اعلام، ۲: ۲۸۰؛ البدرالطالع، ۱: ۲۲۹]

زیر نظر تالیف، امام ولی الدین کی مشہور کتاب مشکٰوۃ المصابیح کی شرح ہے - شارح الطیبی، صاحبِ مشکٰوۃ کے استاذ تھے - استاذ اور تلمیذ کے باہمی مشورے اور مقررہ منصوبے کے ماتحت، مشکٰوۃ تالیف کی گئی تھی، جس میں المصابیح کی تہذیب و تنقیح اور اس میں ترمیم مقصود تھی - جس وقت یہ تالیف مکمل ہوئی، اس وقت تک، الطّیبی، کشّاف کی شرح سے فارغ ہو چکے تھے - اور اب متبحّر استاذ نے اپنے

فاضل تلمیذ کی تالیف پر شرح لکھنے کا ارادہ کیا، جو زیر نظر کتاب کی شکل میں پورا ہوا - یہ سارا پس منظر، شارح نے دیباچے میں بیان کر دیا ہے :

لما کان من توفیق اللہ . . . للاستعداد بسعادة الخوض فی الکشف عن قناع الکشاف . . . کان الخاطر مشغولاً بان اشفع ذالک بایراد بعض معانی احادیث [سید؟] المرسلین . . . و کنت قبل قد استشرت الاخ فی الدین . . . ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب دامت برکتہ بجمع اصل من الاحادیث النبویة . . . فاتفق رأینا علی تکملة المصابیح و تهذیبه و تشذیبه و تعین رواته و نسبة الاحادیث الی الائمة المتقنین فیما قصر فیها اشرت الیه من جهة فبذل وسعه و استفرغ طاقته فیما امت منه فلما افرغ [فرغ] من اتمامه شمرت . . . فی شرح مفصله و حل مشکله و تلخیص عریضه وابراز نکاته . . .

شارح نے احادیث کے مشکل الفاظ کی لغوی شرح بھی کی ہے - اور احادیث کے مشکل مقامات و مسائل کو بھی، عقائد اہل سنت کے مطابق، واضح کیا ہے - ائمۂ علما کی جن تالیفات سے شارح مستفید ہوا ہے، ان کی فہرست بھی دیباچے میں درج کر دی ہے -

مقدمے میں، اختصار و جامعیت کے ساتھ اصول حدیث بیان کیے ہیں - اور شارح نے تصریح کی ہے کہ وہ اس سلسلے میں مقدمۂ ابن الصلاح کو اپنا مأخذ بنا رہا ہے - شارح کے انداز شرح کے نمونے کے لیے کتاب الایمان کی پہلی حدیث سے متعلق چند اقتباسات درج ذیل ہیں :

قوله ان تلد الامة ربتها الرب مشترک بین المالک و المربی - قال صاحب الاساس : رب الدار و العبد و رب ولده یربیه الجوهری : رب کل شئ مالکه - الکشاف : الرب المالک و منه قول صفوان لابی سفیان لان یربینی رجل من قریش احب الی من ان یربینی رجل من هوازن هذا هو المعنی فی الحدیث . . . و ذالک اشارة الی قوة الاسلام لان کثرة السبی و التسری دلیل علی استعلا

الدین و استیلاء المسلمین و هو من الامارات لان قوته و بلوغ امره غایته منذر بالتراجع و الانحطاط الموذن بان القیامة ستقوم و اقول و العلم عند الله الکلام فیه صعب . . .

قوله یتطاولون فی البنیان ای یتفاخرون فی طول بیوتهم و رفعتها، تطاول الرجل اذا تکبر یعنی من علامات القیمة ان تری اهل البادیة فیمن لیس لهم لباس و لا نعل بل کانوا رعاء الابل و الشاء یتوطنون البلاد و یتخذون العقار و یبیتون الدور و القصور المرتفعة . . .

یہ کتاب ابھی تک طبع نہیں ہوئی ۔ اس کے خطی نسخے، پشاور، آصفیہ، رامپور اور بانکی پور کی فہرستوں میں مذکور ہیں ۔ ایک نسخہ کراچی میں، غالباً یوسف بنوری صاحب کے پاس بھی ہے، اور کچھ اجزا بہاولپور کی سرکاری لائبریری میں بھی بتائے گئے ہیں ۔ اس کتاب کو شائع کیا جائے، تو یہ علم حدیث کی ایک اہم خدمت ہوگی ۔ ہمارا نسخہ تقریباً کتاب کے نصف اول پر مشتمل ہے ۔

(۲۰)

الحاشیة علی المشکوة

علی بن محمد بن علی الشهیر بالسید الشریف الجرجانی المتوفی ۸۱۶ھ

اوراق	: ۳۴۲	خط	: نسخ
سطور	: ۲۷	کاتب	: نامعلوم
تقطیع	: ۲۹ × ۱۷ سم	تاریخ کتابت	: ۱۰۰۴ھ

آغاز : قوله الحمد لله مطلق یتناول حمدالله تعالی نفسه . . .

یہ مشکوة پر نہایت وقیع اور نادر حاشیہ ہے ۔ حاشیے کے مصنف کے تعین کے سلسلے میں

اختلاف پایا جاتا ھے ۔ ھمارے اس نسخے اور اسی طرح بوھار لائبریری والے نسخے کے آغاز پر، ایک نوٹ موجود ھے، جس میں اس کتاب کو ''السید جمال الدین'' کی طرف منسوب کیا گیا ھے ۔ علاوہ ازیں، ملّا علی قاری نے مرقاۃ میں کہا ھے کہ یہ حاشیہ، جرجانی کی تالیف نہیں ھو سکتا ۔ اور اس کیلیے انہوں نے حسبِ ذیل دو دلائل پیش کیے ھیں :

پہلی دلیل یہ ھے کہ زیر نظر تالیف، الکاشف عن حقائق السنن للطیبی کی تلخیصِ محض ھے، اور جرجانی جیسے فاضل سے یہ بات بعید ھے کہ وہ محض خلاصہ نگاری کا کام کرے۔

دوسری دلیل، ملّا علی نے یہ پیش کی ھے کہ جرجانی کی فہرست مولفات میں، اس تالیف کا کہیں ذکر نہیں ملتا ۔

بوھار لائبریری کے فاضل فہرست نگار، شمس العلماء مولانا ھدایت حسین نے، ملّا علی قاری کے اس خیال سے اختلاف کیا ھے، جس کی وجہ یہ ھے، کہ السخاوی نے الضوء اللامع میں اس حاشیے کو جرجانی کی تالیفات میں شمار کیا ھے، نیز یہ بات بھی محلِ نظر ھے کہ یہ حاشیہ، خلاصۂ محض ھے الطیبی کا ۔ اولًا تو اس لیے کہ اس تالیف کے مطالعے سے معلوم ھوتا ھے کہ فاضل محشی نے زیرِ نظر حاشیے میں، الطیبی کے راستے سے ھٹ کر بہت سی زائد اور اھم معلومات درج کی ھیں، ثانیاً اس لیے کہ الضوء اللامع میں جرجانی کی دو تالیفات الگ الگ بیان کی گئی ھیں : ایک حاشیۂ مشکوۃ اور دوسری خلاصۂ الطیبی ۔ الضوء اللامع کی عبارت یہ ھے :

. . . و حاشیة علٰی کل من تفسیر البیضاوی و المشکاة و الخلاصة للطیبی . . .

[الضوء، ٥ : ٣٢٩]

اس صورت حال کے پیش نظر، شمس العلماء اسی طرف میلان رکھتے ھیں کہ یہ حاشیہ، جرجانی ھی کی تالیف ھے ۔

راقم السطور بھی، الضوء اللامع کے مذکورہ بالا بیان کے پیش نظر، اس حاشیے کو جرجانی کی تالیف شمار کرنے کو قابل ترجیح قرار دے سکتا ھے، مگر کتاب کے اندرونی

مطالعے سے، معلوم ھوتا ھے کہ مولف، غیر حنفی ھے اور وہ مسائل اختلافیہ میں، شوافع کی تائید کرتا ھے، مثلاً حدیث ''انما الاعمال بالنیات'' کے تحت، مولف لکھتا ھے کہ اس سے دلیل نکلتی ھے کہ وضو، غسل اور تیمم، نیت کے بغیر درست نہیں ھونگے:

والمعنٰی ان الاعمال تحسب اذا کانت بنیّۃ و لاتحسب بدونہا و فیہ دلیل علٰی ان الوضوء و الغسل و التیمم لا یصح بدون نیۃ...

اب ظاھر ھے، کہ وضو اور غسل میں نیت کو، احناف کے نزدیک لازم نہیں ٹھیرایا گیا، جب کہ شافعی مسلک میں نیت لازم ھے۔

اسی طرح ''فصل الصلوٰت فی مواقیتہا'' میں حدیث ''ابراد'' کی شرح میں مؤلف نے کہا ھے کہ ظہر کے ابراد (ذرا تاخیر سے پڑھنے) کا حکم تہجیر (شروع دوپہر) کے حکم سے منافی نہیں ھے:

لا یقال الامر بالابراد ینافی الامر بالتہجیر و السعی و الجماعۃ بالظہیرۃ لان ھذا الامر سنۃ و الابراد رخصۃ کما ذھب الیہ کثیر من اصحابنا او نقول الابراد تاخیر قلیل لایخرج بذلک عن التہجیر...

میرا اندازہ ھے کہ ھمارے فاضل فہرست نگاروں (بوھار لائبریری کے علاوہ، بانکی‌پور لائبریری کی فہرست میں بھی، اس حاشیے کو جرجانی ھی کی طرف منسوب کیا گیا ھے) نے حاشیے کا بغور مطالعہ نہیں کیا، ورنہ یہ سخت دقت نہ پیش ھے کہ اس حاشیے کو، جو واضح طور پر شافعی مذھب کی تائید کر رھا ھے، کس طرح جرجانی کی تالیف تسلیم کر لیا جائے، جبکہ جرجانی کو تمام تذکرہ نگاروں نے بالصراحت حنفی المسلک تحریر کیا ھے۔

اس اختلاف کے باوجود، یہ تالیف اپنی جگہ پر نہایت اھم اور وقیع علمی کارنامہ ھے، جس کی حفاظت اور اشاعت ضروری ھے۔

شروح حدیث کی کتب میں، مشکل ھی سے کوئی شرح ایسی ھوگی، جسکے مؤلف نے کلام، فقہ، لغت، جغرافیہ اور علوم طبیعی کی معلومات سے استفادہ کرکے الفاظ

حدیث کی شرح کی ہو ۔ اس انداز کی کتب، تفاسیر میں رازی اور بیضاوی کی وجہ سے دکھائی جا سکتی ہیں ۔ لیکن کتب حدیث میں یہ انداز نادر ہے ۔ اب ہم زیر نظر تالیف کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں، جن سے مذکورہ بالا انداز کا ثبوت ملتا ہے :

''و قوله نحمده استيناف و اظهار لتخصيص حمده لكن باستعانته و نفى الحول والقوة و دفع الرياء و السمعة من نفسه و من ثم اتبعه بقوله و نعوذ بالله و لما اضيف الشر و الاعمال الى الانفس و اوهم ان لها الاختيار و الاستقلال بالاعمال اتبع بقوله من يهده الله ليؤذن بان كل ذلك منه و ليس للعبد الا الكسب . . .

و قوله ما لم يسقط الشفق يدل على ان وقت المغرب . . . و اليه ذهب الشافعى قديماً و الثورى و احمد و اسحاق و اصحاب الرأى و ذهب مالك و الاوزاعى و ابن المبارك و الشافعى جديدًا الى ان صلٰوة المغرب لها وقت واحد . . .

قوله ثلٰثة اقدام الخ هذا امر يختلف فى الاقاليم والبلدان . . . و كان رسول‌الله صلى‌الله عليه وسلّم فى مكة و المدينة و هما من الاقليم الثانى فيذكرون ان الظل فى اول الصيف فى شهر آزار ثلٰثة اقدام و شئ . . . فقول ابن مسعود منزل علٰى هذا التقدير فى ذلك الاقليم دون سائر الاقاليم و البلدان الخارجة عن الاقليم الثانى . . .

قض (أى قال القاضى البيضاوى :) اشتكاء النار مجاز عن كثرتها و غليانها و ازدحام اجزاءها بحيث يضيق مكانها عنها فيسعٰى كل جزء فى افناء الجزء الآخر و الاستيلاء على مكانه و نفسها لهيبها و خروج ما برز منها ماخوذ من نفس الحيوان و هو الهواء الدخانى الذى يخرجه القوة الحيوانية . . .

قوله ملأالله بيوتهم اى جعل‌الله النار ملازمة لهم فى الحيٰوة و الممات و عذبهم فى‌الدنيا و الآخرة و قيل اراد عذاب الدنيا من تخريب البيوت و نهب الاموال و سبى الاولاد و عذاب الآخرة باشتغال (باشتعال) قبورهم ناراً . و الاسلوب من باب *المشاكلة لذكره النار فى البيوت* او من باب الاستعارة استعيرت النار للفتنة و علٰى هذا هو من قبيل الجمع بين الحقيقة و المجاز معاً . . .''

ضرورت ہے کہ اس اہم تالیف کی حفاظت و اشاعت کی طرف توجہ کی جائے ۔ لائبریری میں اس کے دو خطی نسخے موجود ہیں ۔ دوسرے نسخے کے لیے ملاحظہ ہو ہماری مختصر فہرست (Hand-list) کا شمارہ [156]

(۲۱)

مبارق الازہار فی شرح مشارق الانوار

عبداللطیف بن عبدالعزیز بن عبدالملک من فضلاء القرن التاسع الشہیر بابن الملک

اوراق	:	۲۸۹	نستعلیق	:	(مائل بہ شکستہ)
سطور	:	۲۳	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۵ × ۲۰ سم	تاریخ کتابت	:	نامعلوم

آغاز : الحمد للہ علی ہدیۃ الہدایۃ و الاسلام و عطیۃ الدرایۃ و الاعلام ۔۔۔

زیر نظر مخطوطہ، مشارق الانوار کی شرح ہے ۔ مشارق الانوار حدیث کا وہ مجموعہ ہے، جس پر اور جس کے مؤلف پر، ہمارے برعظیم کی خاک نازاں ہے۔ مشارق کے مؤلف، رضی الدین حسن بن محمد الصغانی، ۵۷۷ھ میں، لاہور میں پیدا ہوے ۔ اپنے والد سے علم پڑھا ۔ فارغ ہونے پر، سلطان قطب الدین ایبک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو لاہور کا قاضی مقرر کرنا چاہا، لیکن آپ نے ملازمت کی زندگی پسند نہ کی اور غزنی جاکر درس و تدریس میں مصروف ہو گئے ۔ پھر علمی افادہ و استفادہ کے سلسلے میں، عراق، مکہ اور عدن کا سفر اختیار کیا ۔ ۶۱۵ھ میں امام صغانی بغداد پہنچے ۔ اس وقت الناصر لدین اللہ خلیفہ تھا ۔ خلیفہ نے آپ کو مدعو کیا اور اپنا سفیر بنا کر پیغام خاص کے ساتھ، شمس الدین اِلتُتمِش[1] سلطان ہند کی طرف روانہ کیا ۔ صغانی اس موقع پر ۶۱۷ھ سے ۶۲۴ھ تک ہندوستان میں رہے ۔ پھر سفر حج کے لیے

(۱) عام طور پر التمش یا ایلتمش کہا جاتا ہے، مگر اہل علم کے نزدیک اس لفظ کا صحیح تر املا اِلتُتمِش (ا ل تُ ت م ش) ہے ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، ۳:۲۷ ۔

نکلے، اور وهاں سے عدن هوتے هوے واپس بغداد پهنچے ۔ مستنصر بالله کے عهد میں آپ دوباره سفارت هند پر آئے ۔

امام صغانی ٦٣٧ھ میں بغداد میں فوت هوے ۔ کچھ مدت کے بعد آپ کی لاش کو مکّه مکرمه میں لے جا کر دفن کیا گیا ۔ [نزهة، ١ : ١٣٧]

مشارق الانوار کی شروح و تلخیصات، بکثرت تالیف کی گئیں، لیکن زیر نظر شرح اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر، ایک منفرد امتیاز رکھتی هے۔ شارح (المعروف به ابن الملک) نے هر حدیث کے متعلق صراحت سے بتا دیا هے که آیا یه بخاری میں آئی هے یا مسلم میں، یا دونوں کی متفق علیه هے ۔ اصل کتاب میں ، اس چیز کے اظهار کے لیے علامات مقرر کی گئی تهیں، مثلاً بخاری کے لیے ''خ'' مسلم کے لیے ''م'' اور متفق علیه کے لیے ''ق'' ۔ مگر مشارق کے مختلف نسخوں میں اختلاف واقع هو گیا تها ۔ اس لیے شارح نے علامات کے بجائے صراحت سے کام لیا هے۔

اسی طرح شارح نے، مؤلف کی بعض ایسی اغلاط کی تصحیح کر دی هے ، جن میں اس نے، کسی حدیث کو صحیحین کی طرف منسوب کر دیا هے، حالانکه وه صحیحین میں سے صرف ایک میں پائی جاتی هے ، یا صحیحین کے بجاے کسی دوسری کتاب میں پائی جاتی هے ۔ اور ان اغلاط کی تصحیح بهی کی هے جو بعض راویوں کے اسما سے متعلق هیں، نیز ابن الملک نے هر حدیث کے راوی کے حالات بهی اس جگه درج کر دیے هیں ، جهاں اس کا ذکر پهلی مرتبه آیا هے ۔ (کشف، ٢ : ١٦٨٩)

معجم المطبوعات کے بیان کے مطابق (براکلمن، ت١ : ٦١٣ سے بهی اس کی تصدیق هوتی هے) یه شرح ١٣١١ھ میں آستانه (ترکیه) سے طبع هوئی تهی، مگر اب نایاب هو کر ره گئی هے۔ ضروری معلوم هوتا هے که اسے ایڈٹ کیا جائے اور دوباره شائع کر دیا جائے ۔ براکلمن نے اس کے بعض قلمی نسخوں کی نشاندهی بهی کر دی هے، نیز دیکهیے بانکی پور، ٥ (٢) : ٩٧ ۔

افسوس هے که همارا نسخه ناقص الآخر هے ۔

(۲۲)

بوارقُ الانوار من صحاح الاخبار

حامد بن محمد بن اسحاق من علماء القرن الحادی عشر

اوراق	: ۳۸۳	خط	: نسخ
سطور	: ۹	کاتب	: نامعلوم
تقطیع	: ۲۶×۱۷ سم	تاریخ کتابت	: ،،

آغاز : ان افضل الکلام و احقہ فی الابتداء و الاختتام حمدُ الله العلّام . . .

یہ، مشارق الانوار کی تلخیص ہے ۔ اس کا دوسرا نسخہ، صرف بانکی پور لائبریری میں موجود ہے۔ براکلمن نے بھی، اس کا تذکرہ، بانکی پور ھی کے حوالے سے کیا ہے ۔ مؤلف کے بارے میں ، نام کے سوا اور کچھ معلومات ابھی تک دستیاب نہیں ھو سکیں۔ براکلمن کو مغالطہ ھوا ہے کہ اس نے مؤلف کا نام: ''حمید بن محمد'' لکھدیا ہے، جبکہ مولف کا صحیح نام: حامد بن محمد ہے ۔ ھمارے نسخے کے دیباچے میں (دیکھیے مخطوطہ صفحہ ۳-ب) مؤلف کا نام یوں درج ہے :

. . .امّا بعد فقد قال الحقیر الراجی رحمة الله الخلّاق، حامد بن محمد بن اسحاق جعله الله حامدًا فی الآفاق و افاضَ علیه سحائب اللطف و الاشفاق . . .

مؤلف کے بارے میں دوسری چیز یہ معلوم ھو سکی ہے کہ وہ ۱۰۲۲ھ میں زندہ تھا ۔ بانکی پور کے نسخے کے آخر پر یہ عبارت درج ہے ۔

قد وقع الفراغ من بیاض کتاب بوارق الأنوار من صحاح الاخبار بعون الله الغفار و رسوله المختار و أصحابه الاخیار و آله الابرار سنة ۱۰۲۲ھ۔

مؤلف نے دیباچے میں بیان کیا ہے کہ میرے احباب نے مجھ سے کہا کہ میں مشارق کی احادیث کو بخاری اور مسلم کی ترتیب سے پیش کروں:

سألنی احبائی و التمسنی اصدقائی ان ترتبه (؟ اُرتبه) ترتیب الصحیحین . . .

اسکے علاوہ مؤلف نے مشکوٰۃ المصابیح اور ترمذی و ابوداؤد کی حسن احادیث بھی اپنے اس مجموعے میں شامل کر دی ہیں:

و ضممتُ الٰی انوار المشارق، اَنوار صحاح المصابیح و الحسان لیکون معهما مَرَجَ البَحْرین یلتقیان، و اعنی بالحسان ما اورد ابو عیسٰی الترمذی و ابوداود سلیمان طیب الله مهجعهما و قاسیتُ لتهذیبه فی لیالی و نهاری . . .

ایک خاص بات یہ محسوس ہوتی ہے کہ زیر نظر تالیف کا مؤلف غالباً دنیائے عجم کے کسی علاقے سے تعلق رکھتا ہوگا ۔ یہ اندازہ مؤلف کے اسلوب سے ہوتا ہے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں :

نصلّی نبیّا لم ینطق عن الهوٰی، ان هو الّا وحی یوحٰی، علّمه شدید القوٰی و و نسلم رسولا ساراغ البصر و ما طغٰی و ان علا العرش الاعلٰی

ظاہر ہے کہ کوئی عربی الاصل مؤلف ''نصلی نبیاً'' کی ترکیب اپنے کلام میں نہیں لائے گا ۔

غالب یہی ہے کہ مؤلف کے حالات اگر کہیں سے دستیاب ہو گئے، تو اس کا تعلق، برعظیم یا بخارا و خراسان سے ہی نکلے گا ۔

کتاب نادر ہے ۔ مؤلف نے بہر حال، علم حدیث کی ایک خدمت انجام دی ہے، اس لیے حفاظت اور اشاعت کی مستحق ہے ۔ بانکی پور کے علاوہ، اس کا کوئی اور نسخہ ہمارے علم میں نہیں ۔ دیکھیے بانکی پور، ۲ :۳۶۹؛ براکلمن، ت ۱ : ۶۱۳

(۲۳)

مختصر جامع مسانید الامام الاعظم

اوراق : ۱۵۸ خط : نسخ

سطور : ۱۷ کاتب : نا معلوم (آغاز پر مہر کی عبارت یہ ہے : عبدالرحیم ۱۲۳۸ھ)

تقطیع : ۲۱×۱۳ س م تاریخ کتابت : ندارد

آغاز : الحمدُ للہ الذی اکمل لنا دیننا و اتمّ علینا نعمته ۔ ۔ ۔

امام اعظم ابو حنیفه رحمة اللہ تعالٰی علیه نے جن احادیث کی روایت فرمائی، ان احادیث کو تقریباً ۱۷ محدثین کرام نے مستقل تالیفات کی شکل میں جمع کر دیا ۔ ان میں سے ہر مجموعه مسند ابی حنیفه کے نام سے معروف ہوا ۔ ساتویں صدی ہجری کے وسط میں خوارزم کے مشہور فقیه و محدث، قاضی القضاة ابوالمؤید، محمد بن محمود بن محمد (الخوارزمی المتوفٰی ۶۶۵ھ) نے ۱۵ مسانید کو یکجا کر کے جامع مسانید الامام الاعظم کے نام سے ایک مجموعه مرتب کر دیا ۔

الخوارزمی نے وجه تالیف یوں بیان کی ہے :

۔ ۔ ۔ و قد سمعت بالشام عن بعض الجاهلین مقداره، انه ینقصه و یستصغره و یستعظم غیره و یستحقره و ینسبه الٰی قلة روایة الحدیث و یستدل باشتهار المسند الذی جمعه ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم للشافعی رحمه اللہ و موطأ مالک و مسند الامام احمد رحمهم اللہ تعالٰی و زعم انه لیس لابی حنیفة رحمه اللہ مسند و کان لایروی الاّ عدة احادیث فلحقتنی حمیة دینیّة

ربانية و عصبية حنفية نعمانية فاردتُ ان اجمع بين خمسة عشر من مسانيده
التی جمعها له فحول علماء الحديث ۔ ۔ ۔

(جامع المسانید، للخوارزمی ۱ : ۴)

یه کتاب (جامع المسانید، للخوارزمی) ۱۳۳۲ ھ میں دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے طبع ہو چکی ہے ۔ جامع المسانید کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ قاسم بن قُطلوبغا حنفی اور جلال الدین سیوطی شافعی جیسے فضلا نے اس کی شروح تالیف کی ہیں ۔ اسی طرح اس کتاب کے مُلخصات بھی اکثر اہل علم نے تیار کیے ہیں ۔

زیر نظر کتاب بھی جامع المسانید کی تلخیص ہے، مگر اس کے مولف کا نام ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا ۔ حاجی خلیفه نے اس مختصر کا تذکرہ یوں کیا ہے :

۔ ۔ ۔ و اختصره بعضهم اوّله : الحمدُ لله الّذی اکمل لنا ديننا الخ قال لمّا رای المسند الكبير لابی المويد الخوارزمی و وجده مطوّلا بالاسانيد فحذفه ۔ ۔ ۔ (کشف، ۲ : ۱۶۸۱)

مولف دیباچے میں کہتا ہے : (اردو ترجمه :)

''میں نے حافظ ابو المويد الخوارزمی کی مسند کبیر کو دیکھا ۔ مجھے اس میں تفصیل اسانید کی بنا پر اور تکرار احادیث کی بنا پر تطویل محسوس ہوئی ۔ چنانچه میں نے ان دونوں چیزوں (اسانید اور احادیث مکررہ) کو حذف کرتے ہوئے یه تلخیص تیار کی ۔ اس وقت میں نے یه کام محض القائے ربانی سے کیا اور مجھے یه علم نہیں تھا کہ مجھ سے پہلے بھی کچھ لوگ یه کام انجام دے چکے ہیں، چنانچه بعد میں دو مختصرات میری نظر سے گزریں ؛ ان میں سے ایک محمود بن ابی العباس القونوی کی اور دوسری ابو البقا ابن احمد الضیاء (احمد بن ابی الضیاء محمد) المکی (القرشی) کی تالیف تھی''

اس کے بعد مولف کہتا ہے ۔

''ان میں سے پہلی مختصر، مقصد اختصار کو پورا نہیں کرتی ۔ اور دوسری اس پہلو سے اگرچہ تسلی بخش ہے ۔ لیکن اس میں مکررات کو حذف نہیں کیا گیا اور حذف اسانید کے بعد سند کی حالت کی طرف اشارہ کرنے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا''

پھر مولف بتاتا ہے کہ خود اس نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر ایک حدیث کے ساتھ یہ بتایا جائے کہ اسے کس مسند (۱۰ مسانید میں سے) میں درج کیا گیا ہے ۔ اس کے لیے مولف کا انداز یہ ہے کہ ہر حدیث کے آغاز پر ایک مخفّف علامت کے ذریعے مُسند کا حوالہ دے دیا ہے ۔ دیباچے میں ۱۰ مسانید کے لیے علامتی مخففّات مقرر کر دیے ہیں، مثلاً :

فجعلت المسند الاول و ھو نسخة ابی یوسف : ''نس'' ۔ و للمسند الثانی و ھو نسخة محمد : ''نم'' و للمسند الثالث له ایضاً و ھو الآثار : ''ث'' ۔ ۔ ۔

اس کے علاوہ مؤلف نے احادیث کے آخر میں فقہی مذاھب بھی بیان کر دئیے ہیں ۔ فقہی حکم بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ آیا اس حکم کا ماخذ یہی حدیث ہے یا کوئی دوسری حدیث ۔ جہاں امام اعظم اور ان کے اصحاب (ابو یوسف و محمد) متفق الرائے ہیں ۔ وہاں مؤلف نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں : ''ثم قال محمد و به نأخذ'' یا صرف یہ الفاظ : ''و به نأخذ'' مگر جہاں ان ائمہ میں باھم اختلاف پایا گیا ہے وہاں ہر ایک کی رائے بالتفصیل الگ الگ بیان کردی گئی ہے، چنانچہ دیباچے میں کہا ہے :

''۔ ۔ ۔ و رأیت ایضاً ان اذکرالحکم فی المذھب و ان المأخذ ھل ھو من ھذا الحدیث او من ھٰذا الأثر ام لا ۔ فکل موضع ذکرت فیه : ''ثم قال محمد و به ناخذ'' او ''و به ناخذ'' و لم اذکر محمدا فھو نص قول ابی حنیفة اخذ به ھو و اصحابه ۔ و اذا کان فیه خلاف اذکر قول الامام وحده، و قول الاصحاب وحده ۔ ۔ ۔''

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مؤلف نے جن دو مختصرات کا حوالہ دیا ہے، ان میں سے القونوی کی مختصر کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ ابو محمد عبداللہ الحارثی البخاری کی مسند کی تلخیص ہے جیسا کہ حاجی خلیفہ نے واضح کیا ہے (دیکھیے کشف، ۲ : ۱۶۸۰)۔ اس لیے یا تو یہ سمجھا جائے گا کہ مؤلف نے غلطی سے القونوی کی مختصر کو جامع المسانید کا اختصار تصور کر لیا ہے ۔ اور یا پھر یوں ہوگا کہ القونوی نے مسند حارثی کے علاوہ جامع المسانید للخوارزمی کی تلخیص بھی کی ہوگی ۔ مؤلف کے بیان سے بہر حال، بظاہر، آخری بات کی تائید ہوتی ہے ۔

ہمارا نسخہ ناقص الآخر ہے، مگر صرف آخری باب (احوال شیوخ امام اعظم) کے چند ورق مفقود ہیں ۔ کتاب اہم ہے ۔ اس کا کوئی دوسرا نسخہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا ۔ مسانید امام اعظم پر تحقیقی کام ابھی مکمل نہیں ہوا ۔ یہ کتاب اس سلسلے کی ایک ناگزیر کڑی ہے۔

دیکھیے : کشف، ۲ : ۱۶۸۰؛ جامع مسانید الامام الاعظم للخوارزمی، مطبوعہ حیدر آباد مقدمہ مسند امام اعظم اردو (ط ۔ کراچی)؛ مقدمہ کتاب الآثار اردو (ط ۔ کراچی)؛ امام اعظم اور علم الحدیث (ط ۔ سیالکوٹ) ۔

اربعین

(٢٤)

شرح الاربعین

محمد بن صلاح‌الدین بن جلال‌الدین (الملتوی) ابن کمال‌الدین محمد الناصری
السعدی العبادی الشہیر بمصلح الدین اللّاری المتوفی ٩٧٩ھ

اوراق	: ١٠٣	خط	: نسخ
سطور	: ٢١	کاتب	: نا معلوم
تقطیع	: ١٥×٢١	تاریخ کتابت	: ,,

آغاز : احسنُ حدیث نطق به الناطقون بالحق المبین . . .

اللّار، سیراف اور قیس (کیش) کے درمیان ایک جزیرے کا نام ہے ۔ سیراف، بحرِ فارس کے ساحلی علاقے کا ایک بڑا شہر ہے، اور قیس، بحر عمان کا جزیرہ ہے، جہاں کبھی ہندوستان اور فارس کے جہازوں کی بندرگاہ تھی ۔ یاقوت، اللّار جزیرے میں خود چند روز ٹھہرا تھا ۔ مصلح الدین اللّاری، اسی جزیرے کی طرف منسوب ہیں ۔

مصلح الدین، ٩٦٤ھ میں حلب آئے اور افادۂ و استفادہ کا سلسلہ شروع کیا۔ اسی سال وہ حج پر گئے اور واپس آکر حلب میں مقیم ہو گئے ۔ آخرِ عمر میں، آمد کی طرف منتقل ہو گئے تھے ۔ ہدیة العارفین کے بیان کے مطابق، آپکو مفتیٔ آمد مقرر کیا گیا ۔ اسی ماخذ کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ شافعی المسلک تھے، مگر بعد میں حنفی مسلک اختیار کر لیا تھا :

. . . مصلح‌الدین اللاری الشافعی ثم الحنفی المفتی بآمد، المتوفی سنة ٩٧٩ھ . . .

فاضل لاری، علوم معقولهٔ و منقوله سب میں دلچسپی رکھتے تھے، فقه، حدیث، نحو، منطق، هیئت، بیان و معانی، کلام اور تاریخ کے موضوعات پر متعدد تالیفات انکی یادگار هیں۔ ان کی تالیفات کی فهرست ، هدیة العارفین سے یهاں درج کی جاتی هے :

(۱) أنموذج العلوم (۲) تعلیقة علی انوار التنزیل للبیضاوی (الی آخرالزهراوین) (۳) تعلیقة علی المواقف فی الکلام (۴) تفسیر سورة القدر (۵) حاشیة علی شرح الدوانی (لتهذیب المنطق) (۶) حاشیة علی سطالع الانوار فی الکلام (۷) حاشیة علی المطول فی المعانی و البیان (۸) حاشیة علی شرح هدایةالحکمة لقاضی میر (۹) شرح اربعین النوویة (۱۰) شرح ارشاد الحاوی فی الفروع (۱۱) شرح رسالة علی القوشجی فی الهیئة (۱۲) شرح الشمائل (۱۳) فرائض اللاری (۱۴) مرآة الادوار و مرقاة الاخبار (فی التاریخ-فارسی) (۱۵) مرشد الغنا بشرح امثلة البنأ ۔

[هدیة، ۲ :۲۵۱]

زیرنظر تالیف، اربعین نووی کی شرح هے۔ شام کے محدث، یحیی بن شرف النووی الشافعی المتوفی ۶۷۶ھ کی اربعین، عوام و خواص میں یکساں طور پر مقبول هوئی۔ علما نے اس پر متعدد شروح لکھیں۔ حاجی خلیفه ان شروح کا تذکرہ کرتے هوے، اللاری کی اس شرح کو سب سے بلند پایه قرار دیتا هے۔ حاجی خلیفه کے الفاظ یه هیں:

. . . و هو افضل ما دونوا فی بیانها والحق انه بالنسبة الیه سائرالشروح کالابدان الخالیة عن الروح . . .

(کشف، ۱ : ۶۰)

فاضل شارح نے احادیث کی شرح کرتے هوے، لغت، نحو اور علم العقائد سے اپنی باخبری کا صحیح فائده اٹھایا هے ۔ جس سے اس شرح میں خاصی علمی و فکری گهرائی پیدا هوگئی هے۔ مثلاً حدیث جبرئیل کے تحت ''تؤمن بالقدر خیره و شره'' کی

شرح کرتے ہوے، سب سے پہلے، فقرے کا مفہوم واضح کیا ھے، اس کے بعد لفظِ ''قدر''
کی مختصر لغوی تشریح پیش کی ھے اور زاں بعد، قدر سے متعلق مفصل اعتقادی بحث
کر دی ھے ۔ جس میں جمہورِ امت، قدریہ اور معتزلہ سب کے خیالات و معتقدات درج
کیے ھیں ۔ اور اس ضمن میں مقتدر ائمہ کے اقوال بھی نقل کیے ھیں ۔ اس مقام سے ایک
اقتباس درج ذیل ھے :

''و تؤمن بالقدر خیره و شره، ای بان الخیر والشر تقدیر اللہ و مشیته الازلیة
والقدر مصدر من قدره یقدره من الباب الاول والثانی اذا احاطه بمقداره والمراد
التصدیق بانه تعالٰی علم مقادیر الاشیاء و ازمانها قبل ایجادها ثم او جد ما سبق
فی علمه أنه یوجد، فکل محدث صادر عن علمه و قدرته وارادته و علیه الصحابة
و کبار التابعین الٰی ان حدثت بدعة القدریة فی أواخر عهد الصحابة ''

و کرر الایمان ردعًا للقدریة فانهم علٰی انه تعالٰی لم یقدر فی الازل بل انما یعلم بعد
الوقوع و ورد فیهم ''لعنت القدریة علی لسان سبعین نبیًّا'' و لم یبق احد من اهل
القبلة علیه و اما المعتزلة فانهم ینکرون القدر فی افعال العباد و قدرتهم ۔ قال
امام الحرمین فی الارشاد : و اتفق السلف قبل ظهور البدع علٰی ان الخالق هو اللہ
تعالٰی من غیر فرق بینما تعلق به قدرة العبد وغیره ۔ و قال حجة الاسلام لما بطل
الجبر المحض و بطل کون العبد خالقاً لا فعاله سمعاً و عقلا وجب [ال]اعتقاد بانها
بقدرته تعالٰی و لقدرة العبد بها تعلق آخر یعبر عنه بالاکتساب''. . .

شارح نے اپنی اس تالیف کا انتساب، علی باشا کے نام کیا ھے ۔ شارح کے معاصرین میں،
محمد علی باشا الوند والیٔ شام کا ضمنی تذکرہ، خطط الشام (۲ : ۲۴۰) میں ملتا ھے ۔
الفاظ یہ ھیں :

''و فی سنة ۹۹۳ (ھ) ولی السطان خسرو باشا ایالة الشام و جاء دمشق و تخاصم
محمد علی باشا الوند الوالی السابق، مدة شهر، و وقع بینهما الجدال و استقرت
الحال علٰی تولیة علی باشا و انفصل خسرو باشا، و کانت مدة ولایته سبعة اشهر،

فعزل، ثم خلفه جاموزجی محمد باشا و بقی فی الولایة /اربعة اشهر، ثم خلفه علی باشا مرة ثانیة و بقی والیا اربعة اشهر''

[کرد علی: خطط الشام، ۲ : ۲۳۰]

شارح نے علی باشا کا تذکرہ کرتے ہوے، اسے عہدۂ وزارت کے ساتھ وابستہ دکھایا ھے :

... انسان عین الوزارة ... و ارجو ان یصل (تصل) برکات هذا الکتاب الشریف والشرح المنیف ... الی ایام دولة ذلک الصاحب الکبیر والوزیر العظیم العدیم النظیر، بفیوض لطف الله العلیم الخبیر ...

قیاساً کہا جا سکتا ھے کہ ۹۷۹ھ میں، یا اس سے پہلے، علی باشا حلب کے وزیر ہوں گے کیونکہ شارح نے اپنی علمی زندگی کا بہت سا حصہ حلب میں گذارا اور شارح مذکورہ سال میں فوت ہو گیا ۔

علی باشا کے جس معاصر امیر، خسرو باشا کا تذکرہ، کرد علی کے اقتباس میں گذرا ھے، آلاثار الاسلامیة والتاریخیة فی حلب (ص ۱۳۰) میں اس کا ضمنی تذکرہ ملتا ھے ۔ اور حاشیے میں بتایا گیا ھے کہ اس خسرو باشا کے مفصل ترجمے کے لیے، رضی‌الدین الحنبلی کی در الحبب اور الطباخ کی اعلام النبلاء دیکھی جائے ۔ [موخرالذکر ہر دو کتب، ہماری لائبریری میں موجود نہیں ہیں]

اس تالیف کا کوئی دوسرا نسخہ ہمارے علم میں نہیں آ سکا ۔ ہمارا نسخہ مکمل اور سلیم الخط ھے ۔

دیکھیے معجم البلدان، ۳ : ۲۹۳، ۴ : ۳۲۲، ۵ : ۷؛ هدیة، ۲ : ۲۵۱؛ اعلام، ۷ : ۳۹؛ خطط الشام، ۲ : ۲۳۰؛ کشف، ۱ : ۶۰؛ الآثار الاسلامیة والتاریخیة فی حلب، ۱۳۰

(۲۵)

[2987]

الاربعون

عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد الجامی نورالدین المتوفی ۸۹۸ھ

اوراق	: ۱۳ تا ۱۸	خط	: نسخ
سطور	: ۲۰	کاتب	: عبدالغفور
تقطیع	: ۲۳×۱۳ سم	تاریخِ کتابت	: ۱۰۱۳ھ

آغاز : قال عم [کذا] لا یومن احدکم حتی لا یحب لاخیہ ۔۔۔

مولانا جامی رحمۃاللہ علیہ، اپنے علمی، ادبی اور روحانی جواہر پاروں کی وجہ سے معروف ھیں ۔ علما اور صوفیا، دونوں گروھوں میں، جامی کی منزلت پہچانی ہوئی ھے ۔ وہ جام (ماوراءالنہر) میں پیدا ھوے ۔ ھرات آ کر فقہا اور مشائخ صوفیا سے علم اور فیض حاصل کیا ۔ ۸۷۷ھ میں سفر حج کے لیے نکلے اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی گھومے ۔ آخر میں پھر ھرات آ گئے تھے ۔ وھیں، ۸۹۸ھ میں انتقال کیا ۔

مولانا جامی کی شرحِ کافیہ (: الفوائدالضیائیۃ یا شرح جامی) اور شرح فصوص الحکم طبع ھو کر متداولات میں شامل ھو چکی ھیں ۔ مگر آپ کی تفسیرالقرآن اور شرح الرسالۃ العضدیۃ ابھی تک مخطوطات کے ذخائر میں پڑی ھیں ۔

زیر نظر تالیف، اربعین جامی یا چہل حدیث، گو فیروز پور سے ۱۸۸۷ھ میں ایک بار شائع ھوئی ۔ (دیکھیے برا کلمن، ت ۲ : ۲۸٦) تاھم یہ کتاب نادر و نایاب ھو کر ھی رہ گئی ھے ۔

ھماری لائبریری میں اس کے دو خطی نسخے موجود ھیں؛ پہلا نسخہ [شمارہ ۲۵، یعنی زیرِنظر نسخہ] دیباچے سے محروم ھے اور اس حدیث سے شروع ھوتا ھے :

قال عم [کذا] لا یؤمن احدکم حتی لا یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ ۔۔۔

هر کسے را لقب مکن مومن   گر چه از سعی جانو(جان و) تن کاهد
تا نخواهد برادر خود را   آنچه از بهر خویشتن خواهد

اس نسخے کے آخر پر یہ عبارت درج ہے :

تمت ترجمۂ اربعین من تصنیف مولوی جامی بید ۔ ۔ ۔ فقیر عبدالغفور بتاریخ بیست نہم شہر صفر ختم‌اللہ بالخیر والظفر ۱۰۱۳ھ (؟)

دوسرا نسخہ [دیکھیے ہماری Hand-list of Arabic Manuscripts No. 180 A] دیباچہ رکھتا ہے ۔ جس کا آغاز یوں ہوتا ہے :

''صحیح ترین حدیثی کہ راویانِ مجالسِ دین و محدثانِ مدارج یقین، املا کنند حمد دانای است کہ کلمات تامۂ جامعہ بر زبان معجز بیان حبیب خود گذرانیدہ ۔ ۔ ۔''

دیباچے کے بعد پہلی حدیث، اس نسخے میں بھی وہی ہے جس سے زیر نظر نسخے کا آغاز ہوتا ہے ۔ البتہ دوسری حدیث میں دونوں نسخے مختلف ہیں اور اسی قبیل کا اختلاف بعض دیگر مقامات پر بھی ہے ۔ فارسی ترجمے کی آخری رباعی، ہر دو نسخوں میں حسبِ ذیل ہے :

اربعین ہاے سالکان جامی   ہست بہر وصول بہر قبول
نبود از فضل حق عجیب و غریب   کہ بدین اربعین رسی بوصول

دیباچے میں، بالصراحت کہا گیا ہے کہ ان احادیث کا فارسی نظم میں ترجمہ بھی پیش کیا جا رہا ہے :

''۔ ۔ ۔ این چہل کلمہ است ازان کلمات کہ سہولت فہم و حفظ را بنظم فارسی ترجمہ کردہ می آید (بہ) امیدواری آنکہ ناظم مترجم امروز، در شرط لفظِ من حفظ علٰی امتی اربعین حدیثا بعثہ اللہ یومَ القٰیمۃ فقیہًا عالمًا ۔ ۔ ۔''

جامی کا یہ مختصر نصابِ حدیث، ذوقِ انتخاب کے حسن سے بھی مالا مال ہے ۔ ذخیرۂ حدیث میں سے وہ جامع کلمات چن کر اس چہل حدیث میں رکھے ہیں ۔ جو

تعمیر سیرت کے اصول، انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کرتے ھیں - بعد میں، جامی کا منظوم ترجمہ، جمال اور تاثیر کی عجیب کیفیت پیدا کر دیتا ھے -

اس مجموعے کو ایڈٹ کرنا اور نسابات میں شامل کرنا مفید ثابت ھوگا۔
ایک دو اقتباسات یہاں پیش کیے جاتے ھیں :

لیس الشدید بصرعة انّما الشدید الّذی یملك نفسهٗ عند الغضب

پہلوان نیست آنکه در بازی　　پہلوان دگر بیندازد
پہلوان آن بود که گه غضب　　نفسِ امّاره را زبون سازد

قال النبی صلّی الله علیه وسلّم :　زُرْ غِبًّا تزدد حُبًّا

دیدنِ دوست، دوست را که که　　چہرهٔ دوستی بیارابد
ز اتفاق دوام صحبت شان　　شوق کاهد ملالت افزاید

(۲۶)

[Ar b II 55 / 2245]

الاتحافات السنیّة بالاحادیثِ القدسیة

محمد عبدالرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی، المناوی القاهری المتوفی ۱۰۳۱ھ

اوراق	: ۳۵	خط	: نسخ
سطور	: ۱۳، ۱۵	کاتب	: نامعلوم
تقطیع	: ۲۵ × ۱۶ سم	تاریخ کتابت	: ,,

آغاز : الحمد لله الذی نزل اهل الحدیث اعلٰی منازل الشرف والصلٰوة والسلام - - -

المناوی گیارھویں صدی ھ کے اکابر شافعی علما میں تھا ۔ وہ قاھرہ میں پیدا ھوا اور وھیں زندگی بسر کی ۔ بچپن میں قرآن حفظ کیا، اور والد کی نگرانی میں شافعی متون یاد کیے ۔ المناوی نے مختلف اساتذہ سے علوم و معارف کی اسقدر کثیر انواع حاصل کیں جو اس کے کسی دوسرے معاصر کو حاصل نہ تھیں ۔ اس نے علوم عربیہ اپنے والد سے پڑھے، فقہ میں الشمس الرملی اور تفسیر و حدیث اور ادب میں النورعلی بن غانم المقدسی سے تحصیل کی ۔ الاستاذ محمد البکری کے درس تفسیر و تصوف میں بھی المناوی نے شرکت کی ۔

علم حدیث میں المناوی کے خصوصی شیخ تو الشمس الرملی ھی تھے ۔ تاھم، النجم الغبطی، الشیخ قاسم، الشیخ حمدان الفقیہ اور الشیخ الطبلاوی بھی المناوی کے شیوخ حدیث تھے ۔ تصوف میں المناوی نے حسبِ ذیل عارفین سے کسبِ فیض کیا :

الشیخ عبدالوھاب الشعراوی، الشیخ محمد المناخلی، الشیخ محرم الرومی، الشیخ حسین الرومی، الشیخ منصور الغیطی، السید مسعود انطاشکندی ۔

جب المناوی نے مدرسۂ صالحیہ میں منصبِ تدریس سنبھالا تو معاصرین میں حسد کی لہر دوڑ گئی ۔ لیکن جب انھوں نے مجلسِ درس میں آکر المناوی کی عالمانہ گفتگو سنی، تو اس کی قابلیت کے قائل ھوگئے ۔ حسد کی چنگاریاں بعض گوشوں میں پھر بھی سلگتی رھیں ۔ چنانچہ المناوی کو کھانے میں زھر کھلا دیا گیا ۔ جس کے نتیجے میں اس کے قوی مضمحل ھوگئے ۔ اس دور میں المناوی اپنی تالیفات اپنے فرزند تاج الدین محمد کو املا کرانے لگا ۔

المناوی کا انتقال ۱۰۳۱ھ میں ھوا، جبکہ اس کی عمر ۶۹ برس کی تھی ۔ جنازہ جامع ازھر میں پڑھا گیا ۔ ''مات شافعی الزمان'' سے تاریخ وصال کہی گئی ۔

المناوی کی حسبِ ذیل تالیفات طبع ھو چکی ھیں :

۱۔ کنوز الحقائق (حدیث) بولاق ۱۲۸۶ھ؛ مطبع عبدالرزاق مصر ۱۳۰۵ھ
۲۔ التیسیر بشرح الجامع الصغیر (حدیث) بولاق ۱۲۸۶ھ
۳۔ شرح الشمائل للترمذی ط۔ آستانہ و مصر

۴- شرح قصیدة النفس، العینیة لا بن سینا مطبع الموسوعات ۱۳۱۸ھ
۵- الکواکب الدریة فی تراجم السادة الصوفیة (الجزء الاول فقط)
۶- [الکواکب الدریۃ کا مکمل خطی نسخه دارالکتب المصریة میں محفوظ ہے]

اور المناوی کی حسب ذیل تالیفات ابھی تک طبع نہیں ہوئیں :

تفسیر سورة الفاتحة و بعض سورة البقرة - غایة الامانی (شرح) علی شرح العقائد للتفتازانی - شرح علی نظم العقائد لا بن ابی شریف - اعلام الاعلام باصول فنی المنطق و الکلام - شرح علی الفن الاول من کتاب النقایة للسیوطی - نتیجة الفکر علی متن النخبة - شرح صغیر علی النخبة - الیواقیت والدرر علی نتیجة الفکر - شرح (کبیر) علی الجامع الصغیر - مفتاح السعادة بشرح الزیادة (: شرح قطعة من زوائد الجامع الصغیر) - الجامع الازهر من حدیث النبی الانور - المجموع الفائق من حدیث خاتمة رسل الخلائق - المنتقی من لسان المیزان - شرح علی رسالة البکری فی فضل لیلة شعبان - اسفار البدر عن لیلة القدر - شرح الاربعین النوویة - امعان الطلاب بشرح ترتیب الشهاب - شرح الباب الاول من الشفا - شرح الفیة السیرة - فتح الرؤوف المجیب بشرح خصائص الحبیب - توضیح فتح الرؤوف المجیب - الروض البا سم فی شمائل المصطفی ابی القاسم - تخریج احادیث البیضاوی - الادعیة الماثورة - المطالب العلیة فی الادعیة الزهیة - بغیة الطالبین لمعرفة اصطلاح المحدثین - شرح ورقات امام الحرمین - شرح ورقات ابن ابی شریف - مختصر التمهید للاسنوی - تیسیر الوقوف علی غوامض احکام الوقوف - فتح الرؤوف الصمد بشرح صفوة الزبد - احسان التقریر بشرح التحریر - فتح الرؤوف الخبیر بشرح کتاب التیسیر - فتح الرؤوف القادر (فی آداب القضاء) - اتحاف الطلاب بشرح کتاب العباب - شرح المنهج (و حاشیة علیه) - تهذیب التسهیل (فی احکام المساجد) - اتحاف الناسك (الحج) - الفتح

السماوی، بشرح بهجة الطحاوی۔ النزهة الزهية فی احكام الحمام الطبية والشرعية ۔ شرح هدية الناصح ۔ الدر المصون فی تصحيح القاضی ابن عجلون ۔ شرح مختصر المزنی ۔ جمع الجوامع (فی اختصار العباب) ۔ بلوغ الأمل فی معرفة الألغاز و الحيل ۔ کتاب الفرائض ۔ شرح الشمعة المضية فی علم العربية (للسيوطی)۔ کتاب جمع فيه عشرة علوم (اصول الدين، اصول الفقه، الفقه، الفرائض، النحو، التشريح، الطب، الهيئة، النجوم، التصوف) ۔ کتاب فی فضل العلم و اهله ۔ مختصر کتاب الجلدکی فی علم المنهاج ۔ شرح القاموس (الی حرف الذال) ۔ مختصر الاساس ۔ کتاب الأمثال ۔ اسماء البلدان ۔ التوقيف علی مهمات التعاريف ۔ کتاب اسماء الحيوان ۔ کتاب احکام الحيوان ۔ کتاب فی الأشجار ۔ التفضيل بين الملک و الانسان ۔ فردوس الجنان فی مناقب الانبياء فی القرآن ۔ الصفوة بمناقب اهل بيت النبوة ۔ ترجمة السيدة فاطمة ۔ ترجمة الشافعی ۔ ترجمة الشيخ علی الخواص ۔ شرح منازل السائرين ۔ شرح حکم ابن عطاءالله فتح الحکم بشرح ترتيب الحکم ۔ شرح رسالة ابن سينا فی التصوف ۔ شرح علی المواقف التقوية (؟) ۔ شرح رسالة الشيخ ابن علوان ۔ منحة الطالبين لمعرفة اسرار الطواعين ۔ کتاب فی التشريح و الروح وما به صلاح الانسان و فساده ۔ کتاب فی دلائل خلق الانسان ۔ شرح الفية ابن الوردی (فی المنامات) فتح الرؤوف الجواد فی شرح منظومة ابن العماد (فی آداب الأکل)۔ الجواهر المضية فی بيان الأداب السلطانية ۔ بغية المحتاج الی معرفة اصول الطب و العلاج ۔ الدر المنضود فی ذم البخل و مدح الجود ۔ تاريخ الخلفاء ۔ تذکرة (مجموعة الرسائل) ۔

یہ فہرست تالیفات، المحبی کی خلاصة الأثر سے ماخوذ ہے ۔ زیر نظر تالیف کا ذکر، المحبی نے ان الفاظ میں کیا ہے : ولہ کتاب فی الاحادیث القدسية و شرح الکتاب

المنذری۔ حاجی خلیفہ نے زیرِ نظر تالیف کا تذکرہ، زیادہ تفصیل اور صراحت کے ساتھ کیا ہے :

"الاتحافات السنیة بالاحادیث القدسیة الشیخ محمد المعروف بعبد الرؤف المناوی الحدادی المتوفی ۱۰۳۵ھ [۱۰۳۱ھ] ۔۔۔ اوّلہ : الحمد للہ الذی نزل اھل الحدیث اعلٰی منازل الشرف الخ" ۔۔۔ حاجی خلیفہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ "المُناوی"، مصر کی ایک بستی مُنیة الخصیب کی طرف نسبت ہے [کشف، ۱ : ۷]

مؤلف نے دیباچے میں بتایا ہے کہ اس تالیف میں اس نے وہ قدسی احادیث جمع کی ہیں، جو اس سے پہلے کسی نے ایک مجموعے میں اکٹھی نہیں کیں۔ کتاب کو دو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں وہ احادیث ہیں، جو لفظ "قال اللہ عزّو جل" سے شروع ہوتی ہیں ۔ اور دوسرا باب ان احادیث پر مشتمل ہے، جو صراحةً "قال اللہ" سے شروع نہیں ہوتیں۔ البتہ ضمنی طور پر ان میں "قال اللہ" کا مفہوم موجود ہے۔ ہر دو ابواب، حروفِ معجم پر مرتّب ہیں ۔ اسی جگہ دیباچے میں رسالے کا نام بھی بیان کر دیا گیا ہے :

"و بعد فیقول العبد الضعیف الراجی ربہ الرؤوف اللطیف محمد عبدالرؤف ھذا کتاب اوردت فیہ ما و قفت علیہ ما لم اسبق من الأحادیث القدسیة الواردة عن خیرالبریة مرتب علٰی بابین الباب الاوّل فیما صدرہ المصطفٰے صلی اللہ علیہ و سلّم بلفظ قال اللہ عزّوجلّ و الثانی فیما صدرہ بغیرھا و قول اللہ تعالٰی فی ضمنہ و رتبتُ کلا البابین علٰی حروف المعجم سائل [سائلاً] ان یغفرلی ما ارتکبتہٗ من الذنوب و یرحم انہ جواد کریم روف رحیم و سمیتہٗ الاتحافات السنیّة بالا حادیث القدسیة ۔۔۔

مؤلف کا انداز یہ ہے کہ پہلے حدیث کا متن بیان کرتا ہے، اس کے بعد ماخذ کا حوالہ اور راوی کا نام بتاتا ہے۔ مثلاً پہلے باب کی پہلی دو احادیث :

الباب الاوّل ۔ قال اللہ عز و جل : [۱] ابن آدم اَخلقك و اَرزقك و تعبد غیری ۔ ۔ ۔ الخ رواہ ابو نعیم و ابنُ لال عن ابن عمر ۔ ۔ ۔ [۲] ابن آدم ۔ ۔ ۔ اذکرنی بعدالفجر و بعدالعصر ساعة اُکفِكَ ما بینھما رواہ مسلم فی الزھد و ابو نعیم عن ابی ھریرة: ۔ ۔

المناوی کی اس تالیف کا، حاجی خلیفہ نے مفصّل ذکر کیا ہے۔ حیرت ہے کہ یہ مختصر کتاب ابھی تک طباعت سے کیوں محروم ہے۔ براکلمن نے اس کے صرف دو خطّی نسخوں کا نشان دیا ہے۔

دیکھیے خلاصۃالاثر، ۲ : ۴۱۲؛ ھدیۃ، ۱ : ۵۱۰؛ اعلام، ۷ : ۷۵؛ کشف، ۱ : ۷ براکلمن ت ۲ : ۴۱۷؛ معجم مط، ۱۷۹۸؛ معجم، ۶ : ۲۲۰۔

حدیث ــــــ رسائل

(۲۷)

[Ara 71 / 921]

تلخیص البیان فی علامات مهدی آخرالزمان

اوراق	:	۴۳۔الف تا ۴۴۔ب	خط	:	نسخ
سطور	:	۳۱	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۴×۱۵سم	تاریخ کتابت	:	,,

آغاز : الحمدُ للہ ربّ العالمین ۔۔۔ اما بعد فھٰذہ نبذۃ من علامات المھدی ۔۔۔

مؤلّف کے نام اور احوالِ حیات کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ برٹش میوزیم کے فہرست نگار نے غلطی سے اس رسالے کو السیوطی کی تالیف سمجھا ہے۔ اور غالباً اسی فہرست نگار پر اعتماد کرتے ہوئے، براکلمن نے بھی اسے السیوطی کی تالیفات میں گنوا دیا ہے۔ دیکھیے برٹش میوزیم ت، ۸۰۰ اور براکلمن، ت ۲ : ۱۸۸

در اصل یہ رسالہ، السیوطی، یوسف بن یحیٰی المقدسی (المتوفٰی ۶۸۵ھ)، اور ابن حجرالھَیتمی کے رسائل سے منتخب اور مُلَخّص ہے۔ اس رسالے کے مولف (تلخیص کنندہ) کا نام

معلوم نہیں ہو سکا ۔ البتہ رسالے کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مذکورۂ بالا تین شخصیات کے رسائل سے انتخاب ہے اور یہ کہ مولّف، دسویں صدی ہجری میں زندہ تھا ۔ نامعلوم مولّف نے صراحت کے ساتھ دیباچے میں کہا ہے :

اما بعد فہذہ نبذۃ من علامات المہدی من نحو سبعین فصاعدًا محذوفۃ الاسانید و مطویۃ البسط انتخبنہا من الاحادیث والاٰثار المذکور[ۃ] فی رسالۃ اٰلّفَہا علّامۃ عصرہ الشیخ جلال الدین السیوطیؒ سمّاہ العَرف الوَردی فی اخبار المہدی و کتاب عقد الدرر فی اخبار المنتظر للعلّامۃ یوسف بن یحیٰی بن علی المقدسی الشافعیؒ، (المتوفٰی ۶۸۵ھ) ثم رسالۃ الّفہا احد علماء العصر مفتی الحرمین شہاب الدین احمد بن محمد بن الحجر الہیتمی الشافعی فسح اللہ فی مدتہ و سمّاہا القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر ۔۔۔

اس بیان سے یہ بات قطعی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ مولف، ابن حجرالہیتمی (المتوفٰی ۹۷۴ھ) کا ہم‌عصر تھا ۔ لہٰذا زیر نظر رسالہ، ۹۱۱ھ تا ۹۷۴ھ کے دوران میں تالیف کیا گیا ۔ کیونکہ مولّف، السیوطی کو ''رحمہ‌اللہ'' کے الفاظ سے یاد کرتا ہے اور السیوطی کی تاریخ وفات ۹۱۱ھ ہے ۔

اس رسالے کو حسبِ ذیل چار فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے :

۱۔ الفصل الاول فی نسبہ و حلیتہ
۲۔ الفصل الثانی فی کرامات خصّہ اللہ تعالٰی بہا
۳۔ الفصل الثالث فی علامات قبل خروجہ
۴۔ الفصل الرابع فی امور تقع من ابتداء خروجہ الٰی موتہ

مولّف کے مشخّص نہ ہو سکنے کے باعث، رسالے کی ذاتی اہمّیت چنداں نہیں رہتی، تاہم اس رسالے کے ذریعے سے، مذکورۂ بالا تین مصنفین کی تالیفات کے بارے میں معلومات مہیا ہو جانا، اہمیت کا ایک واضح پہلو رکھتا ہے ۔ یہ سب رسائل ایک ہی مسئلے (علامات مہدی) پر تالیف کیے گئے، اور تا حال ان میں کوئی بھی طبع نہیں ہوا ۔

السیوطی نے اپنے رسالے العرف الوردی میں ابو نعیم کی اربعین کی تلخیص کی ہے، اور کچھ اضافہ بھی کیا ہے ۔ نیز اس رسالے کو اپنی کتاب الحاوی میں بتمامها درج کر دیا ہے ۔ حاجی خلیفہ کا بیان ہے : لخص فیه الاربعین لابی نعیم و زاد، ذکره فی حاویه تماماً دیکھیے کشف، ۱۱۳۲ ۔

براکلمن نے اس رسالے کے صرف خطی نسخوں کا حوالہ دیا ہے ۔ دیکھیے براکلمن، ت ۲ : ۱۸۸ ۔

دوسرا رسالہ، جس کی تلخیص، زیر نظر رسالے میں شامل ہے، یوسف بن یحیٰی بن علی المقدسی الشافعی المتوفٰی ٦٨٥ھ کی تالیف ہے ۔ یہ بھی ابھی تک طبع نہیں ہوا ۔ براکلمن میں اس کے صرف ایک خطی نسخے کا ذکر ہے ۔ دیکھیے براکلمن ت ۱ : ٦٩٧ ۔

اسی طرح الھیتمی کا القول المختصر بھی زیر نظر تلخیص میں، شامل ہے، القول المختصر نا حال طبع نہیں ہوا ۔ البتہ اس کے دو خطی نسخوں کی نشاندھی براکلمن میں کی گئی ہے دیکھیے براکلمن، ت: ۲ : ٥٢٨ ۔

ھماری لائبریری میں زیر نظر نسخے کے علاوہ، اس رسالے کے دو اور قلمی نسخے بھی موجود ھیں ۔ دیکھیے ھماری Hand-list of Arabic Manuscripts Nos. 202, 202A

(شماره ۲۸ تا ۳۴)

اُصولِ فقه

(۲۸)

شرحُ الحسامی

الشیخ ابو یوسف محمد یعقوب البَنانی الاهوری المتوفٰی ۱۰۹۸ھ

اوراق : ۱۵۲		خط : نسخ	
سطور : ۲۱		کاتب : ضیاء سیال	
تقطیع : ۲۵×۱۵ سم		تاریخ کتابت : ۱۱۲۸ھ	

آغاز : الحمد للّٰہ المبدیٔ والمعید فعّال لما یشاء و ما یرید ۔۔۔

مولانا البَنانی (فہرست بانکی پور میں البنبانی لکھا ہے) ۔ لاہور[1] میں پیدا ہوئے اور یہیں تعلیم و تربیت پائی ۔ آپ نے وقت کے متعدد فاضل اساتذہ سے تحصیلِ علوم کی ۔ علومِ دینیّہ و عقلیّہ میں تبحّر حاصل کیا، اور فضلائے عصر پر فوقیت لے گئے ۔ عملِ صالح میں آپ کا تذکرہ حسبِ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے :

''بہار گلشن دانشوری مولانا محمد یعقوب لاہوری، کہ ذات خجستہ صفاتش، مظہر فیض ایزدی و مورد عنایات سرمدیست و در فقہ و اصول و تفسیر و حدیث و منطق و معانی و کلام و دیگر فضائل و کمالات نفسانی و ملکات ملکی و انسانی نظیر و ثانی ندارد ۔۔۔ از افق لاہور طلوع نمودہ و وجود مسعودش کہ سر چشمۂ فیض و محض خیر است، آبروے پنجاب افزودہ ۔ در علم و فضل شہرۂ آفاق است و در ہندسۂ و ہیأت و جزئیات دیگر نیز طاق ۔ بعد از تحقیق دقائق و تشخیص حقائق در حالت بیان منطق و معانی سحر مبین بر روی کار می آورد، و ہنگام درس بکلیدِ اندیشۂ والا قفل از در گنج خانۂ عالمِ بالا میکشاید ۔ الیوم

---

(۱) خاتمۂ کتاب کی درجِ ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے، کہ مولف نے یہ تالیف کابل میں مرتب کی تھی :

۔۔۔ ''ھذا ما تیسرلی من تلخیص القواعد و جمع الفوائد والزوائد فی بلدۃ کابل'' ۔۔۔

در همه باب بہمہ حساب بر دیگر فضلا مزیت نمایاں دارد''۔

(عملِ صالح، ۳ :۳۸۵)

نزہۃالخواطر میں، مرأت آفتاب نما(۱) کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ شاہجہان نے مولانا کو لشکر کا میر عدل(۲) مقرر کر دیا تھا ۔ بختاور خاں نے بھی مولانا کے اوصاف و فضائل بیان کرتے ہوئے، مذکورہ بات کی تائید کی ہے :

''فاضل دانشمند و صاحب فطرت عالی، و ذہن بلند داشت ۔ علوم عقلی و نقلی را درس گفتہ، ۔ ۔ ۔ دریں ایام بخدمتِ میر عدلیٔ حضور پر نور سرفراز است و بدرس اشتغال دارد(۳)''۔ [مقالہ مرأۃ عالم، ص ۳۰۵]

آخری جملہ بالخصوص توجہ دلا رہا ہے کہ ملازمت کے بعد بھی مولانا نے درس و تدریس کا مشغلہ جاری رکھا ۔ نزہۃ الخواطر میں الافق المبین فی اخبار المقربین

---

(۱) مرأت آفتاب نما میں، مولف کی تالیفات کے سلسلے میں، زیر نظر شرح الحسامی کا ذکر بھی صراحت کے ساتھ کیا گیا ہے ۔ نیز الافق المبین کے حوالے سے بتایا ہے کہ مولف، تصوف میں، عوارف المعارف، کشف المحجوب اور فصوص الحکم کے مولفین کے طریق میں اعتقاد رکھتا تھا ۔

(۲) ''میر عدل'' مغلیہ نظامِ حکومت میں، عدلیہ کا ایک اہم عہدہ تھا ۔ آئین اکبری میں ''آئین میر عدل و قاضی'' کے عنوان سے ایک مستقل فصل موجود ہے ۔ جس کے آخر میں یہ الفاظ ملتے ہیں :

''۔ ۔ ۔ یکے در یابد آنرا قاضی نامند و دیگرے بکار نشاند آنرا میر عدل ۔''

(آئین اکبری مطبوعۂ نولکشور لکھنؤ ۱۸۶۹ء، ج ۳ ص ۳۲۸)

دائرۂ معارف اسلامیہ میں ''اکبر'' کے زیرعنوان، عدلیہ کی تفصیل کے سلسلے میں اس عہدے کی تشریح اور اہمیت یوں بیان کی گئی ہے :

''۔ ۔ ۔ قاضی القضاۃ کا تقرر بادشاہ کرتا تھا، جسے بادشاہ کی منظوری سے دیگر علاقوں میں قاضی مقرر کرنے کی اجازت تھی ۔ فوج کے لیے قاضیٔ عسکر ہوتا ۔ ایک شہر میں ایک سے زیادہ قاضی اپنے اپنے فرائض کی تصریح کے ساتھ مقرر ہو سکتے تھے ۔ قاضی کے ساتھ میر عدل کا تقرر عمل میں آتا تھا اور اس کی رائے کو فوقیت دی جاتی ۔ ۔ ۔''

اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، ۳ : ۴۹

(۳) مرأۃ العالم کے الفاظ ''دریں ایام بخدمت میر عدلیٔ حضور پر نور سرفراز ست'' کا مفہوم یہ ہے، کہ مولف عالمگیرؒ کے عہد میں، مذکورہ منصب پر فائز تھا ۔ ممکن ہے کہ وہ عہد شاہجہانی سے اسی منصب پر متمکن چلا آیا ہو ۔ دوسری طرف مآثر عالمگیری میں سنین ۱۰۸۳ھ اور ۱۰۸۸ھ کے ذیل میں مولف کا ذکر مکرر آیا ہے ۔

کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ مولانا کو مدرسۂ شاہجہانیہ کی تدریس سونپ دی گئی۔ اور تالیف مذکور کا مولف رزق‌اللہ (مولانا کا ہم‌عصر) کہتا ہے کہ مولانا علوم حدیث میں نہایت متبحّر عالم تھے۔ وہ دورانِ درس میں، فاضل سیالکوٹی پر اشارةً تنقید بھی کرتے تھے:

''ولی التدریس فی المدرسة الشاہجہانیة فانتفع بہ کثیر من الناس و کان لہٗ باع طویل فی الحدیث و انی رأیت فی اثناء دروسہ یتعقب علی الفاضل السیالکوتی بتعریضات'' (نزہة، ۵: ۴۴۰)

صاحبِ نزہة نے، مفتی ولی‌اللہ فرخ آبادی کے حوالے سے بتایا ہے کہ مولانا یعقوب کا سالِ وفات ۱۰۹۸ھ ہے اور رزق‌اللہ کی تالیف الافق المبین فی اخبار المقربین کے حوالے سے اسی نزہة میں کہا گیا ہے کہ مولانا یعقوب نے دہلی میں انتقال فرمایا اور انہیں دہلی ہی میں ان کے مکان میں دفن کیا گیا۔ صاحبِ الافق المبین کہتا ہے کہ مولانا کا مزار معروف ہے اور لوگ حصولِ برکت کے لیے وہاں حاضر ہوتے ہیں۔

[نزہة، ۵: ۴۴۰]

مولانا نے مختلف علوم میں متعدد تالیفات مرتب کیں، جو اگرچہ زیادہ تر شروح و حواشی کی شکل میں ہیں، مگر بختاور خاں کی رائے میں وہ مفید اور دیگر حواشی سے بےنیاز کر دینے والی ہیں۔ اس ضمن میں تفسیر بیضاوی پر مولانا کے حاشیے کا، اس تذکرہ نگار نے خصوصی طور پر ذکر کیا ہے:

۔۔۔ و بر کتب درسی حواشی مفید نوشته، سیماً بر تفسیر قاضی بیضاوی حاشیه مرقوم نموده بود که اهل استعداد و ارباب فهم را از حواشی دیگر مستغنی و بےنیاز گردانیده ۔۔۔ (مقاله: مرأة العالم ص ۵۰۴)

مولانا کی حسبِ ذیل تالیفات کے بارے میں کچھ معلومات دستیاب ہوئی ہیں:

۱۔ الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری ـــ صحیح بخاری پر مولانا کی یہ شرح تین مجلدات میں مکمل ہوتی ہے۔ فہرست نگار بانکی پور کے بیان کے مطابق، اس

شرح میں عربی قواعد، نظری مسائل اور بعض متفرق نکات پر زیادہ توجہ دی گئی ھے ۔ بانکی پور میں اس کی فقط پہلی جلد، اور رام پور میں تینوں جلدیں (خطی) موجود ھیں ۔ دیکھیے بانکی پور، ٥ (٢) : ٢١٨؛ رامپور، ص ٨١ (فن حدیث نمبر ١٢٩ تا ١٣١) رامپور کے فہرست نگار نے اس کا سال تالیف ١٠٢٣ھ بتایا ھے اور دعوی کیا ھے کہ اس شرح کے مضامین قسطلانی، فتح الباری اور عینی سے ماخوذ ھیں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

٢ ۔ المعلم فی شرح صحیح المسلم ۔ ٣ ۔ المصفّٰی فی شرح الموطا ۔

٤ ۔ تذھیب التہذیب ۔ سعدالدین تفتازانی کی تہذیب المنطق والکلام کے حصۂ دوم (متعلق بہ کلام) کی شرح ھے ۔ اس کے خطی نسخوں کے لیے دیکھیے بانکی پور، ١٠ : ٦٠؛ آصفیہ، ٢ : ١٢٩٦ ۔ آصفیہ میں اس تالیف کا عنوان، تہذیب الکلام اور نزھۃ الخواطر میں شرح علی تہذیب الکلام درج کیا گیا ھے ۔

٥ ۔ شرح علی شرعۃ الاسلام ۔ ٦ ۔ أساس العلوم فی التصریف ۔ ٧ ۔ الحاشیۃ علی الرضی ۔ ٨ ۔ الحاشیۃ علی العضدیۃ ۔ ٩ ۔ الحاشیۃ علی البیضاوی ۔

فہرستِ بانکی پور (٥ (٢) : ٢١٨) میں مولف کی مزید دو تالیفات کے لیے مختصر فہرست بانکی پور کا حوالہ دیا گیا ھے ۔

زیرِ نظر تالیف (شرح الحسامی) کے دیباچے میں، مولف کا نام صراحت کے ساتھ ملتا ھے :

۔۔۔ و بعد یقول الفقیر الی الفضل الربانی محمد یعقوب الینبانی (؟البنانی) ۔۔۔

مؤلف نے متن کے مطالب کی تشریح کرتے ھوے ایک دوسرے شارح (حسین بن علی الصغناقی؟) کے اقوال کو بھی پیشِ نظر رکھا ھے ۔ دیگر شروح کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھا جائے، تو ان میں، زیرِ نظر شرح کا معیار خاصا بلند نظر آتا ھے ۔ مولف کے اسلوب اور اس کے معیار علمی کے اندازے کے لیے ''باب الاجماع'' سے ایک اقتباس یہاں

درج کیا جاتا ہے :

--- الاجماع فی اللغة العزم والاتفاق و فی الاصطلاح اتفاق المجتهدین من امة محمد علیه السلام فی عصر علی امر من الامور والمراد بالاتفاق الاشتراک قولا او فعلاً او اعتقادا وقیدنا بمجتهدین اذ لا اعتبار لاتفاق غیرهم و عرف بلام الاستغراق احترازعن اتفاق البعض دون البعض ---

اس تالیف کا کوئی دوسرا خطی نسخہ ہمارے علم میں نہیں آ سکا ۔ اس کی اہمیت اور ندرت کے پیش نظر اس کی حفاظت او اشاعت ضروری ہے -

دیکھیے : نزہة، ہ : ۳۹۳؛ عمل صالح، ۳ : ۳۸۵ مرآة العالم، (مقالہ) ص ۵۰۳؛ مرآت آفتاب نما، ص ۴۴ ب، ۴۵ الف

[Ar d I 1 / 5446]

(۲۹)

تحریر الدائر

محمد نور العالم بن محمد تاج عالم الصدیقی

اوراق	:	۱۰۶ الف تا ۲۰۹ ب	خط	:	نستعلیق (عامیانہ)
سطور	:	۲۱	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۱×۱۳ سم	تاریخ کتابت :		,,

(زمانۂ تالیف معلوم نہیں ہو سکا ۔ نسخہ مکمل ہے۔)

آغاز : الحمد لله الّذی لا اله الا هو علی الوسع والامکان ---

زیر نظر تالیف، دائر الأصول پر ایک اہم حاشیہ ہے ۔ دائر الأصول ابو عبداللہ محمد بن مبارکشاہ بن محمد الہروی، الحنفی، الرومی معروف بہ حکیم شاہ القزوینی (یا معروف بہ معین) متوفی ۹۲۸ھ کی تالیف ہے، جو ابوالبرکات النسفی المتوفی ۷۱۰ھ کی، اصولِ فقہ پر

معروف کتاب: منارالانوار کی شرح ملخص کے طور پر لکھی گئی - پہلے القزوینی نے مدارالفحول کے نام سے ، منارالانوار کی جامع اور مفصل شرح تحریر کی - پھر خود ھی اسکی تلخیص دائرالاصول [یا دائرالوصول] کے نام سے کر دی - تحریرالدائر اس شرح ملخص کا حاشیه ھے -

اس حاشیے کے مولف کے تفصیلی حالات، تا حال معلوم نہیں ھو سکے - البته، مولف اور اس کے والد کے اسما کی ترکیب، نیز ''الصدّیقی'' کی نسبت، برّعظیم کے مزاج پر مشتمل ھے - اس کی تائید یوں بھی ھوتی ھے که مولف نے دیباچے میں، اپنا مولد و موطن گڑھ مکتیسر بیان کیا ھے - کاتب نے اسے درجِ ذیل عجیب و غریب طریقے سے لکھا ھے :

--- العبد المفتقر الٰی ربه المستعان علٰی طلب الرضوان و نیل اسباب الغفران، الصدیقی نسباً والکھرظ مکتسری ھی [کذا] و طنا و مولدا ---

مگر غالباً اس سے گڑھ مکتیسر ھی مراد ھے - بدایونی کے حسب ذیل الفاظ سے اس بستی کا تعین ھو جاتا ھے :

--- کر مکتیسر قصبه ایست بر کنار آب گنگ از توابع سنبل ---

(منتخب، ۳ : ۵۸)

محشی نے دیباچے میں بیان کیا ھے که دائرالاصول، شروحِ منار میں فائق‌ترین شرح کی حیثیت رکھتی تھی، مگر اس کا ایجاز و اختصار، اشکال کی حد تک پہنچ گیا تھا - اس لیے بعض مخلص احباب کی درخواست پر، یه حاشیه تالیف کیا گیا :

انّ زبدة دائرة الاُصول فی شرح منار الاُصول قد فاق بسائرالشروح له و ذٰلک شاع و ذاع بین علماء الزمان، الا انه للاقتصار (ن - للاختصار) کان مفتقرا الی الکشف والبیان، فالتمس منی زبدة الاصحاب و خلص الاحباب ان احرر عبارة المجملة (؟مجملة) بحیث تنکشف مقاصدہ و فوائد تبودہ و ینحل (؟ تنحل) مشکلاته فحررتُها اجابةً لمسئولهم مستعینًا بالله فی تحریرها و سمّیتهٗ بتحریر الدائر ---

محشی نے متن کے مجمل مسائل کو کس حد تک کھولا ہے، اور کس معیار کی توضیحات پیش کی ہیں، اس کا اندازہ لگانے کے لیے متن اور حاشیے کا ایک مبحث، یہاں بیان کیا جاتا ہے ۔ ماتن نے یہ موقف بالاختصار بیان کیا ہے کہ نیت اور اس کی اخوات (متعلقات) واجب نہیں ہیں (وضو میں)، کیونکہ یہ ظنی الثبوت دلیل سے ثابت ہیں، مگر تعدیل (نماز میں تمام ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا) کا معاملہ اس کے بر عکس ہے ۔ ماتن کے الفاظ یہ ہیں :

۔۔۔ و لم یجب النیة و اخواتها لثبوتها (؟ لثبوتهما) بما هو ظنی الثبوت والدلالة بخلاف التعدیل ۔۔۔

اس کے بعد، اسی مقام کو محشی نے واضح کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اس شبہ کا جواب ہے، جو فقہاے احناف پر وارد کیا جاتا ہے کہ آخر کس بنا پر تم تعدیلِ ارکان کو واجب، مگر نیت کو غیر واجب قرار دیتے ہو ۔ جبکہ دونوں امور، حدیث سے ثابت ہیں ۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ دونوں امور کے دلائل، مختلف درجات کے ہیں ۔ نیّت کو ثابت کرنے والے جملہ دلائل، ظنی الثبوت اور ظنی الدلالة ہیں ۔ جبکہ تعدیلِ ارکان کی دلیل، ظنی الثبوت ہونے کے با وصف، قطعی الدلالة ہے ۔ محشی نے اس مقام کی تفصیل و تشریح یوں بیان کی ہے :

قوله : و لم یجب النیة آه دفع لما یتوهم من انه هلّا او جبتم النیة و اخواتها کما او جبتم التعدیل، حاصل الدفع ان ذلك لتفاوت درجات الادلة فان ادلة النیة و اخواتها ظنیة الثبوت والدلالة علی المفهومات التی تدل علی الوجوب لانه اخبار احاد یحتمل معنًی لا یدل علی الوجوب ۔۔۔ قوله علیه السلام انماالاعمال بالنیات فلانه یحتمل ان یراد ثوابها متوطنة علی النیة لا جوازها بخلاف دلیل التعدیل فانه ظنی الثبوت و قطعی الدلالة علی الوجوب لانه خبر واحد لا یحتمل غیر الوجوب ۔۔۔

(۳۰)

[2934]

الانشراحات المعالية

المفتی عبدالسلام بن ابی سعید بن محب‌اللہ بن احمد ابن عبدالرحیم بن احمد الفیاض ابن محمد الاعظم الحسینی الکرمانی الدیوی من اعیان القرن الحادی عشر المتوفی بعد سنة ۱۰۳۹ھ

اوراق :	۳۵۰	خط :	نسخ (شروع اور آخر کے کچھ اوراق، متاخر قلم میں)
سطور :	۱۷	کاتب :	نامعلوم
تقطیع :	۲۲ × ۱۳ سم	تاریخ کتابت :	,,

آغاز : الحمدُ للہ الّذی دَلّ علٰی وجودہٖ بتکوین المخلوقات ۔ ۔ ۔

ملا عبدالسلام دیوی، عہد شاہجہان کے معروف ترین علما میں شمار ہوتے ہیں ۔ دیوہ، ضلع بارہ بنکی (لکھنؤ) کا ایک قصبہ ہے ۔ دیوہ اور کاکوری میں ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر ملا صاحب، لاہور کے شہرہ آفاق مدرس ملا عبدالسلام، مفتی لاہوری کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے ۔ تحصیل کے بعد، ایک زمانے میں آپ کو اپنے استاد کی جگہ پر تدریس کے فرائض ادا کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا ۔ ملا دانیال چوراسی، ملا عبدالقادر فاروقی اور ملا عبدالحلیم (والد قطب‌الدین شہید سہالوی) جیسے علما آپ کے تلامذہ میں دکھائی دیتے ہیں ۔ خود شاہجہان بھی، فاضل دیوی کا احترام کرتا تھا ۔ خیرالزمان صدیقی کے بیان کے مطابق، ایک عرصے تک آپ لشکر شاہی میں مفتی کے منصب پر کام کرتے رہے :

"۔ ۔ ۔ شاہجہان بادشاہ بسبب اوستادیش و تبحر علوم بسیار اکرامِ او می کرد و نزدِ خود می نشاند ۔ سند افتاے اردوے معلٰی بنام ملا بود ۔ تا عرصۂ ممتد خدمتِ مذکور ازو تعلق می داشت" نقوش لاہور نمبر ص ۵۰۶

مگر دربار شاهی کے ساتھ ان وابستگیوں کے باوجود، حق پژوھی اور حرّیتِ فکر کا جوہر رخصت نہیں ہوا تھا ۔ ایک مرتبہ شاھجہان کے ساتھ، قلعہ (شاھجہان آباد ۔ اس وقت زیر تعمیر تھا) کی فصیل پر چلنے کا اتفاق ہوا ۔ ملاے محترم کی جانب سے، دیوار پر چلتے ہوئے کچھ لڑکھڑاھٹ محسوس کر کے، بادشاہ نے کہا :

''اے ملا! از مرگ این قدر می ترسی کہ بر دیوار رفتن نمی توانی''

آپ نے جواب دیا :

''۔۔۔ چگونہ نہ ترسم چرا کہ مثل من، ھزار سال چرخ اگر جرخ زند دگر پیدا نہ شود، و مانند بادشاہ بسیار ممکن اند۔۔۔'' [حوالۂ بالا]

اس پر بادشاہ مسکرا کر چپ ہو رہا ۔

مولّفِ باغ و بہار نے اس نوعیت کے بعض دیگر واقعات بھی نقل کیے ھیں ۔ کچھ دیر منصبِ افتا پر کام کرنے کے بعد، لاھور کی یاد نے آپ کو پھر لاھور پہنچا دیا اور اس کے بعد لاھور نے آپ کو کبھی نہ چھوڑا ۔ تاریخ وفات کے بارے میں، صاحبِ نزھۃ الخواطر نے ایک قول یہ نقل کیا ھے : ''قال الصوفی فی الاکسیر انہ مات فی سنۃ تسع و ثلاثین و الف (۱۰۳۹ھ)'' مگر پھر خود ھی، بادشاہ نامہ[1] کے ایک بیان کے پیش نظر، اس قول کی تردید کرتے ہوئے بتایا ھے کہ ملا عبدالسلام کا ۱۰۴۷ھ میں زندہ ہونا ثابت ھے ۔ [نزھۃ، ۵ : ۲۲۳]

فاضل مولف کی دیگر تالیفات حسبِ ذیل ھیں :

حاشیۃ علی حاشیۃ الخیالی ۔ شرح علی منار الاصول ۔ [=؟ الانشراحات المعالیۃ ۔]

---

(۱) بادشاہ نامہ کے مولف نے سال ۱۰۴۷ھ کے واقعات بیان کرنے کے بعد، مشائخ و فضلا کے تذکرے میں، ملا عبدالسلام دیوی کا ذکر شامل کیا ھے ۔ جس کے یہ آخری الفاظ بتاتے ھیں کہ ملاے موصوف اس وقت (یعنی ۱۰۴۷) تک زندہ تھے : ''اکنون از فزونی سال، کہ باعث اختلال حواس و انحلال اعضاست ۔۔۔ در اردوے گیہان پو بدرس تداولات، و دعاے دولت ابدی سمات اشتغال دارد''۔ دیکھیے بادشاہ نامہ ج ۱ حصۂ دوم ص ۳۳۳ ۔

حاشیة علی تفسیر البیضاوی - حاشیة علی شرح الصحائف (فی الکلام) - حاشیة علی ھدایة الفقه - شرح علی تھذیب المنطق - حاشیة علی التحقیق [نزھة، ۵ : ۲۲۳]

زیرِ نظر نالیف، ابوالبرکات عبداللہ بن احمد المعروف بحافظ الدین النسفی المتوفی ۷۱۰ھ کی کتاب : منار الانوار (یا منار الاصول) کی شرح ھے - مولف نے دیباچے میں بتایا ھے :

ثم المختصر الموسوم بمنار الاصول من مصنفات --- حافظ الملة والدین ابو (ابی) البرکات النسفی بردالله مضجعه لمّا کان جامعا لمسائل اصول الشیخین فخرالاسلام و شمس الائمة السرخسی و کان خالیًا عن غبار کلام الاشعریة والمعتزلة فاخترت تحریر مسائله و تبیین مبانیه من المسائل الکلامیة ---

یہاں مولّف نے، منار کے دو امتیازات بیان کیے ھیں : ۱- یه که المنار، فخرالاسلام (بزدوی) اور شمس الائمة سرخسی کی کتب سے بےنیاز کر دیتی ھے - ۲- یه که اشاعرہ اور معتزله کے مباحثِ کلامیه کے اثرات سے یه کتاب پاک ھے -

اس کے بعد، ساتھ ھی فاضل شارح نے، اپنی شرح کا انداز بھی واضح کر دیا ھے که متن کے الفاظ و معانی کی عام تشریح کے علاوہ، اس شرح میں ان مقامات کی خاص توضیح کر دی گئی ھے، جہاں مسائلِ کلامیه کے حوالے آئے ھیں اور حسب ضرورت، ھر مسئلے کا کلامی پس منظر بھی بیان کر دیا گیا ھے :

فاخترتُ تحریر مسائله و تبیین مبانیه من المسائلِ الکلامیة کمسئلة القدرة اَھی علة للفعلِ او شرط لهٗ والعدم معلّلٌ أم لَا والحال متحققة أم لا --- فذکرتُ تحتَ کُلّ مسئلة مَبناھا اِن دعتِ الحاجةُ الیه ---

یہاں ایک غلط فہمی کی اصلاح بھی ضروری معلوم ھوتی ھے - بعض فضلا نے، شرح منار الاصول اور الانشراحات المعالیة کو مولف کی دو الگ الگ تصنیفات شمار کیا ھے اور مؤخرالذکر کا موضوع، حکمت و منطق سمجھا ھے - (دیکھیے نقوش لاھور نمبر،

ص ۷۰۵) مگر در اصل، منارالاصول کی شرح کا نام ھی الانشراحات المعالیۃ[1] ھے - دیباچے میں یہ امر بھی واضح کر دیا گیا ھے :-

--- و لما کان الداعی لھذا التحریر الولد المغفور المبرور ابو المعالی و کان التحریر مفیدا لانشراح خاطرہ سمیتہ "بالانشراحات المعالیۃ"...

اس شرح کے بعض مقامات میں، سنّی فکر (بمقابلۂ شیعی فکر) کے اس ردّ عمل کے واضح انعکاسات دکھائی دیتے ھیں، جو جہانگیر کے بعد شاھجہان کے عہد میں، رونما ھو رھا تھا - مثلاً "الصراط المستقیم" کی شرح میں، شارح نے زور دیا ھے کہ صراطِ مستقیم تک رسائی، حضرات ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کی پیروی کے بغیر حاصل نہیں ھوتی .

قولہ الصراط المستقیم وھی ملۃ الاسلام و لا یتوصل الیھا مصونۃ عن البدعۃ الا باتفاء ابی بکر و عمر الذین اتبعا الدین بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم حین ارتد القوم و منعوا الزکوٰۃ ... فلذا فسر الفقیہ ابواللیث الصراط المستقیم بصراطِ ابی بکر و عمر...

یہ کتاب، بر عظیم کے سرمایۂ اصول فقہ میں، اھم ترین مقام کی حامل ھے - دوسری معروف کتاب، اس موضوع پر، ملا جیون کی نور الانوار ھے لیکن اسے زیادہ تر مبتدی طلبہ کی رعایت ملحوظ رکھتے ھوئے آسان اور عام فہم مطالب تک محدود رکھا گیا ھے - اس کے

---

(۱) فہرست بانکی پور میں، اس کے نسخے کو الشرح علی المنار کے عنوان سے درج کیا گیا ھے - وجہ یہ ھے، کہ بانکی پور کا نسخہ دیباچے کے بغیر، متن "المنار" کی شرح سے، اس طرح شروع ھو جاتا ھے : قولہ بسم اللہ الرحمٰن بدأ کتابہ بان جعلہ مبدأہ--- اور فہرست نگار، دیباچہ نہ ھونے کی وجہ سے، مولف کے متعین کردہ عنوان کتاب (الانشراحات المعالیۃ) سے واقف نہیں ھو سکا - البتہ اس نسخے کے حوالے سے، فہرست نگار نے مولف کی تاریخ وفات پر مشتمل یہ قطعہ نقل کیا ھے :

شیخ عبدالسلام مولانا — اوستاذ سر ھمہ فضلا
سال فوتش چو از خرد جستم — خردم گفت افضلِ علما
۱۰۴۲

اور اس قطعے کی بنیاد پر، فہرست نگار نے، مولف کا سال وفات ۱۰۴۲ ھ ھی سمجھا ھے - لیکن ھمارے نزدیک، بادشاہ نامہ کے واضح بیان [دیکھیے اوپر حاشیہ (۱)] کے ھوتے ھوئے، اس قطعۂ تاریخ کو ترجیح نہیں دی جا سکتی - فہرست نگار نے بتایا ھے، کہ شرح کا دوسرا نسخہ اس کے علم میں نہیں آ سکا -

برعکس زیرِ نظر کتاب، اپنے موضوع کے وقیع علمی مباحث پر مشتمل ہے، جنہیں دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں، فقہ کے ساتھ اصول فقہ کا مطالعہ بھی کس قدر گہرائی کے ساتھ کیا جاتا تھا ۔ مولفِ کتاب، ملا عبدالسلام تو اس موضوع کے متخصص تھے ۔ چنانچہ اہل علم میں انہیں ''ملاے اصولی'' کے نام سے پکارا جاتا تھا ۔

دیکھیے نزھة، ۵: ۲۲۲، ۲۲۳؛ ''نقوش لاھور نمبر، ص ۵۰۶، ۵۰۷ ۔

(۳۱)

[Ar d I 19 / 2288]

القول الحسن فی جواز الاقتداء بالامام الشافعی فی النوافل والسنن

حمید بن عبداللہ

اوراق	: ۷	خط	: نسخ
سطور	: ۲۳	کاتب	: عبدالرحیم بن محمد صالح ۔ ۔ ۔ المکیثی الیمنی
تقطیع	: ۲۰×۱۴ س م	تاریخِ کتابت	: ۲۵ ۔ ربیع الثانی ۱۰۳۴ھ

آغاز : اللّٰهم لا سهل الا ما جعلتهٗ سهلا و انت تجعل الحزن اذا شئت سهلاً ۔ ۔ ۔

اس تالیف کے مصنف کے تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہو سکے ۔ البتہ کتاب کے خاتمے سے اس کا سالِ تالیف واضح طور پر ۱۰۱۱ھ معلوم ہوتا ہے :

تمت الرسالة فی شهر المبارک ثانی عشر جمادی الاولیٰ سنة ۱۰۱۱ھ احدیٰ عشر بعد الالف ۔

اسی طرح خاتمۂ کتاب پر تاریخ کتابت بھی بصراحت درج ہے :

---و قد نجز القلم بعون اللّٰہ --- من نساخۃ ھٰذہ الرسالۃ --- یوم الثلاثاء الخامس والعشرین من شھر ربیع الثانی احدالشھور من عام الرابع والثلاثون [؟ الثلاثین] بعدالالف [= ۱۲۳۴ء] ۔

ان تصریحات سے متعین ھو جاتا ھے کہ یہ تالیف، گیارھویں صدی ھجری کے ربع اول میں مرتب ھوئی تھی، نیز یہ کہ اس کا مولف، مذکورہ صدی کے علما سے تھا ۔

دوسری حقیقت، مقدمے میں یہ بیان کی گئی ھے کہ اس رسالے کی وجہِ تالیف یہ تھی کہ حرمین شریفین کے لوگوں کو تکرار جماعت کے مسئلے کا سامنا تھا اور سوال یہ تھا کہ آیا حنفی مقتدی، شافعی امام کے پیچھے، نوافل و سنن ادا کر سکتا ھے ۔ مولف کہتا ھے کہ اس مسئلے میں سلف سے ایسی کوئی چیز منقول نہیں جو اس مسئلے میں درپیش اختلاف کو رفع کر دے ۔ اس لیے ھمیں از خود غور و خوض کر کے اس کا حل نکالنا چاھیے ۔

--- فاقول قد ابتلی اھل الحرمین الشریفین بتکرار الجماعۃ و لم یرو عن السلف شیءٌ برفع نزاعہ فلا بُدّ لنا من الخوض فی ھذا السوال الی ان نظفر بقول یکون ارجح الاقوال فلنذکر الروایات الواردۃ فی ذالک ---

جس قلم میں یہ رسالہ لکھا گیا ھے، اسی قلم میں، سرورق پر مولف کا نام یوں درج کیا گیا ھے :

ھٰذہ الرسالۃ المسماۃ بالقول الحسن --- للعبد الفقیر الی اللّٰہ حمید بن عبداللّٰہ ---

رسالے کا نام، دیباچے میں خود مولف نے یوں بیان کیا ھے :

---و سمیتھا بالقول الحسن فی جواز الاقتداء بالامام الشافعی فی النوافل والسنن ---

یہ مختصر رسالہ اپنے موضوع کے اعتبار سے خاصی اھمیت کا حامل ھے اور حق رکھتا ھے کہ اسے شائع کیا جائے ۔ اس کا کوئی دوسرا نسخہ ھمارے علم میں نہیں آ سکا ۔

(۳۲)

خزائنُ الشُّروح

ملّا (محمد) مبین بن محب (اللہ) بن احمد (عبدالحق) بن (ملّا محمد) سعید بن ملّا قطب السہالوی الشہید المتوفی ۱۲۲۵ھ

اوراق	:	۲۹۷	خط	:	نستعلیق (مخلوط به شکسته)
سطور	:	۱۹	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۳×۱۸ سم	تاریخ کتابت	:	۱۲۴۳ھ

آغاز : الحمد للہ الّذی خلق الانسان و علّمه البیان فصار مُبینا للمسائل ۔۔۔

ملا مبین لکھنؤ کے ممتاز حنفی علما کے اس خاندان سے تعلق رکھتے ھیں، جس کے مورث اعلٰی قطب الدین الشہید السہالوی تھے ۔ اس خاندان کی علمی و دینی خدمات، بر عظیم پاک و ھند کی تاریخِ علم و ثقافت کا ایک ممتاز حصه ھیں ۔

ملا مبین، لکھنؤ میں پیدا ھوے اور وھیں تعلیم و تربیت پائی ۔ ایک طویل مدت تک، ملا حسن لکھنوی کے حلقۂ تلمذ میں شامل رھے ۔ تحصیل علم سے فارغ ھو کر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا سلسله جاری کیا ۔ اس کے ساتھ آپ نے افادۂ عامه کے لیے مجلس وعظ کا آغاز بھی کر دیا ۔ صاحب نزھة الخواطر کا بیان ھے ”ھمیں ھمارے شیخ محمد نعیم بن عبدالحکیم اللکھنوی نے بتلایا، که قطب سہالوی کی اولاد میں، ملا مبین پہلے شخص تھے، جنھوں نے فرنگی محل میں مجلس وعظ کا آغاز کیا“ (نزھة، ۷ : ۴۰۳)

ملامبین، ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۲۵ھ کو انتقال کر گئے ۔ ان کا مزار، باغ مولانا احمد انوارالحق لکھنؤ میں واقع ھے ۔ مصرعه ”ماہ برج علوم پنہاں گشت“ سے تاریخِ وفات

نکالی گئی ۔ ملّاے موصوف نے اپنے پیچھے دو چیزیں یادگار چھوڑیں : فاضل اولاد اور بیش قیمت تصانیف ۔

ان کی اولاد میں تین صاحبزادوں کا ذکر زیر نظر تالیف کے دیباچے میں کیا گیا ہے (تفصیل آگے آتی ہے) - جن میں صرف ملا حیدر[1] (بن مبین) کے کچھ احوال حیات، بعض کتب تذکرہ میں ملتے ہیں ۔

ملّا مبین نے منطق، فلسفہ اور کلام کے ساتھ، فقہ، اصول فقہ اور تصوف میں بھی عمدہ تالیفات مرتب کیں ، جن میں حسب ذیل تصانیف کے نام کتب تذکرۂ و فہارس سے معلوم ہوے ہیں :

فقہ : کنزالحسنات فی مسائل الزکوۃ ۔ زبدۃ الفوائد (مسائل صیام)

اصول فقہ : خزائن الشروح فی شرح مسلم الثبوت (زیر نظر تالیف)

تصوف : شرح التبصرۃ ۔ شرح اسماے حسنی

منطق : شرح سلم العلوم ۔ شرح میر زاهد رسالہ ۔ شرح میر زاهد ملّا جلال

فلسفہ : حاشیۃ علی شرح هدایۃ الحکمۃ للشیرازی (علی مبحث المثناۃ بالتکریر)

کلام : حاشیۃ علی میر زاهد شرح المواقف ۔

متفرقات : وسیلۃ النجاۃ (فی فضائل اهل البیت) ۔ ترجمۃ حکایات الصالحین ۔

زیرنظر تالیف، قاضی محبّ اللہ بہاری (المتوفی ۱۱۱۹ ھ) کی معروف کتاب مسلّم الثبوت کی شرح ہے ۔ شارح نے دیباچے میں بیان کیا ہے کہ مسلّم، انتہائی دقیق کتاب سمجھی جاتی

(۱) ملا حیدر بن مبین نے اپنے والد سے علم پڑھا - جب انہوں نے مسند تدریس پر قدم رکھا، تو نواب سعادت علی خان لکھنوی نے سرپرستی اور مدد کی - ان کے بعد کسی دوسرے رئیس نے سلسلۂ معاونت جاری رکھا - مگر ایک وزیر صاحب نے بعض مخصوص مذهبی مناقشات کھڑے کر کے ملاے موصوف کو نشانۂ عتاب بنانا چاہا - اس موقع پر ملا حیدر لکھنؤ سے کلکتہ اور پھر حجاز مقدس چلے گئے ، مکہ مکرمہ میں السید یوسف بن البطاح الاهدل الیمانی اور شیخ عمر بن عبدالرسول المکی سے، اور مدینہ منورہ میں الشیخ عبدالحفیظ العجیمی اور محمد عابد بن احمد علی السندی سے حدیث کی اجازت حاصل کی - واپسی پر حیدر آباد آئے اور خوشگوار وقت گزار کر ۱۲۵۶ ھ میں فوت ہوے - ملا حیدر نے منطق میں ایک رسالہ : الوظائف الحیدریۃ اور بعض کتب نصاب کے حواشی تالیف کیے - دیکھیے نزهۃ، ۷ : ۱۵۱ -

ہے۔ اکثر فضلا نے اس کے حلِّ مغلقات کے لیے شروح لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا ۔ حتی کہ مولانا نظام الدین نے بھی مسلّم کی ایک مفصل اور عظیم شرح تالیف کی ۔ مگر اس میں بھی مطالبِ دقیقہ، طلبہ کے لیے وجہِ اضطراب رہے ۔ اس صورتِ حال کے پیش نظر شارح نے ایک ایسی شرح کی ضرورت محسوس کی، جو تحقیقی ہونے کے ساتھ آسان اور روشن اسلوب کی حامل ہو، تاکہ طلبہ اور مدرسین دونوں کے لیے نافع ہو سکے :

--- ان کتاب مسلّم الثبوت للحبر العلامة --- محب الله البهاری الذی هو من تلامذة جدّ جدّی --- مولانا قطب الدین السهالوی --- کان من ادق المتون --- فأکبّ علیه علماء الاعصار --- و صنفوا شروحا کبارا کالدفاتر والاسفار لکنه بعد فی حجب الاستار --- و کان شرح المحقق --- مولانا نظام الدین من اعظم الشروح --- ربما یتعسّر علی الطلباء فهم مطالبه الدقیقة --- فحدانی ذالک علی ان اشرح له شرحاً کافیا للموصلین من الطلباء --- و وافیا للمدرسین من العلماء --- فرقمته بعبارات سهلة ظاهرة و تقریرات سمحة باهرة ---

اس کے بعد شارح نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اس شرح میں متن اور اس پر حواشیِ منہیہ (جو ماتن کی طرف منسوب ہیں) کے مشکل مقامات کو کھولنا مقصود ہے :

و ما اردتّ الا حلّ مغلقات المتن و فتحها و کشف معضلات الحواشی المنسوبة الی المصہ [= المصنف] بما لها و ما علیها ---

اس کے ساتھ ہی شارح کہتا ہے کہ تالیف کے نام : خزائن الشروح سے اس کی تاریخِ تالیف (: ۱۲۱۳ھ) بھی نکلتی ہے ۔ اور پھر یہ توقع ظاہر کی ہے کہ اس شرح سے، شارح کے فرزند محمد حیدر اور اس کے دونوں بھائی استفادہ کریں گے :

--- والهمنی مفتح ابواب الفتوح ان تاریخه فی اسمه خزائن الشروح --- و ارجوا بفضل الله الاکبر ان ینفع بهٰذا الشرح، الولد الاعز محمد حیدر و اخواه ---

برعظیم میں اصول فقہ پر جو لٹریچر تیار ہوا ہے، یہ شرح اس میں اہم مقام کی حامل ہے۔ اسے ابھی تک حلیۂ طباعت نصیب نہیں ہوا ۔ اسی طرح ملا مبین کی اور بہت سی تالیفات

بھی، پاک و ہند کی لائبریریوں میں خطی نسخوں کی شکل میں پڑی ھیں ۔ البتہ ان کی تالیف مرآۃ الشروح فی شرح سلم العلوم طبع ہو چکی ہے دیکھیے معجم مط، ۱۸۱۸ ۔

زیرِ نظر شرح کے دوسرے دو قلمی نسخے معلوم ہو سکے ہیں ۔ دیکھیے بانکی پور، ۱۹ (۱) : ۳۶؛ رام پور، فن ''اصول فقہ'' شمارہ ۱۷ ۔

(۳۴)

[Ar I 20 / 2254]

بُرھان الوصول فی بیان الاصول

صاحبزادہ میاں محمدی بن میاں محمد عمر چمکنی (پشاور)

المتوفّٰی بعد ۱۲۱۰ھ

اوراق	:	۹۸	خط	:	نستعلیق (معمولی)
سطور	:	۱۳	کاتب	:	محمد غوث
تقطیع	:	۲۴×۱۷ سم	تاریخ کتابت	:	۱۲۷۹ھ

آغاز : الحمد للّٰہ الذی ادار دوائر الفصول فی الدھور والادوار---

مؤلف، چمکنی ضلع پشاور کے ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہے، جو باجوڑ سے نقلِ مکانی کر کے آیا تھا اور علم و مشیخت میں بہت نامور تھا ۔ مولف کے پردادا دلا خان عہدِ شاھجہانی میں واردِ لاہور ہوئے، تو شاہجہان نے ان کا ازحد اعزاز و اکرام کیا اور راوی کے کنارے پر فرید آباد کی جائداد انہیں بطور جاگیر عطا کی ۔ ایک مرتبہ آپ لاھور سے اپنے وطن باجوڑ جا رہے تھے کہ دریائے سندھ عبور کرنے کے بعد آپکو شہید کر دیا گیا ۔ آپ قادریہ و چشتیہ سلاسل کے روحانی پیشوا تھے ۔

مؤلف کے والد میاں محمد عمر چمکنی [علیہ الرحمۃ]، حضرت یحییٰ المعروف حضرت جی اور شیخ سعدی لاھوری [رحمہما اللّٰہ] کے سلسلے میں منسلک ہوکر، طریقۂ

نقشبندیہ کیطرف منتقل ہوگئے ۔ میاں محمد عمر بہت بڑے عالم دین اور سرگرم مبلغ تھے ۔ آپ ۱۱۹۰ھ میں فوت ہوے ۔ احمد شاہ ابدالی آپ کے ارادتمندوں میں تھا ۔

صاحبزادہ میاں محمدی بھی اپنے علاقے کے نامور عالم دین اور فقیہ کی حیثیت سے معروف ہوے ۔ زیرِ نظر تالیف کے علاوہ، درودِ منظوم اور مقاصد الفقہ نامی کتب بھی آپکی تالیفات میں شمار کی گئی ہیں ۔ (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، ص ۹۹)

زیرِ نظر تالیف کا نام، دارالعلوم اسلامیہ پشاور کی فہرست میں برہان الاصول درج ہے اور اسی سے براکلمن نے نقل کیا ہے [دیکھیے لباب المعارف، ص ۱۰۳؛ براکلمن، ۲ : ۸۴۹] ۔ مگر ہمارے نسخے کے دیباچے میں کتاب کا نام بالصراحت برہان الوصول بتایا گیا ہے ملاحظہ ہو:

۔۔۔ ''وَ سَمَّیتُھا بِبُرھان الوصول فی بیان الاصول'' ۔۔۔ [مخطوطہ، ص ۲ ۔ ب]

مؤلف نے دیباچے میں بتایا ہے کہ مولف کے چھوٹے بھائی عبیداللہ ملقب بہ میاں گل نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اصولِ فقہ میں ایک جامع متن تالیف کیا جاے ۔

۔۔۔ فَقد طَلَبَ مِنّی اَخی و اعزّی ۔۔۔ عبیدُ اللہ الملقّب بمیانگل عزّزہٗ اللہ تعالٰی عند الکلّ طال [اطال] اللہ عمرہ ۔۔۔ مَتْناً مَتِیناً فی علم الاصول جامعًا لقواعد [ہ] الکلّیۃ و الجزئیۃ ۔۔۔

مؤلف نے دیباچے میں یہ بھی صراحت کی ہے کہ اسے صلٰوۃ علی النّبی [نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود بھیجنے] کیساتھ بہت شغف تھا ۔ اس لیے کتاب کی فصلوں کے خاتمے پر ہر جگہ درود پاک کے مختلف الفاظ لکھدیے ہیں ۔

کتاب کا انداز عالمانہ ہے، جس سے مصنف کے تبحّرِ علمی کا اندازہ ہوتا ہے ۔ ''اِجماع'' کے مبحث سے زیرِ نظر تالیف کا ایک اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے، جس میں یہ

بتایا گیا ہے کہ کن فقہا کے نزدیک کون سا اجماع حجّت ہے :

--- فان المالک رحمہ اللہ و تابعیہ یقول اجماع اهل المدینة حجة، والشیعة قالوا علی اجماع العترة، و قال القاضي ابو حازم اجماع الخلفاء الاربعة حجة، و قال بعضهم اجماع الشیخین رضی اللہ تعالی عنهم و عن جمیع الصحابة - ثم الاجماع علی مراتب، اجماع الصحابة، ثم اجماع من بعدهم فیما لم یرو فیه خلاف الصحابة، ثم اجماعهم فیما روی خلافهم فهذا اجماع مختلف فیه - والاجماع الذی ثبت ثم رجع واحد منهم اجماع مختلف فیه ایضاً - قال الرازی لاینعقد الاجماع مع مخالفة الواحد و الاثنین خلافاً للخیّاط و ابی جریر ---

مؤلف نے کتاب کے خاتمے پر یہ اظہار کیا ہے کہ "میں کتب اصول کا بکثرت مطالعہ کرتا رہا ہوں" "انّی قد کنت ازاول مطالعة کتب الاصول" - پھر یہ بتایا ہے کہ حسبِ ذیل کتب، خود مولف کی اپنی ملکیت میں موجود تھیں :

اصول فخر الاسلام البزدوی - اصول شمس الائمة السرخسی - التلویح - التوضیح - الحسامی - المنار - الشاشی - المعدن - نورالانوار - الدائر - کشف الاسرار - المحصول - الحاصل - الاحکام - منهاج البیضاوی - منهاج العقد (العضد؟) - مختصرالاصول لابن الحاجب - العضدی - [ال]بحر المحیط لبدرالدین الزرکشی - منتهی الاصول - المنهاج - التیسیر - التنویر - کشف الکبیر (؟) - التحریر (؟) - التقریر - المصابیح (؟) - عضدالعون (؟) النظام - غایة التحقیق - نهایة التدقیق - المدار - التشریح - التصریح التنقیح - المنهل - المیزان - المسلم - العصام - شیخ الاسلام -

مولف نے خاتمے پر یہ بھی بتایا ہے کہ محرم کی ۱۶ تاریخ، بدھ کے روز، غروبِ آفتاب کے وقت اس کتاب کی تصنیف سے فراغت ہوئی اور سالِ تالیف لفظِ

"غروب" کے اعداد کے موافق ہے، یعنی ۱۲۰۸ھ:

--- وقد وقع الفراغ من تصنیف هٰذه النسخة فی یوم الاربعاء والسادس عشر من شهر محرم الحرام وقت الغروب، و حروف الغروب موافق بتاریخها، والسلام علٰی من اتّبع الهدٰی -

لُباب المعارف میں مؤلف کے بارے میں کہا گیا ہے:

"بارھویں صدی ھ کے علماء میں سے ہے - اپنے زمانے میں عالم متبحر تھا - اس کا باپ، صاحبزادہ میاں محمد عمر ایک خدا رسیدہ ولی اللہ تھا، جس کی (کا؟)مزار، موضع چمکنی ضلع پشاور میں، مرجعِ خلائق ہے"۔

مگر اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مؤلّف کی وفات بارھویں صدی ھ میں ہوئی - کیونکہ بُرهانُ الوصول کی تالیف، خود مؤلّف کے اپنے بیان کے مطابق ۱۲۰۸ھ میں ہوئی بلکہ لُباب المعارف میں بُرهانُ الوصول کے جس نسخے کی نشاندھی کی گئی ہے، اس کے آگے یہ نوٹ لکھا گیا ہے: "حسب الارشاد مصنف اس کے ایک شاگرد نے ۱۲۱۰ھ میں یہ نسخہ لکھا" اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۱۰ھ تک مولف زندہ تھا(۱)۔

براکلمن ت ۲: ۸۴۰؛ لُباب المعارف الاسلامیہ، ص ۱۰۳؛ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، ص ۹۹ -

---

(۱) ہمارے نسخے کے ترقیمے سے، مولف کے زمان حیات کے بارے میں ایک الجھن پیدا ہوتی تھی - مذکورہ نسخے کے ترقیمے میں یہ الفاظ درج ہیں:

نسخۂ متبرکۂ برهان الوصول فی بیان الاصول از تصانیف جدید و توالیف حدیث عمدۂ اعیان زمان و زبدۂ اکابر --- صاحبزادہ میاں محمدی دام برکاته و زید حسناته در تاریخ نوزدهم ماه ذی قعده الحرام در روز یک شنبه ۱۲۷۹ھ بموجب ارشاد لازم الانقیاد ایشان از دست خط فقیر حقیر پر عصیان محمد غوث سمت تحریر و وسمت اختتام یافت -

ان الفاظ کی رو سے لازم آتا ہے کہ مولف، ۱۲۷۹ھ تک زندہ تھا، کیونکہ زیر نظر نسخے کا کاتب محمد غوث، سال مذکور میں اس نسخے کی کتابت کا اختتام کرتے ہوئے مولف (صاحبزادہ میاں محمدی) کیلیے "دام برکاته و زید حسناته" کے دعائیہ فقرے استعمال کر رہا ہے، نیز بتاتا ہے کہ زیر نظر نسخہ، مولف کے ارشاد کے مطابق تحریر کیا گیا - ملاحظہ ہوں مذکورۂ بالا ترقیمے کے یہ الفاظ:

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳ پر)

(۳۴)

کتاب الرسوم الفقهیة

اوراق : ۹۶ب - ۱۴۱ب		خط : نسخ	
سطور : ۲۵		کاتب : نامعلوم	
تقطیع : ۲۱×۱۵س م		تاریخ کتابت : ,,	

[نسخه ناقص الآخر ہے]

آغاز : بسم اللہ ۔۔۔ وھو حسبی و نعم الوکیل الحمد للہ اما بعد فھذا کتاب یتضمن مناسبات مھمة و رسوما فی الفقه جمة ۔۔۔

اس قیمتی تالیف کا موضوع، فقه، اصولِ فقه، عقائد اور بعض دیگر علوم کی اصطلاحات سے متعلق ہے ۔ مؤلّف کا نام معلوم نہیں ہو سکا ۔ البته زمانۂ تالیف کا اندازہ کرنے کیلیے بعض اندرونی قرائن سے مدد مل سکتی ہے؛ مثلاً یہ کہ مولف نے بخاری، مسلم،

(صفحه ۱۰۲ سے بقیه حاشیه)

"بموجب ارشاد لازم الانقیاد ایشان" ۔ مگر به الجهن برهان الوصول کے تیسرے نسخے کا ترقیمه دیکھنے سے بظاهر دور هوگئی ۔ مذکوره نسخه، راقم الحروف نے اواخر اگست ۱۹۷۲ء میں قاضی صدر الدین صاحب کے ذاتی کتب خانے (هری پور هزاره) میں دیکھا ۔ یه نسخه، ۱۲۰۹ھ کا مکتوبه، یعنی تا حال معلوم هونے والے نسخوں میں قدیم ترین ہے ۔ اور اس نسخے کے کاتب فتح خان نے اسے مصنف کے حسب ایما کتابت کیا ۔ اس کا ترقیمه اصل (original) ہے اور بعد میں لکھے جانے والے نسخوں (: نسخۂ پشاور مکتوبه ۱۲۱۰ھ اور همارا نسخه مکتوبه ۱۲۷۹ھ) کے کاتبوں نے صرف تاریخ کتابت کے تغیر کے ساتھ، باقی الفاظ بعینها، اسی پہلے ترقیمے کے نقل کر دیے ۔ یہاں هم مذکوره قدیم ترین نسخے (: نسخۂ هری پور) کا ترقیمه بتمامها نقل کرتے هیں :

نسخۂ متبرکه برهان الوصول فی بیان الاصول از تصانیف جدیده و توالیف حدیثه عمدۂ اعیان زمان و زبدۂ اکابر کامل المعرفة والعرفان راسخ العلم والایقان بحر محیط حقائق معارف کونی و الٰهی قاموس وسیط کوایف عوارض (؟ عوارف) ارضی و سماوی کما هی تحریر علوم شهیریه [؟ شهیره] وغریبه، المعیٰ فنون نادره و عجیبه مرکز دائرۂ اشارات تحقیقی ینبوع زلال رموزی (؟) حقیقی المؤیّد بتائیدات الازلی والابدی صاحبزاده میاں محمدی دام برکاته و زید حسناته در تاریخ نوزدهم ماه رجب المرجب ۱۲۰۹ بموجب ارشاد لازم الانقیاد ایشان از دست فقیر حقیر ۔۔۔؟ (پر؟) عصیان فتح خان سمت تحریر و وسمت اختتام یافت ۔

قرآے سبعہ، ابن الصباغ، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، ابو سعید المزنی، امام غزالی، اور الرافعی کا ذکر کیا ہے دیکھیے صفحات ۹-ب، ۳۱-الف، ۳۱-ب۔ بظاہر ان میں، متاخر ترین شخصیت الرافعی کی ہے، جس سے، اغلب یہ ہے، کہ عبدالکریم بن محمد، ابوالقاسم الرافعی القزوینی مراد ہے، جو بہت بڑا شافعی فقیہہ تھا۔ اسکی وفات ۶۲۳ھ میں ہوئی (دیکھیے اعلام، ۴: ۱۷۹؛ ھدیہ ص ۶۰۹)، زیر نظر تالیف کے صفحہ ۳۱-ب پر الرافعی کے چند اشعار، جو سفر قصر سے متعلق ھیں نقل کیے گئے ھیں، مطلع یہ ہے:

ان البرید من الفراسخ اربع - ولفرسخ فثلاث امیال ضع

اور اسی الرافعی کے بارے میں، طبقات الشافعیۃ للسبکی میں بتایا گیا ہے کہ وہ دینی موضوعات پر شعر کہتا تھا دیکھیے الطبقات، ۵: ۱۱۹۔

اگر الرافعی کی تعیین سے متعلق ھمارا قیاس درست ہے، تو زیر نظر تالیف ساتویں صدی ھجری سے پہلے کی نہیں ہو سکتی۔ غالباً تالیف کے اسلوب سے بھی یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ ساتویں، آٹھویں صدی سے متاخر دور کا انداز نہیں۔ دیباچے میں مولف نے مندرجات کتاب کی ترتیب یوں بیان کی ہے:

اما بعد فھٰذا کتاب ... یشتمل علٰی ثلٰث مقدمات و سبعۃ فصول۔ اما المقدمۃ الاولٰی ففی اوّل الواجبات فرضاً والثانیۃ ففی مناسبۃ ابواب الفقہ بعضھا بعضاً والثالثۃ ففی اصطلاحات شتٰی ینتفع بھا فی الفقہ ایضا وکذا فی غیرالفقہ لعموم قواعدھا فرضا ...

یعنی "یہ کتاب، تین مقدمات اور سات فصول پر مشتمل ہے: پہلا مقدمہ، اوّلین واجب (معرفت الٰہی) کے بیان میں ہے۔ دوسرے مقدمے میں، ابواب فقہی کی باھم مناسبتیں بتائی گئی ھیں۔ تیسرا مقدمہ متفرق اصطلاحات کیلیے ہے، جن سے فقہ اور دیگر علوم میں بھی استفادہ کیا جاتا ہے"۔

افسوس ہے کہ مذکورۂ بالا سات فصلوں میں سے صرف دو فصلیں ھی، اس نسخے میں موجود ھیں، اور اس کے بعد کا حصہ گم شدہ ہے۔ پہلی فصل، طہارت اور اسکے

متعلقات میں، اور دوسری فصل، نماز اور اسکے تابع مسائل پر مشتمل ہے ۔ اس تالیف کے معیار اور اسلوب کے جائزے کیلیے اسکے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ھیں پہلے مقدمے کے آغاز پر معرفت الٰہی اور ایمان باللہ کی تفصیل اسطرح بیان کی گئی ہے :

۔۔۔ اعلم وفقنا اللہ و ایاك انّ اوّل الواجبات علٰی عباد اللہ معرفة اللہ تعالٰی بما یلیق بجلاله وصفات کماله و اعتقاد وجوب وجوده و فردانیته و قدمه و عدم شبهه و مثله و انه لم یزل باسمائه و صفات ذاته و علمه بالامر کلیه و جزئیه ۔۔۔

اسکے بعد ''ارادہ'' اور ''رضا'' کے فرق میں احناف اور شوافع کا اختلاف بیان کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ احناف و شوافع کے مابین، بعض اعتقادی مسائل میں بھی اختلاف واقع ہوا ہے :

۔۔۔ وان جمیع الکائنات خیرها و شرّها نفعها و ضرها بقضاء اللہ و قدره وهو تعالٰی مریدٌ لها و یکره المعاصی مع انه مرید لها بحکمة یعلمها سبحانه و تعالٰی و هل یقال انه یرضی المعاصی و یحبها هذا امر اختلف فیه اهل السنة فاجازه الشافعیة و منعه الحنفیة و استدل الحنفیة بقوله تعالٰی ولا یرضٰی لعباده الکفر و قال الشافعیة بل انه تعالی یرید الکفر و یحبه و یرضاه اذ الارادة و المحبة والرضا عندهم بمعنی واحد و اما قوله تعالٰی ولا یرضٰی لعباده الکفر فالمراد منهم العباد الموفقون للایمان و اضیفوا الٰی اللہ تعالٰی تشریفاً لهم ۔۔۔

دوسرے مقدمے کے آغاز پر ترتیبِ ابوابِ فقہی کی مناسبات کی تمہید یوں رکھی گئی ہے :

۔۔۔ المقدمة الثانیة اعلم و فقنااللہ و ایّاكَ انما قدمت العبادات لکونها اهم المطلوبات وعقبت بالمعاملات لانها من الضروریات واتبعت بالنکاح لتاخر شهوته عن شهوة البطن فی اغلب الحالات ۔۔۔

مقدمۂ سوم سے چند مصطلحات کی تشریح دیکھیے :

--- والاصل ما یبتنی علیه غیره، ویطلق علٰی امور کثیرة، منها الدلیل کقولهم اصول الفقه ای ادلّته، و علی الرجحان کقولهم الاصل فی الکلام الحقیقة ای الراجح، و علی القاعدة المستمرّة کقولهم اباحة المیتة للمضطر علٰی خلاف الاصل و علی الصورة المقیس علیها کثبوت الحرمة فی الخمر للاسکار المشترک بینها و بین النبیذ و اصطلاحاً معرفة دلائل الفقه اجمالا و کیفیة الاستفادة منها وحال المستفید والفرع ما بنی علٰی غیره و قیل ما کان مندرجاً تحت امر کلی کما تقدم ---

پہلی فصل، طہارت اور اسکے متعلقات پر مشتمل ہے ۔ اسکے آغاز پر ان اصطلاحات کی فہرست دی گئی ہے، جن کی تشریح آگے مذکور ہے :

--- الفصل الاوّل یشتمل علٰی طهارة وما یتبعها من اقسام المیاه والاجتهاد والآنیة والسوال والوضوء وشروطه والایمان والعقل والبلوغ والحدث والخبث والفرض والسنة والرسول والغسل والنجاسة والاستنجاء والجنابة و التیمم و الحیض و النفاس مع ما یجلب الاستطراد ---

اس اہم اور نادر تالیف کا دوسرا نسخہ تا حال کہیں معلوم نہیں ہوسکا ۔ زیر نظر ناقص نسخے کی حفاظت نہایت ضروری ہے ۔ ممکن ہے آئندہ کوئی مکمل نسخہ دستیاب ہو جائے اور یہ علمی سرمایہ منظرِ اشاعت پر آ سکے ۔

اصول فقه ـ مالکي

(۳۵)

انتصارُ الفقیر السالک لترجیح مذھب الامام مالک

شمسُ الدین ابو عبداللہ محمد بن محمد اسماعیل الاندلسی،
الغرناطی، ثم القاھری، المعروف بالراعی المتوفی ۸۵۳ھ

اوراق :	۴۷	خط :	مغربی
سطور :	۲۵	کاتب :	محمد بن قاسم عمار
تقطیع :	۲۱×۱۵ س م	تاریخ کتابت :	۱۱۷۶ھ

آغاز : بسم اللہ ـ ـ ـ قال العبد الفقیر ـ ـ ـ الحمد للہ الذی فضل من یشاء من عبادہ العلماء ـ ـ ـ

مؤلف ۷۸۲ھ کے قریب غرناطہ میں پیدا ھوا ـ فقہ، اصول فقہ اور علوم عربیہ، ابو جعفر احمد بن ادریس بن سعید الاندلسی سے پڑھے ـ حدیث، ابن ابی عامر ابوبکر عبداللہ بن محمد المعافری سے حاصل کی ـ

۸۲۵ھ کے لگ بھگ، مولف قاھرہ آگیا ـ یہاں، تحصیل حدیث کے لیے الشھاب المبتولی، ابن الجزری اور بعض دیگر شیوخ کا تلمذ اختیار کیا ـ تحصیل سے فارغ ھوکر مولف نے تصنیف و تالیف کے علاوہ، تدریس کا مشغلہ اختیار کیا ـ اور بالخصوص علومِ عربیہ کے مدرس کی حیثیت سے اچھی ناموری پائی ـ مولف نے سالہا سال مسندِ تدریس پر کام کیا، اور علما کی کئی جماعتیں اسکے حلقۂ درس سے فارغ ھوکر نکلیں ـ ابن فہد، مولف کا معروف شاگرد تھا ـ جس نے مولف سے حدیث پڑھی ـ

صاحب شذرات اور علامہ سخاوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف شاعر بھی تھا اور اس نے اچھے شعر کہے ۔ علامہ سخاوی نے زیر نظر کتاب کے مقدمے ھی سے مولف کے چند اشعار نقل کیے ھیں ۔ یہ اشعار ھمارے نسخے میں موجود ھیں ۔ ان کا مطلع یہ ھے :

علیک بتقوی اللہ مــا عشتَ و اتّبع
ائمة دین الحق تهدیٰ و تسعد

مولف کی بعض دیگر تالیفات کے اسما یہ ھیں :

شرح الالفیة ۔ النوازل النحویة ۔ الفتح المنیر فی بعض مایحتاج الیه الفقیر ۔ الاجوبة المرضیة عن الاسئلة النحویة ۔ شرح الآجرومیة ۔ مسالک الاحباب ۔

ان میں سے، اعلام کے مطابق، الاجوبة المرضیة طبع ھو چکی ھے (اعلام، ۷ : ۲۷۶) ۔ براکلمن نے مولف کی صرف دو تالیفات کے قلمی نسخوں کا تذکرہ کیا ھے ۔ ان میں ایک یہی الاجوبة ھے اور دوسری مسالک الاحباب ھے ۔

زیر نظر تالیف، اگرچہ بنیادی طور پر مالکی مذھب کی تائید و ترجیح کیلیے لکھی گئی ھے ۔ تاھم اس میں، امام مالک اور دیگر ائمہ سے متعلق سوانحی مواد بھی موجود ھے ۔ اسی طرح کچھ ادبی سرمایہ بھی ھاتھ آتا ھے ۔ مولف نے اس تالیف کا سبب یہ بیان کیا ھے کہ مالکیوں کے بارے میں، دیگر اھل مذاھب کا رویّہ نہایت متعصبانہ تھا ۔ جس سے مالکی طلبہ کو بہت پریشانی لاحق ھوتی تھی ۔ اسلیے مولف نے اس تالیف میں سلف و خلف کے اقوال سے امام مالک کا مقام بلند واضح کرنے کی کوشش کی :-

اما بعد فانّهٗ کان السببُ فی تصنیف هٰذا الکتاب انی سمعتُ کثیراً من طلبة المالکیة کثّرهم اللہ تعالیٰ یشکون کثرة ما یسمعون فی هٰذه البلاد من ارباب المذاهب من التعصب والجهل ۔۔۔ وکثرة الاساءة علیٰ مذهب امام ائمة الملة الاسلامیة

--- مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ --- و رأیت اکثر طلبة المالکیة فی ھذہ البلاد فقراء مساکین لا یجدون من کتب التواریخ ما یستعینون به علی ولانتصار مذھبھم --- فظھر لی ان اجمع لھم فی ھذا الکتاب مختصراً من کلام السلف والخلف و ان اذکر فیه انشاءاللہ تعالیٰ شھادة الرسول صلی اللہ علیه وسلم لعالم المدینة مالک بن انس رحمه اللہ تعالیٰ و بعض کلام ائمة الثلاثة و غیر ھم فی ترجیح علم اھل المدینة رضی اللہ تعالیٰ عنھم ---

اس کے بعد مولف نے دیباچے میں کتاب کا نام اور مندرجات کی ترتیب و تفصیل بھی وضاحت کے ساتھ بیان کر دی ہے :

و سمّیته **انتصار الفقیر السالک لترجیح مذھب الامام الکبیر مالک** و رتبتُ الکلام فیه علی خمسة فصول :

الفصل الاول فی ترجیح مالک علی غیرہ من اقرانه رضی اللہ تعالیٰ عنھم -

الثانی فی ترجیح اصوله التی بنی علیھا مذھبه -

الثالث فی نقل بعض من مسائل الخلاف التی یکثر السوال عنھا و یتکرر الکلام فیھا بین ارباب المذاھب -

و الرابع فیما رأیتهٗ او سمعتهٗ من تعصبات ارباب المذاھب علی مذھب مالک رحمه اللہ تعالیٰ الموجبة لتصنیف ھذا الکتاب -

الخامس فی ذکر بعض المسائل التی غلق (؟) فیھا اکثرالخاصة والعامة فی ھذہ البلاد انشاءاللہ تعالیٰ -

مولف کا انداز عالمانہ اور پسندیدہ ہے۔ زیر نظر تالیف ابھی تک طبع نہیں ہوئی - براکلمن نے پیرس میں اسکے ایک قلمی نسخے کی نشان دہی کی ہے۔ اس کتاب کو، تحقیق و تنقیح کے بعد منظر اشاعت پر لانا نہایت ضروری ہے -

دیکھیے شذرات، ۷ :۲۹۷؛ اعلام، ۷ :۲۷۶؛ براکلمن، ۲ :۸۵؛ الضوء، ۹ :۲۰۳، ۲۰۴؛ بغیة ۱۰۰ -

اُصول فقہ — شیعی

(۳۶)

غایة المامول فی شرح زبدة الاصول

ملا محمد جواد بن سعداللہ بن جواد البغدادی الکاظمی

من علماءالقرن الحادی عشر

اوراق : ۲۳۹ خط : نسخ اور شکستہ آمیز نستعلیق

سطور : ۱۷ کاتب : نصیر حسین بن مرتضی رضوی

تقطیع : ۲۲ × ۱۵ سم تاریخ کتابت : ۱۲۶۳ھ (۹- ربیع الاول)

آغاز : نحمدک یا من وفقنا لسلوک طریق العمل بکتابه المبین ۔۔۔

زبدة الاصول، بہاؤالدین محمد العاملی (المتوفی ۱۰۳۱ھ) کی تالیف ہے اور زیر نظر کتاب غایة المامول، اس کی شرح ہے، جسے العاملی کے شاگرد جواد الکاظمی نے ترتیب دیا ۔ شارح کا پورا نام یہ ہے: الشیخ الفاضل ملا محمد جواد بن سعداللہ بن جواد البغدادی الکاظمی ۔ صاحب تنقیح المقال نے شارح کا نام ''جواد بن سعید'' لکھا ہے (دیکھیے تنقیح، ۱ : ۲۳۸) ۔

روضات الجنّات کے بیان کے مطابق شارح کی ولادت اور ابتدائی تعلیم کاظمین میں ہوئی ۔ اس کے بعد اعلٰی تعلیم حاصل کرنے کے لیے شارح نے اصفہان میں العاملی کی شاگردی اختیار کی ۔ حتّٰی کہ اس کا شمار العاملی کے اخص الخواص تلامذہ میں ہونے لگا ۔

(روضات، ص ۱۵۵، ۱۵۶)

تنقیح المقال کا مولف، جو شارح کا معاصر تھا، شارح کے بارے میں لکھتا ہے کہ آج وہ "الفاضل الجواد" [کنتوری لکھتا ہے کہ شارح "الجواد الکاظمی" کے عرف سے معروف ہے دیکھیے کشف الحجب، ص ۳۹۱] کے نام سے شہرۂ آفاق ہے اور اس نے اپنے استاذ کی اکثر تالیفات پر شروح لکھی ہیں :

و هو المعروف الیوم بالفاضل الجواد شارح اغلب کتب استاذه کالزبدة ـ ـ ـ

(تنقیح، ۱ : ۲۳۸)

روضات الجنات میں شارح کے علم و فضل کو ان الفاظ میں خراج پیش کیا گیا ہے :

و هو من العلماء المعتمدین و الفضلاء المجتهدین صاحب تحقیقات انیقة و تدقیقات رشیقة فی الفقه والاصول والمعقول و الریاضی و التفسیر و غیر ذلك ـ ـ ـ

(روضات، ص ۱۵۵)

زیر نظر تالیف [غایة المأمول] کے علاوہ، شارح کی حسب ذیل تالیفات کے نام معلوم ہو سکے ہیں :

شرح خلاصة الحساب ـ مسالك الافهام فی شرح آیات الاحکام ـ شرح دروس الشهید ـ (روضات، ۱۵۵)

تنقیح المقال میں مسالک الافہام کا نام المسالك الجوادیة تحریر کیا گیا ہے ـ هدیة العارفین میں شارح کی ایک تالیف شرح الجعفریة من کتب الشیعة(؟) بھی مذکور ہے ـ

(ھدیة، ۱ : ۲۶۸)

جن فضلا نے شارح سے حدیث کی روایت کی، ان میں صاحب روضات نے "السید الفاضل الامیر فتح الله الحسینی الکاظمی النجفی" کا نام تحریر کیا ہے اور ان کی حسب ذیل تالیفات بھی بتائی ہیں :

الرسالة فی تقسیم الاخماس فی هذه الازمان ـ مقالات فی الرجعة ـ رسالة فی صعود جثة الامام ـ (روضات، ص ۱۵۵، ۱۵۶)

زیر نظر تالیف (غایة المامول) کو شارح کی تالیفات میں امتیازی قبولیت نصیب ہوئی۔ صاحب روضات نے لکھا ہے "شارح نے یہ شرح، اصل کتاب کے مصنف (العاملی)، یعنی اپنے استاذ کے حکم پر تحریر کی" ۔ اس فقرے کے بعد صاحب روضات نے اس شرح کے حسن و جمال کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے :

فصنّف بامره ـ ـ ـ کتابه المسمّٰی بغایة المأمول فی شرح زبدة الاصول و هو کتاب حسنٌ فی الغایة جمیل التالیف ـ ـ ـ (روضات، ۱۰۰)

شارح نے اپنی اس تالیف کے دیباچے میں بتایا ہے کہ اسے شروع ہی سے، علم اصول فقہ کے ساتھ دلچسپی تھی، چنانچہ سالہا سال تک وہ اس علم کی کتب دیکھتا رہا، مگر زبدة الاصول کے سوا، کوئی دوسری کتاب اس کی توجہ کا مرکز نہ بن سکی۔ بالآخر اس نے استخارہ کیا، جس میں اس کتاب کی شرح لکھنے کا اشارہ ملا ۔ شرح کا ابتدائی حصہ لکھ کر استاذ العاملی (مصنف زبدہ) کو دکھایا، تو اس نے تکمیل کا حکم دیا :

ـ ـ ـ لا یخفٰی علٰی احد شرف علم الاصول ـ ـ ـ و انی کنت کثیراً مّا من الایام ـ ـ ـ قد صرفت فیه جُلّ اوقاتی ـ ـ ـ بید انی اریٰ کتبه بعضها خارجاً عن الحدّ بالتطویل المملّ و بعضها غیر واصل الیه بسبب الاختصار المخلّ و لم ار کتاباً یستحق التوجه بالشّراشر الیه ـ ـ ـ سویٰ کتاب زبدة الاصول لشیخنا ـ ـ ـ فانتقل ذهنی الٰی ان مثل هذا الکتاب العظیم ـ ـ ـ یحتاج الٰی شرح ـ ـ ـ فاستخرتُ الله تعالٰی علٰی هٰذا فجاء الامر به ـ ـ ـ و فتحت عن اغلاق بعض تلک المطالب و عرضتهٗ علی الاستاذ المص ره [المصنف رحمه الله] فاستحسنهٗ وامر باتمامه ـ ـ ـ

اس کے بعد شارح بتاتا ہے کہ شرح میں اس نے اختصار اور جامعیت کا طریقہ اختیار کیا ہے، نیز مصنف (العاملی) کے بعض مخفی حواشی بھی نقل کر دیے ہیں :

ـ ـ ـ مجانباً فیه التطویل المملّ ـ ـ ـ ناقلاً فیه ما کتب الاستاذ المص [المصنف] ره [رحمه‌الله] من الحواشی الخفیة ـ ـ ـ

متن اور شرح کا اسلوب اور ان کا معیار علمی معلوم کرنے کے لیے ادلۂ اربعہ اور قیاس کے مبحث سے ایک اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے، جس میں ادلۂ اربعہ (کتاب، سنت، اجماع، عقل) کی تفصیل بیان کی ہے، اور بتایا ہے کہ شیعی فقہ میں قیاس معتبر نہیں :

قال مدّظلّه و یراد بالادلّة الاربعة المعروفة امّا القیاس فلیس من مذهبنا و ستسمع ابطاله
اقول لمّا کان هذا التعریف مشترکاً بیننا و بین مخالفینا و هم ارادوابالادلّة ما یشمل القیاس اراد ان یبین ان المراد بالادلة فی التعریف هی الاربعة المشهورة اعنی الکتاب والسنة والاجماع و دلیل العقل الشامل للاستصحاب والبرائة الاصلیة و نحو ذٰلک اما القیاس فلیس من الادلّة عندنا معاشرالامامیة و سنستدل علٰی ابطاله ۔ ۔ ۔ [مخطوطه، ص ۸ ۔ الف]

شیعی اصول فقه کے سلسلے میں یه ایک اهم تالیف ہے جو ابهی طبع نہیں هوئی ۔ اس کے دیگر خطّی نسخوں کے لیے دیکھیے :

بانکی پور، ۱۹ (۱) : ۹۷ ؛ آصفیه، ۱ : ۹۸ (اصول فقه ۱۱۰) : رامپور، ص ۲۷۶ (اصول فقه ۸۳) (یه مصنّف کا خود نوشت نسخه ہے)؛ براکلمن، ت ۲ : ۵۹۷ ۔

(۳۷)

کتابُ العناوین

الشیخ آقا بن عابد بن رمضان بن زاهد الشیروانی الدر بندی الحائری المتوفی ۱۲۸۶ھ

اوراق : ۱۳۰ ؛ خط : نسخ

سطور : ۹ ؛ کاتب : غلام رضا المتخلص بحیران الیزدی

تقطیع : ۲۲×۱۵ سم ؛ تاریخ کتابت : نا معلوم

آغاز: عنوان صحاح الاعمال الّتی اشرف من الاکاسیر العالیة ۔ ۔ ۔

مؤلف، ''ملّا آقا'' اور ''الدربندی'' کے الفاظ کے ساتھ مشہور ہے ۔ وہ ایران کے شہر دربند شروان میں پیدا ہوا اس نے زندگی کا ایک حصہ کربلا میں گذارا اور آخر میں تہران کو قیامگاہ بنا لیا، جہاں ۱۲۸۵ھ میں مولف کا انتقال ہوگیا ۔ [دیکھیے اعلام، ۱ : ۱۷] صاحب الذریعہ نے مولف کا سال وفات ۱۲۸۶ھ درج کیا ہے [الذریعہ، ۲ : ۲۷۹] ۔ دربند کو ''باب الابواب'' بھی کہتے ھیں ۔ یاقوت نے اس کی تفصیلات موخر الذکر عنوان کے تحت درج کی ھیں کہ یہ (باب الابواب) بحر طبرستان (بحر خزر) کے کنارے پر واقع ہے ۔ اکثر اس کی فصیل سے پانی کی لہریں ٹکراتی ھیں، اور یہ کہ اس شہر کو نوشیروان نے آباد کیا تھا ۔ [معجم البلدان، ۱ : ۳۰۳، ۲ : ۴۴۹]

صاحب الذریعہ نے مولف کے ایک تلمیذ میرزا محمد رضی خان الهندی کا متعدد بار ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ مولف نے اپنی الجوهرة الأسطر لابیة اسی تلمیذ کیلیے تالیف کی تھی ۔ [الذریعہ، ۷ : ۱۵۲، ۱۵۳]

الذریعہ ھی میں مزید بتایا گیا ہے کہ مولف نے اپنی ایک عربی تالیف کا فارسی ترجمہ، سعادات ناصری کے عنوان سے، سلطان ناصرالدین شاہ قاچار (۱۸۴۸-۱۸۹۶ء) کے نام منسوب کیا ۔ [الذریعہ، ۲ : ۲۷۹]

کشف الحجب کے مصنف اعجاز حسین نیسا پوری کنتوری (ولادت ۱۲۴۰، وفات ۱۲۸۶ھ) نے مولف کو اپنے معاصرین میں شمار کیا ہے ۔ [دیکھیے کشف الحجب، ص ۲۰۵]

صاحب الذریعہ (محمد محسن نزیل سامرا الشهیر بالشیخ آغا بزرگ الطهرانی) نے مولف پر تنقید کرتے ہوے لکھا ہے کہ وہ فرط اخلاص سے اپنی بعض تالیفات میں ایسی اشیا بھی نقل کر دیتا ہے، جو کتب معتبرہ میں نہیں پائی جاتیں ۔ بلکہ وہ مجامیع مجهولہ سے اخذ کی گئی ھیں اور یہی سوانح نگار بتاتا ہے کہ اس کے شیخ نے اپنی تالیف اللؤلؤ والمرجان میں مولف کے مذکورہ نوعیت کے تسامحات پر مفصل گرفت

کی ہے ۔ صاحبِ الذریعہ کے الفاظ یہ ہیں :

---و من شدّةِ خلوصہِ و صفاءِ نفسہِ نقل فی ھٰذا الکتاب اموراً لا توجد فی الکتب المعتبرة و انّما اخذھا عن بعض المجامیع المجھولة اِتّکالا علٰی قاعدة التسامح فی ادلّة السنن مع انہ لا یصدق البلوغ عنہ بمجرد الوجادة بخط مجھول، و قد تعرّض شیخُنا فی ''اللؤلؤ و المرجان'' الٰی بعض تلک الامور فلا نطیل بذکرہ---

[الذریعہ، ۲ :۲۷۹]

بعض کتبِ رجال سے مولف کی حسب ذیل تالیفات کے بارے میں کچھ تفصیلات معلوم ہوئی ہیں :

خزائن الاحکام ۔ زرکلی نے اس کا موضوع یوں بیان کیا ہے : فی الاصول وفقہ الامامیة ۔ اور بتایا ہے کہ یہ کتاب دو جلدوں میں طبع ہو چکی ہے ۔ الذریعہ میں بتایا ہے، کہ خزائن الاحکام، الدرة المنظومة کی شرح ہے ۔ جس کی ضخامت ایک لاکھ شعر کے قریب ہوگی [دیکھیے الذریعہ، ۷ : ۱۵۲، ۱۵۳] ۔

خزائن الاصول ۔ اس کا موضوع اصول اور عقائد ہے، دو جلدوں میں طہران سے ۱۲۶۷ھ میں طبع ہوئی ۔ مزید تفصیل آگے آئیگی ۔

اکسیر العبادات فی اسرار الشہادات ۔ مجالسِ عزا پر مشتمل ہے ۔ اس میں ۴۴ مجالس اور ۱۲ مقدمات ہیں ۔ مجالس کے آخر پر تذییل اور خاتمہ ہے، اور ان ہر دو میں پھر متعدد مجالس ہیں ۔ سالِ تالیف ۱۲۷۲ھ ہے، یہ کتاب بھی طبع ہو چکی ہے ۔ اسے اسرار الشہادة بھی کہا جاتا ہے ۔ خود مولف نے اس کے ایک حصے کا جواھرالایقان کے نام سے فارسی ترجمہ کیا ۔ یہ ترجمہ بھی مطبوع ہے ۔ اس کو سعادات ناصری بھی کہتے ہیں، کیونکہ اسے سلطان ناصرالدین شاہ قاچار کے نام معنون کیا گیا تھا [الذریعہ، ۲ : ۲۷۹] ۔

جواھر الایقان ۔ صاحب الذریعہ نے مذکورۂ بالا تالیف (اکسیرالعبادات) کے بیان

میں جواھرالایقان کو اکسیرالعبادات ھی کے ایک حصے کا فارسی ترجمہ قرار دیا ھے مگر خود ھی، جواھر الایقان کے ماتحت بتایا ھے کہ یہ تالیف، سعادات ناصری یعنی اسرار الشھادۃ کے فارسی ترجمے کے علاوہ ھے۔ الفاظ یہ ھیں :

جواھرالایقان مقتل فارسی ۔۔۔ للدربندی ۔۔۔ صاحب اسرار الشھادۃ ۔۔۔ طبع بایران و ھو غیر سعادات ناصری الذی ھو فارسی اسرار الشھادۃ ۔۔۔

[الذریعہ، ۵ :۲۶۳]

زرکلی نے اعلام میں مولف کی مزید حسب ذیل تالیفات گنوائی ھیں :

درایۃ الحدیث والرجال ۔ یہ طبع نہیں ھوئی ۔

قوامیس الصناعۃ ۔ اخبار و تراجم پر مشتمل ھے، غالباً طبع نہیں ھوئی ۔

جواھر الصناعۃ ۔ اسطرلاب کے موضوع پر ھے ۔ زرکلی نے اسے مطبوعہ قرار دیا ھے۔ الذریعۃ میں الجوھرۃ الاسطرلابیۃ کے نام سے مولف کی ایک تالیف مذکور ھوئی ھے۔ جسے مولف نے اپنے تلمیذ میرزا محمد رضی خان الھندی کیلیے تالیف کیا [دیکھیے اعلام، ۱ :۱۷؛ الذریعہ، ۵ : ۲۹۱] ۔

زیر نظر تالیف (کتاب العناوین) کا تذکرہ، مولف کے سوانح نگاروں نے نہیں کیا ۔ در اصل یہ خزائن الاصول کی تلخیص ھے۔ دیباچے میں مولف نے کہا ھے :

۔۔۔ و بعد فیقول اللائذ باذیال الطاف ربہ خادم العلوم المشتھر بآقا بن عابد بن رمضان بن زاھد الشیروانی الدربندی ۔۔۔ ان ھٰذا "کتاب العناوین" مختصر کتابی الکبیر "خزائن الاصول" ۔۔۔ فالمقصود من اختصارہ علیٰ ھٰذا النھج تسھیل الامر علی الطلاب ۔۔۔

صاحب الذریعہ کے بیان کے مطابق، خزائن کا موضوع، اصول، عقائد اور علم درایت وغیرہ سے متعلق ھے :

ان خزائن الاصول فی فنون الادلّۃ العقلیۃ والعقائد الدینیۃ من المبدء والمعاد یقرب

من ثمانين الف بيت --- في مجلدين اولهما في اصول الفقه و ثانيهما في اصول العقائد والدراية و الرجال و غيرها --- [الذريعه، ۷ : ۱۵۲،۱۵۳]

زیر نظر تالیف میں، مؤلف نے خزائن کے مبسوط اور مفصل مباحث کو مختصر فصلوں میں سمیٹا ہے اور فصلوں کو پھر عناوین میں تقسیم کیا ہے۔ اس تالیف کے معیار اور علمی مواد کے اندازے کیلیے اس کے مندرجات کی ایک جھلک پیش کی جاتی ہے :

--- المقصد --- في الادلّة العقلية --- فيه ابواب و فصول و عناوين

الباب (الاول) فيه فصل ـ

الباب الثاني في اثبات التلازم والتطابق ـ

فصل في المقدمات ـ فصل ـ فصل في بيان كلّية ما حكم به الشرع حكم به العقل ـ

فصل في بيان منشأالحسن والقبح في الافعال ـ فصل في بيان عدم جواز خلو الواقعة عن الحكم ـ

الباب (الثالث) في بيان حال الاشياء الغير الضرورية و فيه فصول ـ

فصل في الاشارة الٰى مقدمات المسئلة ـ فصل في الخوض في نفس المسئلة

فصل في بيان الثمرة وما يتعلق بهٰذا المقام ـ

الباب (الرابع) في بيان الاصل المعروف بين الاصوليين باصل البرائة (= ٥ فصول)

الباب (الخامس) الشبهات (= ٥ فصول)

المقصد الآخر --- هو باب الاستصحاب ـ

فصل في الاشارة الٰى بعض الامور ـ فصل في انّ الاستصحاب من الادلّة العقلية

ف الاستصحاب من المسائل الاصولية ـ في الامورالتي كالمقدمة في هٰذا المقصد ـ

ف في اقامة الدليل علٰى حجّية الاستصحاب ـ ف القول بالنفي علىالاطلاق ـ

ف القول بحجيته فی الاحکام ۔ ف فی بیان عکس القول السابق ۔
ف فی مذهب الخونساری ۔ ف فی ما علیه المحقق الحلّی
ف فی قول المحقق السبزواری ۔ ف فی استصحاب حکم الاجماع
ف فی جریان الاستصحاب فی الامور التدریجیة ۔ جریان الاستصحاب فیما فیه حکم تقدیری ۔ الاستصحاب فیما تعدّد الزمان ۔ الاستصحاب فی صورة الشک ۔ الاستصحاب فی المتنجس المستحال ۔ الاستصحاب العرضی ۔ الاستصحاب المعکوس ۔
فصل فی تفصیل المسائل اللغویة ۔ الاستصحاب فی اصول العقاید و الادیان
خاتمة : وفیه فصول ۔

شیعه اصول کے طلبۂ تحقیق کیلیے اس جامع اور مختصر تالیف کا مطالعه ناگزیر ہے ۔ یه تالیف ابھی طبع نہیں ہوئی ۔ ہمیں تا حال اسکا دوسرا خطی نسخه بھی معلوم نہیں ۔ دیکھیے : براکلمن، ت ۲: ۸۳۱؛ معجم، ۱۳۱۷؛ اعلام، ۱: ۱۷؛ الذریعه، ۲: ۲۷۹، ۵: ۲۶۳، ۷: ۱۰۲؛ کشف الحجب، ص ۲۰۵ ۔

(شمارہ ۳۸ تا ۴۳)

فقہ حَنَفی

(۳۸)

التوضيح

مصلح الدین مصطفٰی بن زکریا بن ایدُغمُش القرمانی الرومی الحنفی المتوفی ۸۰۹ھ

اوراق	: ۱۲۷	خط	: نسخ
سطور	: ۲۱	کاتب	: نامعلوم
تقطیع	: ۲۰ × ۱۳ سم	تاریخ کتابت	: ۱۰۳۹ھ

آغاز: الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علٰی رسوله ... وبعد فیقول العبد الفقیر الٰی رحمة ربه الغنی ...

یه ابواللّیث السمرقندی کے المقدّمة فی الصلٰوة کی شرح ہے ۔ شارح کا نام مصطفٰی بن زکریا بن ایدُ غمُش القَرمانی ہے ۔ بعض کتب رجال میں شارح کے والد کا نام عبدالله بتایا گیا ہے (دیکھیے الضوء، ۱۰ : ۱۶۰) ۔

شارح، نویں صدی هجری کا ممتاز حنفی فقیه تها۔ فقه کے علاوه، شارح دیگر علوم عربیّه کا بهی فاضل تها ۔ شارح نے مصر میں آ کر اپنا علمی مقام تسلیم کرایا ۔ جمال یوسف الملَطی کے بعد شارح کو صرغتمشیه میں مدرس مقرر کیا گیا ۔ اسی طرح جب سودون[1] [ظاهری البرقوق] جرکسی نے اپنا معروف مدرسه قائم کیا، تو وهاں شارح کو فقه حنفی کا استاد متعین کیا ۔

هدیة العارفین میں، شارح کی حسب ذیل تالیفات کا ذکر کیا گیا ہے :

۱۔ ارشاد الروایة فی شرح الهدایة ۔ هدایۂ مرغینانی کی شرح ہے ۔ حاجی خلیفه نے اس کا نام ارشاد الدرایة درج کیا ہے۔ (کشف، ۲ : ۲۰۳۷)

---

(۱) یه سودون، الناصر کا معاصر تها ۔ الناصر نے اسے غزه کا والی بهی مقرر کیا تها ۔ سودون ۸۱۰ھ میں مقتول هوا دیکھیے الضوء، ۳ : ۲۷۵

۲- حاشیة علی المصباح - یه المصباح، علم نحو کی کتاب ہے -

۳- رسالة فی حکم اللعب بالنرد والشطرنج -

[ھدیة، ۲: ۳۳۳]

زیر نظر تالیف، المقدمة کی مقبول ترین علمی و تحقیقی شرح ہے - امام شعرانی نے اسے شرح عظیم قرار دیا ہے - شارحانہ فرائض کو کما حقہ ادا کرنے کے علاوہ، شارح نے مصطلحات کی نہایت جامع اور واضح تعریفات پیش کی ہیں - مثلاً اجماع کی تعریف، حسب ذیل الفاظ میں کی ہے :

و اجماع الامة فی الاصطلاح هو اتفاقُ آراء علماء العصر من اهل العدالة والاجتهاد علٰی حکم ---

اور سُنّت کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں:

والسنة فی اللغة هی الطریقة مرضیة کانت او غیر مرضیة، و فی الشریعة هی الطریقة المسلوکة فی الدین من غیر افتراض و لاوجوب و هی تتناولُ قول الرسول وفعله ---

الشعرانی کے حوالے سے، حاجی خلیفه نے اس شرح کے بارے میں ایک دلچسپ بات یہ لکھی ہے کہ جب شارح، مصر میں داخل ہوا تو بعض لوگوں نے از راہ حسد، زیرنظر شرح کی ایک عبارت کو ایسے طریقے سے پیش کیا جس سے سیدنا حضرت ابراھیم علیہ السلام کی توھین نکلتی تھی، اور پھر شارح پر کفر کا فتوٰی بھی لگا دیا - اس صورت حال کے پیش نظر مولف کو مصر چھوڑنا پڑا -

ذکر الشعرانی انّه شرح عظیم دخل به مولفهٗ الٰی مصر فرأه بعضُ الحسدة فدسّ لهٗ بعض کلام فیه قدح فی مقام السیّد الخلیل علیه السلام فافتوا بکفره وقتله فخرج هاربا و ذٰلک کقوله فی باب الاحداث لایستقبل الشمس والقمر ولایستدبرهما ای لان ابراهیم علیه السلام کان یعبدهما انتهٰی (کشف، ۲: ۱۷۹۵)

حاجی خلیفه کا یه بیان پڑھنے کے بعد، راقم السطور نے زیرِنظر شرح میں مذکورۂبالا عبارت تلاش کی تو اصل عبارت ''آدابِ الوضوء'' میں حسبِ ذیل الفاظ میں مل گئی :

قوله و ترکُ استقبال عین الشمس والقمر واستدبارهما ۔۔۔ تعظیماً لشانهما لانهما آیتان عظیمتان من آیات الله تعالٰی حتّٰی صار ذٰلك سبباً لانتقال بعض الاذهان من اهل الجاهلية الٰی انّ کُلّا منهما رَبٌّ مستحق انّ یعبد کما انتقل الیه ذهن ابراهیم خلیل الرحمٰن صلوٰت الله علیه فی صدر استحسانه (؟) علٰی ربّه و استدلاله علیه سبحانه وتعالٰی حتّٰی لحقه توفیق ربه سبحانهٗ وتعالٰی فرجع عنه وقد عبدهما من لم یلحقه توفیق الله تعالٰی من اهل الجاهلية ۔۔۔

براکلمن نے المقدمة اور التوضیح دونوں کے صرف قلمی نسخوں کی نشاندھی کی ھے ۔ التوضیح ابھی تک طبع نہیں ھوئی ۔ یه کتاب اس قابل ھے که درس نظامی میں فقه حنفی کے طلبه کو پڑھائی جائے ۔ منیةالمصلّی اور اسکی شروح سے اس کا انداز زیادہ عالمانه ھے ۔

براکلمن، ت ۱ : ۳۴۸؛ کشف، ۲ : ۱۰۹۵؛ هدية، ۲ : ۴۳۳

(۳۹)

المقدمة الغزنوية فی فروع الحنفية

جمال‌الدین احمد بن محمد بن سعید بن لوح القابسی الغزلوی الحنفی

المتوفی ۵۹۳ھ - (او بعد ۵۹۳ھ)

اوراق : ۱۵-ب — ۸۸-الف		خط	: نسخ
سطور : ۱۵		کاتب	: عبدالقادر بن عربی
تقطیع : ۲۱ × ۱۵ س م		تاریخ کتابت	: ۱۰۹۳ھ

آغاز : الحمدُ للّٰه‌الّذی عَمّ‌البلاد و (؟) بنعمته و ارفاده و خص العباد بهدایته وارشاده ---

مؤلف، چھٹی صدی ھجری کے اُن جیّد فقہاے احناف میں تھا جن کے سلسلۂ تدریس و تصنیف سے عزنی، کاشان اور سمرقند و بخارا کے علاقے، عالم اسلام کے علمی مراکز بنے ہوے تھے - مولف کے شیوخ میں، احمد بن یوسف الحسینی العلوی کا تذکرہ، سوانح نگار حضرات نے کیا ھے - نیز مولف، امام‌کاشانی (ملک العلماء، علاءالدین ابوبکر بن مسعود بن احمد الحنفی الکاشانی، صاحبِ البدائع، المتوفی ۵۸۷ھ) کے حلقۂ درس کا مُعید تھا - یعنی استاذ کے کلام کو، طلبه پر دھرانے کی خدمت، اس کے سپُرد کی تھی - کاشانی، حنفی فقہا میں بہت بلند مرتبت شخصیّت کا حامل تھا - اس نے اپنے استاذ محمد بن احمد السمرقندی کی تحفة‌الفُقهاء کی شرح : بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع کے نام سے لکّھی ، جو آج تک فقہا میں حوالے کی ایک قیمتی اور مستند کتاب سمجھی جاتی ھے -

الکاشانی کی علمی جلالت اور مقبولیّت کا عالَم یه تھا که ایک مرتبه حکمرانِ روم کے دربار میں کسی فقیه کے ساتھ اس کا اختلاف ھوگیا - نوبت تلخ کلامی تک پہنچی، اور کاشانی نے ڈنڈا اٹھا لیا - اس پر سلطان نے کہا ”یه تو بدتمیزی ھے“

چنانچه سلطان نے کاشانی کو حکومت کی ملازمت سے معزول کرنے کا حکم صادر کر دیا مگر وزیر نے توجه دلائی که یه بڑی عظیم و محترم شخصیت ہے - بہتر ہوگا که آپ انہیں حلب کی سفارت پر سلطان نورالدین محمود کے پاس بھیج دیں - چنانچه ایسا ہی کیا گیا - سلطان نے الکاشانی کو الحلاویة کا والی بنا کر بھیجدیا - وہاں کے فقہا ہر روز اس کے تصور پر مسند بچھاتے، اور احتراماً خالی مسند کے اردگرد بیٹھ جاتے - یه گویا ایک طرح کا پیشگی استقبال تھا، اور یه پیشگی استقبال جاری رہا، تا آنکه شیخ کاشانی الحلاویة میں پہنچے، اور بنفسِ نفیس، اس مسند پر بیٹھے -

زیرِ نظر کتاب کے مولف [الغزنوی] کے بارے میں بھی یه بتایا گیا ہے که اس سے کئی ایک فقہا مستفید ہوے - الجواہرُ المضیه کے مولف نے لکھا ہے :

- - - وانتفعَ بهٖ جماعة من الفقهاء و تفقّهُوا به - - -

(الجواہر، ۱ : ۱۲۱)

مولف کے مفصل حالاتِ زندگی، معلوم نہیں ہو سکے - ۵۹۳ھ میں، مولف کا حلب میں انتقال ہوا، اور مقامِ ابراہیم کے قریب، مقبرۂ فقہاے احناف میں، مولف رحمہ اللہ کو دفن کیا گیا - مولف کی تاریخ وفات کے سلسلے میں بعض تذکرہ نگاروں نے کہا ہے که وہ ۵۹۳ھ سے کچھ عرصه بعد فوت ہوا -

زیرِ نظر تالیف کے علاوہ، مولف نے متعدد دیگر تصانیف بھی یادگار چھوڑیں جن کے موضوعات، فقه، اصول، عقائد اور کلام سے متعلق ہیں - صاحب الجواہر کے الفاظ ان تالیفات کے بارے میں یه ہیں :

- - - وصنّف فی الفقهِ والاصولِ کتباً حسنة مفیدة - - -

الحاوی القدسی فی الفروع - حاجی خلیفه نے اس تالیف کا ذکر، ابن الشِّحْنَه کے حوالے سے کیا ہے - ابن الشحنه (ابو الولید محمد الحنفی الحلبی المتوفی ۸۱۷ھ [الفوائد، ص ۱۰]) نے الجواہر المضیة کے حاشیے پر بتایا : اس تالیف کو القدسی اسلیے کہا جاتا ہے که مولف نے اسے القدس میں بیٹھ کر تصنیف کیا تھا -

کتاب کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے :

الحمد للہ الذی ھدانا لدین الاسلام ---

کتاب، تین حصوں میں منقسم ہے ۔ **قسم اول :** اصول دین ۔ **قسم ثانی :** اصول فقہ ۔ **قسم ثالث :** فروع فقہی ۔

اس تالیف میں، اختصار کے باوجود فرعی مسائل بکثرت آگئے ہیں ۔

حاجی خلیفہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کتاب کے ایک نسخے کی پشت پر، اس نے یہ لکھا ہوا پایا کہ یہ کتاب، امام محمد غزنوی کی تالیف ہے ۔ (کشف، ۱ : ۶۲۷)

النتف فی الفتاوی ۔ اس نام کی کتب، متعدد مصنفین کی تالیف کردہ ہیں مگر حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہے کہ ادب الاوصیاء میں علی الجمالی نے اس تالیف کو ہمارے مولف جمال الدین الغزنوی کی طرف منسوب کیا ہے ۔ (کشف، ۱ : ۱۹۲۵)

عقائد الغزنوی ۔ اس تالیف کا ذکر صرف ھدیۃ العارفین میں ملتا ہے ۔ (ھدیہ، ۱ : ۸۹)

علاوہ ازیں، تاج التراجم اور الجواہر المضیہ سے مولف کی حسب ذیل کتب کے اسما معلوم ہیں ۔

کتاب الروضۃ فی اختلاف العلماء ۔ کتاب الاصول ۔ روضۃ المتکلمین فی اصول الدین ۔ المنتقی من روضۃ المتکلمین ۔

مولف کی، زیرنظر تالیف المقدمۃ الغزنویۃ کو حاجی خلیفہ نے زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے ۔ کہا ہے کہ مختصر ہونے کے باوجود یہ تالیف از حد نافع ہے، اس کا حجم قلیل ہے، مگر اس میں علم کثیر بند کر دیا گیا ہے :

--- مختصر نافع فی العبادات، حجمہ صغیر و علمہ کثیر فیہ الفرائض والواجبات والسنن والاداب --- (کشف، ۲ : ۱۸۰۳)

حاجی خلیفه نے، اس تالیف کی ترتیب اور اس کے جملہ ابواب و فصول کی پوری تفصیل بھی بیان کر دی ہے :

و رتّبه علٰی ثمانیة ابواب : الاوّل فی طلب العلم و فیه اربعة فصول : فی مناقب الامام ابی حنیفه رحمه الله تعالٰی وفیما یتعلق بالتوحید و فی المیاه و فی التقدیر - الثانی فی فضل الاستنجا و فیه خمسة فصول : فی الاستنجاء، فی کیفیته، فی الاستنجاء فی الصحراء، فی استنجاء المرأة، فی الفرق بین الاستنجا و الاستبراء - الثالث فی السواک - الرابع فی فضل الوضوء وفیه ستة فصول - الخامس فی فضل الصلٰوة المکتوبة وفیه ستة عشر فصلاً - السادس فی فضل الزکاة و فیه فصلان - السابع فی فضل شهر رمضان - الثامن فی فضل العمل بالعلم -

اس کے بعد حاجی خلیفه نے بتایا ہے کہ ابن الضیاء القرشی [محمد بن احمد بن الضیاء محمد القرشی العمری المکی الحنفی المتوفٰی ۸۵۴ھ] نے اس تالیف کی شرح : ضیاءالمعنوية علی المقدمة الغزنوية کے نام سے لکھی - اور شارح نے اعتراف کیا ہے کہ المقدمة اهل علم میں بہت مقبول ہوا ہے -

[کشف، ۲ : ۱۸۰۳ - ابن الضیاء کیلیے اعلام، ٦ : ۲۲۹ بھی دیکھیے]

مؤلّف کا انداز و اسلوب نہایت واضح اور موثر ہے - سب سے پہلے ہر مسئلے کی اہمیت و اصلیت کے صحیح تعیّن کیلیے وہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی پیش کرتا ہے اس کے بعد فقہی تفصیلات کا بیان شروع کرتا ہے۔ گویا یہ کتاب محض مسائل کا قانونی مجموعہ نہیں بلکہ اصلاح و تربیت کا مقصد پیش‌نظر رکھتے ہوئے، مصنف نے دل و دماغ کی گہرائیوں تک پہنچنے کی کوشش کی ہے - اسطرح یہ، اخلاقی اور قانونی ہر دو نقطه ہائے نظر میں امتزاج کی ایک کوشش ہے - تعجب ہے کہ یہ مختصر اور قیمتی کتاب ابھی تک کہیں طبع نہیں ہو سکی - اسے نو عمر دینی طلبه کے فقہی نصاب میں ایک قابل قدر اضافے کی حیثیت سے شامل کیا جا سکتا ہے -

اس تالیف کے دیگر قلمی نسخ کیلیے دیکھیے براکلمن، ت ۲ : ۶۳۹ -

(۴۰)

جواھرُ الفتاوی

رُکنُ‌الدین ابوبکر محمد بن عبدالرشید بن نصر بن محمد بن ابراھیم
ابن اسحٰق الکرمانی من علماء القرن السادس

اوراق	:	۴۰—۲۱۷	خط	:	نستعلیق
سطور	:	۲۳	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۵×۱۷ سم	تاریخ کتابت	:	۹۸۲ھ

آغاز : الحمد للّٰہ الّذی اکرم العلماء الائمة (؟ علماء الأمّة) بالاجتھاد و ایّد فقھاء الملّة بالصواب والسداد۔۔۔

کشف الظنون اور الجواھر المضیه میں، مولف کا مختصر ترجمه موجود ھے، جو تاریخ وفات سے خالی ھے ۔ مگر مولف کے شیخ، ابوالفضل عبدالرحمٰن الکرمانی کے بارے میں معلوم ھے که ان کا انتقال ۵۴۳ھ میں ھوا، اور مولف، اپنے اس شیخ کے لیے زیر نظر تالیف کے دیباچے میں ''قدس اللہ روحهٗ ونور ضریحهٗ'' کے الفاظ استعمال کرتا ھے ۔ لھٰذا مولف، چھٹی صدی ھجری کے وسط تک بالیقین زندہ تھا، غالب گمان یه ھے که صدی کے آخر تک مولف کا انتقال ھو گیا ھوگا۔

الجواھر میں مولف کی جلالت علمی، مذاھب فقھیه میں اس کی باریک بینی اور فتوٰی میں اس کی خدمات جلیله کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ھے :

کان اماماً جلیلاً غواصاً علی‌المعانی الدقیقة له الید الباسطة فی المذھب والخلاف والباعُ الممتد فی حسن الکلام و نقل الفتاوٰی عن الاسلاف۔۔۔

صاحبِ الجواھر نے صراحت کی ھے که مؤلف نے ابوالفضل عبدالرحمٰن الکرمانی سے علم

حاصل کیا - اور یہ کہ الکرمانی کی سند امام محمدؒ تک پہنچتی ہے - نیز حدیث میں مولف کی کتاب زہرۃ الانوار کا ذکر بھی کیا (دیکھیے الجواہر، ۲ : ۸۱) -

زیر نظر تالیف چھٹی صدی ہجری کا ایک وقیع فقہی مجموعہ ہے، جس میں مولف نے اپنے شیوخ اور معاصر فقہا کے فتاوی جمع کیے ہیں - مولف نے دیباچے میں بتایا ہے کہ جس طرح ہمارے متعدد علما نے معاصرین کے فتاوی جمع کیے، اسی طرح مجھے بھی اس نوعیت کے کام کی آرزو تھی - اس آرزو کی تکمیل کی صورت یہ نکلی کہ مولف کو شیخ ابوالفضل الکرمانی کے متفرق فتاوی دستیاب ہو گئے، اور اس کے بعد قاضی القضاۃ مطہر بن الحسین الیزدی سے اس نے، ہر فقہی باب کے ماتحت مسائل دریافت کیے - جن کے، اسے شافی جوابات میسر آئے - اب مولف نے اس سارے مواد کو ترتیب دے کر کتابی صورت میں پیش کر دیا :

فان کثیراً من اصحابنا جمعوا فتوی ائمة عصرهم و بذلوا مجهودهم اعظاماً لقدرهم ولا بد لمن تصدّی للفتوی وانقضاء من النظر الی صورها و معانیها اذ هی مخصوصة بفوائد لم توجد فی کتب الاصل ... و قد کنت اتمنّی ان اشرع مشارعهم ... و بقیت فی تلك المنیة الٰی ان ظفرت بفتوی متفرقة من جهة الامام السعید رکن الدنیا والدین ابی الفضل عبدالرحمن بن محمد الکرمانی قدس الله روحه و نور ضریحه فجعلتها مبوبة ... بعد برهة من الدهر اتفق لی ان سالت من الشیخ الامام الاجل قاضی القضاة جمال الدین مفتی العصر المطهر بن حسین بن سعد بن علی بن بندار الیزدی مسائل کثیرة فی کل باب و افادنی بفوائد شریفة ...

اس کے ساتھ، مولف نے کتاب میں بخارٰی، ماوراءالنہر، خراسان اور کرمان کے فقہا کے فتاوی بھی شامل کر دیے - تا کہ یہ تالیف، ایک جامع ذخیرۂ فقہی کی صورت اختیار کرلے :

... فرأیت بان اضیف ذٰلک الیه (؟) من ما عندی من فتاوی ائمة بخارٰی وما وراءالنهر و خراسان و کرمان وغیرهم لیکون الکتاب اکمل واحمل واجمع ...

کتاب کی ترتیب یہ ہے کہ ہر فقہی موضوع کو چھ ابواب میں تقسیم کردیا گیا ہے، جن میں سے ہر باب ایک خاص فقیہ کے فتاوی کیلیے مختص ہے، ماسوی آخری باب کے کہ اس میں متعدد ائمۂ فقہ، خاص طور پر فقہائے متاخرین کے فتاوی ایک جگہ جمع کیے گئے ہیں:

فاستخرتُ اللہ و شرعتُ فیہ و جعلتُ کلّ کتاب علٰی ستة ابواب ---

ان چھ ابواب کی تفصیل، مولف کی زبان سے سماعت فرمائی جائے:

الباب **الاوّل** من فتاوی الامام رکن الدین ابی الفضل الکرمانی - الباب **الثانی** من فتاوی جمال الدین استاد العصر الیزدیؒ - الباب **الثالث** من فتاوی شیخ الاسلام عطاء بن حمزة السغدیؒ - الباب **الرابع** من فتاوی نجم الدین ابی حفص عمر بن محمد بن احمد النسفیؒ - الباب **الخامس** من فتاوی قاضی القضاة عمدة الدین مجد الشریعة ابی محمد سلیمان بن الحسین الکرمانی المعروف بقاضی مجد - الباب **السادس** من فتاوی ائمتنا المعتبرین وعلمائنا المتاخرین مع ذکر اسامیهم ---

پہلے باب میں ابوالفضل رکن الدین الکرمانی کے فتاوی درج کیے ہیں ان کا پورانام یہ ہے: عبدالرحمٰن بن محمد بن امیرویہ بن محمد بن ابراهیم الکرمانی، رکن الدین ابوالفضل؛ ان کے بارے میں سمعانی لکھتا ہے: "یہ شخص خراسان کے فقہائے احناف کا امام ہے عبدالرحمن الکرمانی نے علم فقہ، فخرالقضاة قاضی محمد بن الحسین الاردستانی سے پڑھا - پھر ایک وقت آیا کہ مرو میں اسے فقہا کا مرجع سمجھا جاتا تھا، اور اس کی تصانیف سارے خراسان اور عراق میں پھیل گئی تھیں - ابوالفتح محمد بن یوسف بن احمد القنطری السمرقندی اس کا ایک ممتاز شاگرد تھا - زیر نظر تالیف کا مولف بھی عبدالرحمٰن الکرمانی کے تلامذہ میں تھا - الجواهر میں عبدالرحمٰن الکرمانی کی حسب ذیل تالیفات مذکور ہیں:

الجامع الکبیر (فقہ) - التجرید (فقہ) - الایضاح فی شرح التجرید (ثلاث مجلدات) -

هدیة العارفین سے الکرمانی کی کچھ مزید تالیفات کے نام معلوم ہوتے ہیں:

ارشادات الاسرار فی شرح الجامع الکبیر للشیبانی فی الفروع ۔ کتاب الحیض ۔

(الجواہر، ۱ : ۳۰۳؛ ہدیۃ، ۱ : ۵۱۹)

دوسرے باب میں جس فقیہ کو جگہ دی گئی ہے، وہ جمال الدین ابو سعد مطہّر (المطہر) بن الحسین بن سعد بن علی بن بندار الیزدی ہے۔ الجواہر میں اس کا لقب جلال الدین القاضی شیخ الاسلام بیان کیا گیا ہے ۔ کشف الظنون میں ہے کہ مطہر یزدی نے اللُّباب کے نام سے مختصر القدوری کی شرح دو جلدوں میں تالیف کی ۔ اس کا انتقال ۵۹۱ھ میں ہوا ۔

(کشف، ۱۶۳۲؛ الجواہر، ۲ : ۱۷۵)

زیر نظر تالیف کے مولف (ابوبکر کرمانی) نے دیباچے میں الیزدی کا تذکرہ حسب ذیل طریقے سے کیا ہے :

"۔۔۔ سالتُ من الشیخ الامام الاجل قاضی القضاۃ جمال الدین مفتی العصر المطہر بن حسین بن سعد بن علی بن بندار الیزدی مسائل کثیرۃ فی کل باب وافادنی بفواید شریفۃ فی بیان احکامہا والتنبیہ علٰی عللہا فی دلائلہا بالتماس ذٰلک منہ فانہ امام ہذا العصر فی العلم و الفقہ و استنباط المعانی و حلّ المشکلات و کشف المعضلات حتی اجتمع عندی فیہ اجزاء ۔۔۔"

تیسرے باب میں عطا السغدی کے فتاوی درج کیے گئے ہیں ۔ اس فقیہ کے مفصل حالات[1] دستیاب نہیں ہو سکے ۔ مولف نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے : شیخ الاسلام عطاء بن حمزۃ السغدی"۔ الجواہر میں عطاء السغدی کا مجمل تذکرہ موجود ہے ۔

(الجواہر، ۱ : ۳۴۸)

---

(۱) عطاء السغدی کے فتاوی کا مجمل تذکرہ فتاوی السغدی کے نام سے کشف الظنون میں موجود ہے: فتاوی السغدی ۔ وھوالامام الفقیہ ابوالحسن بن حمزۃ السغدی السمرقندی (کشف، ۱۲۲۵) حاجی خلیفہ نے فتاوی السغدی کا ذکر فتاوی نجم الدین کے تحت دوبارہ کیا ہے ۔ یہاں بتایا ہے کہ اس فتاوی کی جمع و ترتیب کا کام، عمر النسفی نے کیا تھا۔ (کشف، ۱۲۳۰)

صاحب الفوائد نے عطاء السغدی کا مختصر ترجمہ درج کیا ہے (الفوائد، ص ۱۱۶) اور بتایا ہے کہ امام نجم الدین عمر النسفی (المتوفی ۵۳۷ھ) عطاء السغدی کے تلامذہ میں تھے ۔ النسفی کے ترجمے کے لیے دیکھیے الفوائد، ص ۱۴۹ ۔

چوتھے باب میں عمرالنسفی کے مسائل بیان کیے گئے ھیں ۔ اس فقیہ کا ترجمہ یہ ھے : نسف میں ولادت، اور ۵۳۷ھ میں سمرقند میں وفات ھوئی ۔ عمرالنسفی، صاحب ھدایہ کے مشائخ میں تھا ۔ صاحب ھدایہ کی روایت ھے کہ النسفی اپنے شیوخ حدیث کی تعداد ۵۵۰ (پانچ سو پچاس) بتاتا تھا ۔ صاحب ھدایہ نے النسفی سے اسکی بعض تالیفات سبقاً پڑھیں ۔ الجواھر المضیة میں النسفی کا علامہ زمخشری کی ملاقات کیلیے جانے کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا گیا ھے نیز بتایا گیا ھے کہ النسفی شعر بھی کہتا تھا ۔ النسفی کی فہرست تالیفات یہ ھے :

الاجازات المترجمة بالحروف المعجمة ۔ الاشعار ۔ الاکمل الاطول فی تفسیرالقرآن ۔ بعث الرغائب لبحث الغرائب ۔ تاریخ بخاری ۔ تطویل الاسفار لتحصیل الاخبار ۔ تعدد الشیوخ ۔ تیسیر فی علم التفسیر ۔ الجمل الماثورة ۔ الخصائل فی المسائل ۔ الخصائل فی الفروع ۔ دعوات المستغفرین ۔ عجالة الحسبی ۔ العقائد ۔ القند فی تاریخ علماء سمرقند (فی عشرین مجلداً) ۔ مجمع العلوم ۔ المختار من الاشعار (فی عشرین مجلداً) ۔ المعتقد (منظومة فی الخلاف) ۔ منهاج الدرایة فی الفروع ۔ النجاح فی شرح اخبار الصحاح (البخاری و مسلم) ۔ نظم الجامع الصغیر للشیبانی ۔ یاقوتة (فی الحدیث) ۔ یواقیت المواقیت (فی فضائل الایام) ۔ طلبة الطلبة (فی اللغة علی الفاظ کتب الحنفیة) ۔

(الجواھر، ۱ : ۳۹۴؛ ھدیہ، ۷۸۳)

پانچویں باب میں مجدالشریعة ابو محمد سلیمان الحسین الکرمانی، معروف به قاضی مجد کے فتاوی درج کیے گئے ھیں ۔ اس فقیہ کے حالات، کتب تذکرہ میں مندرج نہیں ۔

چھٹے باب میں متعدد فقہا سے منقول مسائل اور فتاوی جمع کر دیے گئے ھیں، مثلاً
الشیخ الامام علاؤالدین السمرقندی، (عالم العلماء بسمرقند)
الامام علاؤالدین ملک الملوک ابوالعلاء الناصحی ۔

الامام السعید فخرالدین محمد بن محمود المفتی بسجستان ۔
قاضی القضاۃ الامام فخر الدین الکوفی ۔
الامام قاضی خان ۔ الامام ظہیر الدین مرغینانی سرخسی ۔
الامام فخر الدین حسین بن منصور الاوزجندی (بخاری) ۔
شمس الائمۃ الحلوائی ۔ الامام البقالی الخوارزمی ۔
الامام الشہید حسام الدین البخاری ۔
الامام الموفق البخاری ۔ الامام الکبیر برہان الدین (بخاری)
الامام الزاہد شیخ الاسلام ابوالمعالی (صاحب کتاب المناقب فی الفقہ بلسان العجمیۃ) ۔
الامام ابو سلمۃ من مشائخ سمرقند ۔

زیرنظر فتاوی کا مؤلف حنفی ہے اور وہ فقہ حنفی کی تایید کیلیے واضح ذہن رکھتا ہے ۔ کتاب النکاح کے الباب السادس میں مولف نے ایک شافعی فقیہ کے، حنفی موقف کی طرف رجوع کرنے کا حسب ذیل واقعہ نقل کیا ہے :

''حکی ان الشیخ الامام عماد الدین البہنی (البنہی ؟) الشفعوی قال کنت فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوقع فی قلبی ہذہ المسئلۃ فنمت علی ذلک فرأیت فی النوم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبہنی بان ضرب رجلہ الیمنی علی رجلی وقال لی کان ابوحنیفۃ رحمہ اللہ اوحی الیہ فیہ وکان الامام عمادالدین عبدالرحمن البنہی (الینہی؟) ہذا من اصحاب الشافعی رحمہ اللہ وکان یطعن علی ابی حنیفۃ رحمہ اللہ فی ہذہ المسئلۃ فلما انتبہ من النوم رجع عن ذلک واستغفر اللہ فیہ واخبر بہ اہل مرو ۔۔۔ بعد رجوعہ من المدینۃ فافتوا بعد ذلک ائمۃ ذلک البلد من اصحاب الشافعی و (؟) فی ہذہ المسئلۃ علی ما اعتقدہ ابو حنیفۃ رحمہ اللہ ۔۔۔''

تالیف کا اسلوب واضح اور عالمانہ ہے ۔ فقہ حنفی کے تحقیقی مطالعے کے سلسلے میں اس فتاوی کو پیش کیا جا سکتا ہے ۔ جس میں چھٹی صدی ہجری کے اکثر فقہاے

احناف اور اس سے پیشتر کے متعدد ائمۂ فقہ کے فتاوی محفوظ ہو گئے ہیں ۔ یہاں " کتاب الطہارۃ" کے دوسرے باب سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے ۔ جس میں احکام کے علاوہ، وضو اور غسل کے فلسفے پر بھی گفتگو کی گئی ہے :

الباب الثانی قال شیخنا جمال الدینؒ لما سألته عن غسل الجنابة بجب علی الفور او علی التراخی، انّ الغسل والوضوء وغسل النجاسة کل ذٰلک انما تجب لیکون وقوفه بین یدی الله تعالٰی طاهرا ظاهرا و باطنا کالملائکة الطیبین الطاهرین من الانجاس والالواث صاروا ملازمین واقفین بین یدی الله تعالٰی لانه لاحاجة لهم الٰی الطهارة واماالآدمی فانه محتاج الی الاکل والشرب لیبقٰی ثم یحتاج الٰی اخراج ما اکل واذا استوفی منفعته و صار بحال اذا بقی فی جوفه یتعدی ضرره الیه یکون نجسا فیجب اخراجه ـ ـ ـ ولیس فی وسعه ازالتها عن الباطن فامر بغسل الاعضاء الظاهرة والغسل حالة الحدث والجنابة لیکون غسل ذٰلک قائم مقام غسل الباطن ـ ـ ـ فلایلزمه ذٰلک الا اذا اراد الصلٰوة ـ ـ ـ

اس مخطوطے کے بیش قیمت اور اہم ہونے میں کلام نہیں، یہ فتاوی ابھی تک طبع نہیں ہوا ۔ ضرورت ہے کہ فقہا اور فقہ کے منتہی طلبہ اس سے مستفید ہوں ۔

دیکھیے کشف، ۱۵۶۹؛ الجواہر، ۲ : ۸۱ ۔

دیگر نسخوں کیلیے دیکھیے براکلمن، ت ۲ : ۲۷۰؛ براؤن، ت ص ۶۳؛ رامپور، ۱ : ۱۸۴؛

(۴۱)

احکامُ الصِّغار

الامام مجدالدین ابوالفتح محمد بن محمود بن الحسین الأشروسنی السمرقندی الفقیه الحنفی المتوفی ۶۳۲ھ

اوراق :	۱۲۵	خط :	نسخ
سطور :	۲۳	کاتب :	احمد بن مصطفٰی دیار بکری
تقطیع :	۲۲ × ۱۷ سم	تاریخ کتابت :	۱۱۹۰ھ

آغاز : بسم‌اللہ ۔۔۔ یقول العبد الضعیف محمد بن محمود ۔۔۔ الحمدُ للّٰہ الّذی بهرت حُجتهٗ و ظهرت علی الخلائق محجتهٗ ۔۔۔

امام اُشروسنی ساتویں صدی کے جیّد حنفی فقہا میں تھے ۔ ابن قطلوبغا نے تاجُ التراجم میں، اور حاجی خلیفہ نے کشفُ الظنون میں مولّف کا تذکرہ کیا ہے ۔ مولّف کی نسبت اشروسنی، ''اُشروسَنہ'' بستی کی طرف ہے ۔ یہ بستی، ماوراءالنّہر کے علاقے میں، سیحُون اور سمرقند کے درمیان، سمرقند سے تقریباً ۲۶ فرسخ کی مسافت پر واقع ہے ۔ یاقوت نے اسے ''بلدۃٌ کبیرۃٌ'' لکھا ہے ۔ بستی کے نام میں دوسری لغت ''اُسروشنہ'' بھی یاقوت نے بیان کی ہے، مگر پہلی لغت (ہمزہ کے ضمہ اور شین منقوطہ کے ساتھ) کو ''الاشہرالاعرف'' کہا ہے ۔

مؤلّف کی دوسری تالیف: فصول الاشروسنی زیادہ معروف ہے ۔ ابن قطلّوبغا نے مولف کے ترجمے میں، اس کا ذکر یوں کیا ہے :

۔۔۔ صاحب کتاب الفصول المشهورة و کتاب احکام الصغار ۔۔۔ و قد وقفت انا علی الکتابین المذکورین ۔۔۔ [تاج التراجم، ص ۳۰۱]

حاجی خلیفہ نے، اس کی تفصیل میں بتایا ہے کہ یہ کتاب فقہ حنفی کی فروع پر، اور فروع میں سے بھی صرف معاملات پر، مشتمل ہے، نیز کتاب کو تیس فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ دیکھیے حاجی خلیفہ کے الفاظ:

''فصول الاسروشنی ــ فی فروع الحنفیة، فی المعاملات فقط، و ھوالامام مجدالدین ابوالفتح محمد بن محمود بن حسین الحنفی المتوفی سنة ٦٣٢ھ۔ اوّلہ: الحمد للہ الّذی مھّد دین الاسلام الخ رتّبھا علٰی ثلاثین فصلاً و فرغ من جمعہ فی جمادی الاولٰی سنة ٦٢٥ھ۔ [کشف، ١٢٦٦]

براکلمن نے مولّف کی مزید حسب ذیل دو تالیفات کا تذکرہ بھی کیا ہے:

فتاوی اشروسنی ۔ اس کے ایک قلمی نسخے کا ذکر آصفیہ لائبریری کی فہرست میں کیا گیا ہے ۔ یہ نسخہ ١٠٢٥ھ کا مخطوطہ ہے ۔ فہرست مذکور میں مولف کا نام شیخ محمد استروشنی لکھا ہے (مگر صحیح وہ ہے، جو اوپر بتایا گیا ہے)۔

قرّۃ العینین فی اصلاح الدارین ۔ براکلمن نے اس کے لیے قاہرہ (فہرست ــ) ج ١ ص ٣٤٠ کا حوالہ دیا ہے ۔ دیکھیے براکلمن، ت ١: ٦٥٣ ۔

زیرنظر تالیف کا ذکر، حاجی خلیفہ نے احکام الصغار کے عنوان کے نیچے ہی کیا ہے، مگر دعوٰی یہ کیا ہے کہ خود مولّف نے کتاب کا نام جامع الصّغار رکھا تھا، جو معروف نہ ہو سکا:۔

''و قد سمّی کتابہٗ ھذا بجامع الصّغار لکنّہٗ لم یعرف بہٖ'' ۔۔۔ [کشف، ١٩]

حالانکہ کتاب کے دیباچیے میں مولف کے الفاظ یہ ملتے ہیں:

''۔۔۔ و سمّیتُ ھٰذا المجموعَ احکامَ الصّغار ۔۔۔''

مؤلّف نے اپنی اس کتاب میں فقہ کے صرف وہ مسائل جمع کیے ہیں جن کا تعلق بچوں سے ہے ۔ بچوں میں نابالغ اور مراہق (قریب البلوغ) دونوں شامل ہیں ۔

کہیں کہیں احکام کی مناسبت سے، بالغوں کا ذکر بھی آ گیا ہے ۔ کتاب کے مطالعے سے، مولف کے تبحر فقہی کا خوب اندازہ ہوتا ہے ۔ مختلف فقہا کی آرا، ماہرانہ طریق سے بیان کی ہیں ۔ سب سے پہلی فصل : ''فی مسائل اخبار الصبی'' باندھی ہے ۔ اس میں، روایتِ حدیث و خبر سے متعلق نابالغوں کے احکام بیان لیے گئے ہیں مثلاً :

ذکر فی النوازل : صبیٌ سمع الاحادیث و ہو لا یفہم ثم کبر جاز له ان یروی عن المحدث؛ فرق بین ہذا و بین ما اذا قریٔ علی الصبیّ صکٌ و ہو لا یفہم ما فیہ لا یجوز له ان یشہد و لو سمع الاحادیث و لم یفہم معناہا جازله ان یروی ۔

اس کے بعد، مسائل الطہارۃ، مسائل الصلاۃ، مسائل الزکاۃ، الحدود، السرقۃ، الهبة وغیرہ، متعدد فقہی ابواب کے ماتحت، نابالغوں سے متعلق احکام بیان کیے گئے ہیں ۔ یہ کتاب فقہی لٹریچر میں ایک اہم اور نادر سرمایے کی حیثیت رکھتی ہے ۔ معجم المطبوعات کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ایک مرتبہ، قاضی ابن سماونۃ کی جامع الفصولین کے حاشیے پر طبع ہوئی تھی [معجم مط، ۴۴۰۱] ۔ بہر حال مطبوعہ نسخہ ہماری نظر سے نہیں گزرا ، یقیناً کمیاب ہو چکا ہے ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس تالیف کو جدید اندازِ تنقیح و تحقیق کے ساتھ مرتب کر کے دوبارہ شائع کیا جائے ۔

(۴۲)

الفتاوی الغیاثیة

الخطیب الحنفی الشیخ داؤد بن یوسف

اوراق : ۸۲ — خط : نسخ اور تعلیق

سطور : ۱۷ تا ۲۱ — کاتب : نا معلوم

تقطیع : ۱۸ × ۱۵ س - م — تاریخ کتابت : نا معلوم

آغاز : الحمد لله الاوّل بلا مطلع البدایة والآخر بلا مقطع النهایة الکافی المغنی بالکفایة ۔۔۔

مؤلّف کے حالات، بالتفصیل معلوم نہیں ہو سکے ۔ البتہ اس کا ساتویں صدی ہجری کے فقہائے احناف میں سے ہونا، یقینی طور پر معلوم ہے اور اس بات کا امکان بھی ہے کہ مولف برعظیم کا باشندہ ہو یا، یہاں قیام پذیر رہا ہو ۔ مولف نے، اپنی اس تالیف کا انتساب ، سلطان غیاث الدین بلبن کے نام کیا ہے :

فلما تحقق الفراغ بالمشیة الالٰهیة، سمیت کتابی هذا فتاوی الغیاثیة ۔۔۔ وتوجهت تلقاء حضرت (ة) سلطان السلاطین ۔۔۔ المؤیّد من السماء المظفر علی الاعداء، غیاث الدنیا والدین ۔۔۔ الجناح الایمن للخلافة ۔۔۔ وارث ملک سلیمان ابوالمظفر بلبن السلطان، یمین خلیفةالله، ناصر امیرالمومنین ۔۔۔

بلبن، سلطان التتمش کا غلام تھا، مگر اپنی خدا داد صلاحیتوں کی بنا پر، مناصبِ عالیہ میں سے گذرتا ہوا، ۶۶۴ھ/۱۲۶۶ء میں مسند سلطنت پر متمکن ہوا ۔ اور ۶۸۰ھ/ ۱۲۸۶ء میں، ۸۰ برس کی عمر میں اس نے وفات پائی ۔ سلطان بلبن، متدیّن ، نکوکار اور علما کا بہت قدردان فرمانروا تھا ۔ اس تالیف کے دیباچے میں بھی مولف نے سلطان کے بارے میں کچھ ایسے ہی تاثرات پیش کیے ہیں ۔

اس تالیف کی اهمیت یه هے، کہ سلطان بلبن کے نام منتسب هونے کی بنا پر، اسے برعظیم کے فقہی لٹریچر میں شمار کیا جاسکتا هے اور ظاهر هے، کہ اسے ۶۸۰ھ (بلبن کی تاریخ وفات) سے قبل تالیف کیا گیا تھا ۔ اس اعتبار سے، یه برعظیم کے قدیم ترین فتاوی میں سے ایک هے ۔

دوسری اهمیت یه هے کہ اس فتاوی کے مطالعے سے، ایسے کثیر فقہی مآخذ کا سراغ ملتا هے، جن میں سے کئی ایک کے نام بھی اب معروف و متداول نہیں رہے ۔ دیباچے میں مولف نے جن مآخذ کا ذکر کیا هے، ان کے ساتھ، ان کے لیے مخففات بھی متعین کر دیے هیں اور کتاب میں یہی مخففات استعمال کیے گئے هیں ۔ مثلاً ان میں سے بعض یه هیں :

وما هو من ''الذخیرة'' بالذال (ذ) وما هو من ''الصاعدی'' بالدال (د) وما هو استخرجته من ''الشامل'' و سمته بالشین (ش) وما ادرجته من فتاوی سمرقندی نثبته بالسین (س) وما هو ثبته من الظهیری بالظاء (ظ) و ما طویته من الطحاوی بالطاء (ط) وما سطرته من فتاوی افتخار عن (؟) اوضح بالخاء (خ؟) ۔ ۔ ۔

علاوه ازیں، حسب ذیل اعلام فقه کے اسما اور ان کے اقوال فقہیه کا ذکر، کتاب کے مختلف مقامات پر ملتا هے :

ظهیر الدین مرغینانی ۔ الکرخی ۔ امام ابوبکر محمد بن الفضل ۔ شمس الائمة الحلوائی ۔ ابوبکر الوراق ۔ الفقیه ابواسحاق الحافظ ۔ الامام الرستغفینی ۔ القاضی الامام ابو علی النسفی ۔ الصدر الشهید محمد بن مقاتل ۔ القدوری الفقیه احمد بن ابراهیم ۔ الشیخ الامام الزاهد ابو نصر الصفار ۔ السید امام ناصرالدین الخصاف (یقول فی ادب القاضی) ۔ ابن رستم (فی نوادره) ۔

تیسری اهمیت، اس کتاب کے انداز فکر میں مضمر هے ۔ فقه کے مسائل بیان کرتے هوے مولف نے اپنے دور کے معاشرتی گردوپیش کی جھلکیاں بھی پیش کی هیں مثلاً حج کا باب شروع کرتے هی، مشائخ بلخ کا یه قول نقل کیا هے که ان کے خیال کے مطابق موجوده زمانے میں (ساتویں صدی ھ) حج فرض نہیں رہا ۔ غالباً اس کی وجه فتنه و فساد کا غلبه

اور راستوں کی بندش ہی ہوگی - کیونکہ یہ صدی، اپنے دامن میں امت مسلمہ کیلیے ہزار قیامتیں لے کر آئی تھی -

علاوہ ازیں، مولف نے جزئیات کا انتخاب کرتے ہوے از حد حقیقت پسندی کا ثبوت دیا ہے .. مثلاً بتایا ہے کہ فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد، نفل حج کے بجائے، صدقہ کرنا زیادہ بہتر ہے - نیز یہ کہ پیدل حج کرنے سے، سواری پر حج کرنا افضل ہے - کیونکہ طویل پاپیادہ سفر کی صعوبتوں میں پڑ کر کہیں اس کا خلق نہ بگڑ جائے۔ مذکورۂ بالا مضامین مولف کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہوں :

قال جماعة من مشائخ بلخ ان الحج ليس بفريضة فی زماننا --- من حج مرة فاراد ان يحج اخرى فالمختار ان الصدقة افضل لان نفعها متعد بخلاف الحج --- الحج راكباً افضل من المشى كيلا يسوٴ خلقه بالجهد ---

باب الامتحان والکراهیة، کی تیسری فصل میں، مولف نے ایک ''نوع'' کی سرخی حسب ذیل الفاظ سے مقرر کی ہے : ''فی ملاقات الملوک''۔

اس ''نوع'' میں بتایا ہے کہ اگر بادشاہ کے سامنے جبری سجدے کا حکم دیا جاتا ہو، تو بھی بہتر یہی ہے، کہ سجدہ نہ کیا جائے - نیز یہ کہ اگر بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنے سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، تو بھی حق بات ہی کہی جائے - کیونکہ یہی ''افضل الجہاد'' ہے -

عبارت یہ ہے :

اذا قيل للمسلم اسجد للملک و الا قتلناک فالافضل ان لايسجد لانه كفر والافضل ان يحترز عما هو كفر و ان كان مكرهاً --- رجل يدعوه الامير وليساله عن اشياء فان تكلم بما يوافق الحق يناله مكروه منه فانه لاينبغی ان يتكلم بخلاف الحق ولامحل له ان يتكلم بما يوافق له لقوله عليه السلام، من تكلم عند ظالم بما يرضيه بغير حق، يغير الله قلب الظالم عليه و يسلطه عليه ---

---

معجم المطبوعات میں بتایا ہے، کہ یہ کتاب، بولاق سے، ۱۳۲۲ھ میں طبع ہوئی تھی - مطبوعہ نسخے کا حوالہ، براکلمن میں بھی موجود ہے - اور آصفیہ

لائبریری میں پائے جانے والے دو نسخوں میں سے ایک مطبوعہ اور دوسرا مخطوطہ ہے۔ تاہم اس کے مطبوعہ نسخے، اب نایاب ہو کر رہ گئے ہیں ۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے علمی انداز میں ترتیب دیکر شائع کیا جائے ۔ ہمارا نسخہ ناقص الآخر ہے۔

[معجم مط، ص ۸۲۸ ؛ آصفیہ، ۲ : ۱۰۵۶ ؛ براکلمن، ت ۲ : ۹۵۱ ؛ کشف الظنون، ۲ : ۱۲۱۳]

(۴۳)

اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب

جمال الدین علی بن زکریا بن مسعود الحنفی المنبجی المتوفی ۶۸۶ھ

اوراق	: ۱۵۴	خط	: نسخ
سطور	: ۲۳	کاتب	: نامعلوم
تقطیع	: ۱۸×۲۸	تاریخ کتابت	: ۱۴ محرم ۸۳۶ھ

آغاز : الحمدُ للہ علٰی آلائہ و نعمائہ و اشھدُ ان لّا الٰہ الّا اللہ وحدَہ۔۔۔

مؤلف کے مفصل احوال معلوم نہیں ہو سکے ۔ المنبج کی طرف نسبت ["المنبجی"] سے ظاہر ہے کہ مولف منبج کا رہنے والا تھا ۔ منبج شام کا ایک شہر ہے :

"المنبجی : بفتح المیم و سکون النون و کسر الباء الموحدة و بعدھا الجیم، ھٰذہ النسبة الٰی منبج، وھی احدٰی مدن الشام ۔۔۔" (الجواھر، ۲ : ۳۴۸)

یاقوت کے مطابق، منبج شام کا ایک قدیم شہر ہے، جس کی بنیاد کسرٰی نے فتوحاتِ شام کے دوران میں رکھی تھی ۔ ہارون‌الرشید نے، منبج، دلوک، رعبان، قورس، انطاکیہ، تیزین اور نواحی علاقوں کو "العواصم" کا نام دیا، تو منبج کو اس کا صدر مقام بنایا ۔

ھارون کے گورنر عبدالملک عبّاسی نے منبج کو مشہور و معروف عمارات کا شہر بنا دیا۔

[معجم البلدان، ۴: ۱۶۵، ۱۶۶، ۵: ۲۰۵]

نورالدین محمود زنگی کا درباری شاعر ابوالفضل یحیٰی بن نزار بھی منبجی تھا، جو آواخرِ عمر میں بغداد آکر فوت ہوا۔ (اعلام، ۹: ۲۲۰)

یہ چیز بھی وضاحت کے ساتھ معلوم ہے کہ مؤلّف نے منبج سے منتقل ہو کر بیت المقدّس میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ وھاں اس نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور وھیں اس نے وفات پائی:

''علی بن زکریا ۔۔۔ نزیل القدس المتوفٰی بھا سنۃ، ۶۸۶ھ''

[ھدیۃ، ۱: ۸۱۳]

مؤلف کے بعد اس کا صاحبزادہ محمد بن علی بھی بیت المقدّس ھی میں مصروف تدریس رھا۔ جس کا مختصر تذکرہ آگے آئے گا۔

زیر نظر کتاب کے نسخۂ ترکی (تفصیل آگے درج ہے) کے آخر میں یہ عبارت درج ہے، جو مصنّف کے دستخط والے نسخے سے نقل کی گئی ہے:

و وافق الفراغ السادس عشر من ذی‌الحجۃ سنۃ اثنین و ثمانین وستمائۃ ھجریۃ بالقدس الشریف علی ید مولّفہ العبد الفقیر الی‌اللہ تعالٰی علی بن زکریا بن مسعود المنبجی الحنفی المدرس بالمدرسۃ الامجدیۃ یومئذ۔

اس یادداشت سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤلّف ۶۸۲ھ میں بیت المقدّس کے مدرسۂ امجدیہ میں مدرس تھا۔ آگے اسی عبارت میں مزید بتایا ہے کہ ۶۸۳ھ میں تلامذہ کی ایک جماعت نےاس کتاب کا درس، مؤلف سے مکمل کیا۔ حلقۂ درس کا یہ دور اسی ''امجدیہ'' میں منعقد ھوا۔ یہ مدرسہ غالباً مؤلّف کا اپنا قائم کردہ تھا، جو بیت المقدّس کے حرم مشرف کے پاس واقع تھا۔ دیکھیے مذکورۂ بالا عبارت کا باقی حصہ:

و صحّ ذٰلک و ثبت فی مجالس آخرھا یوم الخمیس، الخامس والعشرین من المحرم

سنة ثلاثة و ثمانين و ستمائة بمدرسة المسمع، المعروفة بالامجدية ببيت المقدس جوار الحرم المشرف ۔ (نسخۂ ترکیه کا آخری صفحه)

اس کے بعد ان تلامذہ کے اسما درج ھیں، جو اس درس میں شریک رہے ان کی تعداد پینسٹھ [۶۵] ہے ۔

مؤلف کے ایک صاحبزادے کا نام محمد تھا ۔ جو مذکورہ فہرست میں ساتویں نمبر پر ''ناصرالدین محمد'' کے الفاظ سے مذکور ہے ۔ الجواہر المضیئة میں اسے فقہ حنفی کا مفتی، اور علوم عربیّہ کا عالم کہا گیا ہے، نیز بتایا ہے کہ محمد بن علی، ۷۱۱ھ میں مدرسۂ معظمیه (بیت المقدس) میں مدرّس تھا :

محمد بن علی بن زکری (؟ زکریا) بن مسعود الانصاری، الخزرجی المنبجی مدرس المعظمیة بالقدس درس بالمعظمیة سنة احدی عشرة و سبع مائة وهوالمشار الیه فی مذهب ابی حنیفة واصحابه فی الفقه والفتوی وعنده علم بالعربیة رحمه الله تعالی

[الجواهر، ۲ : ۹۳]

مدرسه معظمیه، الملک المعظم عیسٰی (م۶۲۴ھ) نے قائم کیا تھا ۔ کرد علی نے اس مدرسے کا ذکر کیا ہے دیکھیے خطط، ۲ : ۸۶، ۶ : ۱۲۳ ۔

زیر نظر کتاب کے علاوہ، مولف کی دوسری تالیف شرح معانی الآثار کا ذکر بھی بعض تذکرہ نگاروں نے کیا ہے :

علی بن زکریّا بن مسعود ۔۔۔ له شرح معانی الآثار للطحاوی، اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب علی ابواب فقه المذهب ۔۔۔ [هدیة، ۱ : ۸۱۲]

علامہ کوثری نے بھی اس دوسری تالیف کا نام لیا ہے :

ابو محمد علی ۔۔۔ مولف اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب و شارح آثار الطحاوی ۔ [تقدمة نصب الرایة، ص ۳۶]

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ مولف نے ابو جعفر طحاوی (المتوفی ۳۲۱ھ) کی معانی الآثار پر بھی شرح لکھی تھی - افسوس کہ اس شرح کا مزید تعارف یا اس کا کوئی خطی نسخہ معلوم نہیں ہوسکا -

مولف کی تاریخ وفات کے سلسلے میں کشف الظنون اور ھدیۃ العارفین نے بصراحت، ۶۸۶ھ کا سال بتایا ہے - (کشف، ۲ : ۱۰۴۲؛ ھدیۃ، ۱ : ۸۱۳) علامہ کوثری نے تقدمۃ نصب الرایۃ میں، مولف کا سن وفات ۶۹۸ھ بیان کیا ہے، لیکن اس بیان کی کسی دوسرے ذریعے سے تصدیق نہیں ہوسکی - کوثری نے اپنے اس بیان کیلیے الجواھرالمضیئۃ اور الدررالکامنۃ کے حوالے دیے ہیں، مگر ان دونوں میں تاریخ وفات مذکور نہیں، لھذا اول الذکر قول (۶۸۶ھ) ھی پر اعتماد کیا جائے گا -

زیرنظر تالیف، فقہاے احناف کے دفاع اور ان کے مسلک کو کتاب و سنت سے موید ثابت کرنے کے لیے لکھی گئی - حنفیوں پر قیاس پرستی کا الزام، مولف کے نزدیک صریح زیادتی ہے - اس سلسلے میں مولف کے تلخ رد عمل کی نشاندھی دیباچے کی اس عبارت سے ھوتی ہے :

و بعدّ فانی لما رأیت اناسا یتّخذون منّا ویسلبون علَم الحدیث عنّا ویجعلون ذٰلک عیباً وطعنا وینسبون الینا خاصّةً العمل بالقیاس ویظھرون ذٰلک فیما بین الناس، سلکتُ طریقاً یظھر بھا حسدھم و بغیھم ویبطل بھا قصدھم و سعیھم و ذکرت الاحادیث الّتی تمسّک بھا اصحابُنا فی مسائل الخلاف و سلکت فیھا سبیل الانصاف . . . '' [مخطوطہ، ص ۱-ب]

یہ نقطۂ نظر، محدثین کے اس سخت گیر رویے سے پیدا ھوا جو انھوں نے احناف کے فقہی مکتب کے لیے اختیار کیا تھا - یعنی حنفی فقہا کو مطلقاً رائی و قیاس کے پیروکار قرار دے دیا گیا - اس صورت حال کے باعث، بعض حنفی علما نے مسائل کی محض کتابی یا قانونی تدوین کے علاوہ، انھیں ان احادیث کے ساتھ مرتب کرنا بھی ضروری سمجھا، جن سے وہ مستنبط کیے گئے تھے - چنانچہ اس سلسلےمیں امام ابو جعفر

طحاوی نے اپنی معروف کتاب معانی الآثار پیش کی ۔ معانی الآثار نے فقہا کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور بتایا کہ فقہا کے بیان کردہ احکام و مسائل، کتاب و سنت ہی سے ماخوذ ہیں ۔ علما میں یہ کوشش خاصی مقبول ہوئی ۔ چنانچہ ابوالحسین محمد الباهلی (المتوفٰی ۳۲۱ھ) محمود العینی (المتوفٰی ۸۵۵ھ) اور قاسم بن قطلوبغا (المتوفٰی ۸۷۹ھ) نے اس کی شروح لکھیں ۔

معانی الآثار کے بعد، اس موضوع پر دوسری بلند پایہ تالیف یہی، المنبجی کی اللّباب ہے ۔ جو ۶۸۲ھ میں ترتیب دی گئی ۔ چونکہ یہ کتاب، اول الذکر (معانی الآثار) سے تقریباً ساڑھے تین سو سال بعد لکھی گئی ۔ اس لیے اس میں بعض موضوعات نسبۃً زیادہ تفصیل کے ساتھ مندرج ہوئے ہیں ۔ یہاں ہر دو تالیفات کا ہلکا سا موازنہ پیش کیا جاتا ہے :

۱۔ معانی الآثار میں ۲۹ مرکزی موضوعات لیے گئے ہیں ۔ مثلاً ''کتاب الطهارة'' ، ''کتاب الصلٰوة'' وغیرہ ۔ جبکہ اللّباب میں ایسے موضوعات کی تعداد ۳۱ ہے ۔

۲۔ ''کتاب'' کے مرکزی عنوان کے ماتحت ، چھوٹے عنوانات کیلیے ''باب'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے ۔ ''ابواب'' کی تعداد میں بھی اللّباب مفصل تر ہے ۔ ذیل میں چند مرکزی موضوعات کے تحت ، دونوں کتابوں کے ابواب کی تعداد ملاحظہ ہو :

معانی الآثار			اللّباب		
کتاب الطهارة	ابواب :	۳۰	کتاب الطهارة	ابواب :	۱۷
کتاب الصلٰوة	ابواب :	۸۷	کتاب الصلٰوة	ابواب :	۱۱۷
کتاب الزکٰوة	ابواب :	۱۰	کتاب الزکٰوة	ابواب :	۲۹
کتاب البیوع	ابواب :	۱۸	کتاب البیوع	ابواب :	۲۶

اس جائزے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اللّباب کے مولف نے، طحاوی کے

بعد کی تین چار صدیوں میں ، مسائل کے مزید مفصل و مشرح هو جانے کے قدرتی عمل کو نظر انداز نہیں کیا اور وہ اپنے پیشرو کے مقابلے میں مزید تنقیح و توضیح کی توقع پر پورا اترا ھے۔

۳۔ اللُّباب مسائل کی تفصیل میں پیشقدمی کے باوجود، ضخامت میں معانی الآثار سے ھلکی ھے۔

۴۔ اللُّباب کا اندازِ بیان نسبۃً سہل ، موثر اور فقه حنفی کی تائید میں واضح تر محسوس ھوتا ھے ۔

زیرنظر نسخے کے علاوہ ، اس کتاب کے تین خطی نسخے همارے علم میں هیں:

۱۔ رضا لائبریری رامپور کا نسخه، ۳۶۲ صفحات پر مشتمل، کاتب کا نام علی بن محمد بن امین المقری ھے۔ جس نے ۹۷۳ھ میں کتابت کی۔ نسخه نم رسیده ھے۔

۲۔ جامع شریفلری ترکی کے کتابخانے کا نسخه ، ۳۸۲ صفحات پر مشتمل ھے ۔

۳۔ سلطان احمد خان ثالث (ترکی) کے کتابخانے کا نسخه ۔

راقم السطور نے ، ۱۹۶۶ء میں اپنے ایم ۔ اے عربی کے مقالے کیلیے، اس کتاب کا ابتدائی حصه (از اول تا ''ابواب الوتر'') مرتب کیا تھا ۔ مقالے کے نگران جناب ڈاکٹر ضیاًالحق صوفی (سابق صدر شعبه عربی گورنمنٹ کالج لاهور) تھے ۔ اس موقع پر ترکی کے ایک نسخے کی مائیکرو فلم کاپی منگوائی جاسکی تھی ۔ اور متن کی ترتیب و تنقیح کے سلسلے میں اسے پیش نظر رکھا گیا ۔ یه مقاله (اللُّباب فی الجمع بین السنة و الکتاب کے عنوان سے) پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ھے۔ ضرورت اس بات کی ھےکه یه پوری کتاب ، تحقیق و تنقیح کے ساتھ ترتیب دی جائے۔

(۴۲)

[6241]

الفتاوى القاعدية

شمس الدين ابو عبداللہ محمد بن علی بن ابی القاسم بن ابی رجاء القاعدی الخجندی

اوراق	: ۱۸۸	خط	: نسخ قدیم (و تعلیق)
سطور	: ۳۲	کاتب	: نا معلوم
تقطیع	: ۲۹ × ۲۰	تاریخ کتابت	: نا معلوم

آغاز (جلد ثانی) : بسم‌اللہ . . . کتاب الشہادات قال العلم شرط تحمّل الشہادۃ . . .

[کشف الظنون میں جلد اول کا آغاز یوں بتایا ہے : الحمدللہ حق حمدہ علٰی نعمہ التی لا یحیط بہاالحمد . . .]

حاجی خلیفہ نے فتاوی القاعدیۃ کے تحت بیان کیا ہے کہ مولف سے اس کے بعض احباب نے مطالبہ کیا کہ وہ ایک ایسا فقہی مجموعہ تألیف کرے، جس میں ایک طرف تو وہ فتاوی جمع کیے جائیں ، جو فقہاے متاخرین نے پیش آمدہ مسائل میں دیے اور دوسری طرف اس میں فقہاے سلف کے اقوال اکٹھے کر کے، بتا دیا جائے کہ بعد میں آنے والے فقہا نے فتوی میں کن اقوال پر اعتماد کیا ہے :

ذکر فیہا انہ طلب منہ بعض اخوانہ ان یکتب لہ مجموعاً فی النوازل من الواقعات التی افتٰی بہا المشائخ المتاخرون و ان یذکر اقاویل السلف و من اختیار الخلف ما یعتمد فی امر الفتوٰی . . .

علاوہ ازیں، یہ بھی تقاضا تھا کہ اس کتاب میں قاضی تاج الدین ابو بکر بن احمد الاخسکیتی الخجندی کے فتاوی بھی شامل کر دیے جائیں:

و ان یضیف الیہ جملۃ مما افتی بہ شیخ المشائخ القاضی الامام تاج الدین ابوبکر ابن احمد الاخسکیتی مولداً الخجندی موطناً . . .

کتاب کی بنیادی زبان عربی ہے، مگر بہت سے مسائل کی صورت، فارسی میں بیان کی گئی ہے۔ یوں افادیت کا دائرہ، وسیع تر بنایا گیا ہے۔ حاجی خلیفہ نے بھی اس پہلو کا تذکرہ کیا ہے :

''کتاب مفید غالبه بالفارسیة'' . . . [کشف، ۲ : ۱۲۲۸]

البته حاجی خلیفه نے یه تصریح بھی کی ہے که مصنف کے ہاتھ سے، نکلنے کے بعد، اس کتاب کے نسخوں میں تقدیم و تاخیر اور حذف و اضافه کا عمل بکثرت رونما ہوتا رہا ہے۔ بہر حال ہم اس نادر سرمایۂ فقہی کے صرف اسی ایک نسخے (زیرنظر) سے آگاہ ہیں۔

مولف نے جن مصنفین اور کتبِ فقہیه کا بار بار تذکرہ کیا ہے، وہ یه ہیں :

الفقیه ابواللّیث، (نصر بن محمد بن ابراهیم السمرقندی الحنفی المتوفی ۳۷۶ھ)۔

ابو بکر الاسکاف، محمد بن سلمه، نصیر بن یحییٰ (ان تینوں فقها سے، ابواللّیث (۳۷۶ھ) نے اپنی تالیف: النوازل میں استفاده کیا ہے)۔

ابو علی النسفی (القاضی الامام ابو علی النسفی الحنفی الحسن بن خضر بن یوسف الفشیدیرجی المتوفی ۴۲۸ھ؛ تالیف: الفوائد فی فروع الحنفیة، دیکھیے کشف، ۲ : ۱۲۹۴ و ۱۳۰۱)۔

الناطفی (ابو العباس احمد بن محمد بن عمر الحنفی الناطفی المتوفی ۴۴۶ھ؛ تالیف: واقعات الناطفی، دیکھیے کشف، ۲ : ۱۹۹۹)۔

امام قاضی خاں (متوفی ۵۹۲ ھ؛ تالیف: فتاوی قاضی خاں)۔

الفقیه ظهیر الدین (ظهیرالدین ابو بکر محمد بن احمد بن عمر المتوفی ۶۱۹ھ؛ تالیف: الفوائد الظهیریة فی الفتاوی، دیکھیے کشف، ۲ : ۱۲۹۸)۔

مذکورۂ بالا فقها کے تذکرے سے معلوم ہوتا ہے که ہمارا مولف ساتویں صدی ہجری یا اس سے کچھ متاخر زمانے کا ہے۔ اس کے علاوہ مولف کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ دیکھیے کشف ۲ : ۱۲۲۸۔

(۴۵)

معدن الحقائق

محمد بن حاجی [حسین بن] محمد [بن الحسن] السمرقندی

اوراق :	۲۰۴	خط :	بدنما نستعلیق و شکسته
سطور :	۱۹	کاتب :	نامعلوم
تقطیع :	۳۰ × ۲۴	تاریخ کتابت :	,,

آغاز : الحمدُ للّٰه الّذی جعل سرایة [؟ سرائر] العلماء معارف کنوز الحقائق و صیّر ضمائرهم . . .

کنزالدقائق، فقه حنفی کی معروف نصابی کتاب ہے، جو آٹھویں صدی ہجری کے ممتاز حنفی فقیہ امام ابوالبرکات عبداللّٰه بن احمد النسفی (المتوفی ۷۱۰ھ) کی تالیف ہے - زیر نظر مخطوطه، اسی کنزالدقائق کی شرح ہے -

شارح کے بارے میں، اس کے نام کے سوا، مزید معلومات دستیاب نہیں ہو سکیں - شارح کا نام حسب ذیل تین مختلف طُرق سے پڑھا گیا ہے - ہمارے ایک نسخے میں نام یوں درج ہے :

محمد بن حاجی بن محمد السمرقندی (دیکھیے زیر نظر مخطوطه) : اور دوسرے نسخے میں اس طرح : محمد بن حاجی محمد بن الحسن السمرقندی (دیکھیے لائبریری میں زیر تالیف کا دوسرا نسخه جو مختصر فہرست کے شماره ۲۹۶ - الف کے تحت درج ہے) - جب که براکلمن نے یه نام حسب ذیل طریقے سے درج کیا ہے :

"محمد بن حاجی حسین بن محمد بن حسن السمرقندی"

(دیکھیے براکلمن، ت ۲ : ۲٦٧)

اس شرح سے، اس کے مولف کا تبحر علمی عیاں ہوتا ہے - فقہی جزئیات کے علاوہ، مسائل و فتاوی سے متعلق متعدد تاریخی واقعات پر بھی مؤلف کی نظر ہے اور وہ

مختلف مباحث میں، ایسے واقعات کو بڑے دلچسپ انداز میں درج کر دیتا ہے ۔ مثلاً زکوٰۃ کے ابواب میں یہ مسئلہ واضح کیا گیا ہے کہ سلاطین جور اگر زکوٰۃ و صدقات وصول کر لیں، تو اس کا کیا حکم ہے ۔ اس سلسلے میں پہلے یہ تصریح کی ہے کہ یہ سلاطین صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتے :

فاما ما یاخذہ سلاطین زماننا و هم الظلمة من الصدقات والعشور والخراج والجزیة فلم یتعرض له فی الکتاب و کثیر من ائمة بلخ یفتون بالاداء ثانیا فیما بینهم و بین ربه کما فی حق اهل البغی لعلمنا انهم لا یصرفون مصارف الصدقة . . .

مگر آگے چل کر بعض فقہا کا فتوٰی بیان کیا گیا ہے کہ اگر سلاطین کو اموال دیتے ہوے، ان پر ہی، صدقہ کرنے کی نیت کر لی جائے، تو زکوٰۃ دینے والا بریٔ الذمہ قرار پائے گا ۔ کیونکہ سلاطین کے پاس، رعایا کا مال ہوتا ہے، جس میں سے اگر سب حقوق ادا کر دیے جائیں، تو ان کے پاس کچھ نہ بچے ۔ اس کے ساتھ مولف نے بتایا ہے کہ فقیہ محمد بن سلمه نے فتوٰی دیا تھا کہ والیِ خراسان علی بن عیسٰی پر زکوٰۃ صرف کی جا سکتی ہے ۔ اسی قبیل کا دوسرا واقعہ حاکم بلخ کا بیان کیا ہے کہ اس کے ذمے، قسم کا کفارہ لازم آیا، تو فقہا نے کہا کہ تین دن کے روزے رکھے :

"فهم بمنزلة الفقراء حتی قال محمد بن سلمة یجوز الزکٰوة لعلی بن عیسی والیِ خراسان ۔ و کان امیر بلخ و جبت علیه کفارة الیمین قال الفقهاء عما یکفر به فافتوا له بالصیام ثلثة ایام کذا فی نهایة شرح الهدایة" . . . [مخطوطه، ص ۹۹ ـ الف]

اسی طرح، حرمت رضاعی کے مسائل بیان کرتے ہوے، مصنف نے یہ دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے کہ امام بخاری سے مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر ایک جانور کے پستان سے دو بچوں نے دودھ پیا ہو، تو آیا ان کے درمیان حرمت رضاعی ثابت ہو جاتی ہے ۔ امام صاحب نے اس کا جواب، اثبات میں دیا اور اسی باعث انہیں بخارٰی سے نکال دیا گیا :

"و انما قیدنا بثدی المرأة الواحدة لانه لو اجتمعا فی ضرع بهیمة واحدة لا یحرم

احدهما على الآخر و كان محمد بن اسماعيل البخاری بفتی بثبوت الحرمة و اُخرج من بخاری بسببه کذا فی الکافی" . . . [مخطوطه، ص ۱۰۹ - ب]

اس نادر تالیف کے دو قلمی نسخے، آصفیه اور رامپور کی لائبریریوں میں بھی موجود ھیں ، جیسا کہ براکلمن نے حواله دیا ھے (براکلمن، ۲ : ۲٦٧) - یه کتاب علم فقه کا اھم سرمایه ھے، اس کی حفاظت اور اشاعت ضروری ھے - ھماری لائبریری میں اس تالیف کا دوسرا نسخه بھی موجود ھے دیکھیے مختصر فہرست شمارہ ۲۹٦ - الف

(۴٦)

[Ar d II 100
1898]

کمال الدراية فی شرح النقاية

ابوالعبّاس تقی‌الدین احمد بن محمد بن محمد بن حسن بن علی الشُمُنّی المتوفّٰی ۸۷۲ھ

اوراق	: ۳۹۰ (حواشی پر)	خط	: نسخ
سطور	: ۲۹ تا ۴۷	کاتب	: نا معلوم
تقطیع	: ۳٦ × ۲۳ س م	تاریخ کتابت	: نا معلوم

آغاز : احمد الله علی‌الهدایة والدرایة واسأله الوقایة . . .

مولف نویں صدی ھجری کے ممتاز فضلا میں تھا - السیوطی اور السخاوی جیسے مورخ، اس کے تلامذہ میں شامل ھیں - ان ھر دو مورخوں نے الشمنی کے پایۂ علمی کا اعتراف کیا ھے - ۸۰۱ ھجری میں الشُمُنّی، اسکندریه میں پیدا ھوا ، اور اپنے والد کے ساتھ قاھرہ میں آ کر تحصیل علوم میں مشغول ھوگیا- یہاں اس نے، ابن الکویک، جمال الحنبلی، صدر الابشیطی ، تقی الزبیری، ولی الدین عراقی، خلیل القرشی القاری اور دیگر بہت سے شیوخ کے ھاں حدیث پڑی - السخاوی کے بیان کے مطابق ، حسب ذیل محدثین نے مولف کو

سند اجازت عطا کی:

السراج البلقینی ـ الزین العراقی ـ الهیثمی ـ الجمال الرشیدی ـ التقی الدجوی الجوهری ـ الحلاوی ـ البدر النسابة ـ ناصر الدین ابن الفرات ـ الزین المراغی ـ الجمال بن ظهیرة اور رقیة بنت یحیی ـ

السیوطی نے اس میں کمال الدمیری کا نام بھی شامل کیا ہے ـ السخاوی اور السیوطی کے بیانات کے مطابق، مولف کے دیگر شیوخ و اساتذہ کی تفصیل یہ ہے:

الشمس الشطنوفی (ان سے علم نحو پڑھا) قاضی شمس الدین البساطی (یا الباطی ـ ان سے اصول حدیث، اصول فقه، معانی، بیان اور منطق کے علوم حاصل کیے) ـ علاء البخاری (ان سے تلویح توضیح اور هدایه پڑھا ـ نیز معانی میں شرح المفتاح پڑھی) ـ نظام الصیرامی (سے علم المعانی میں مطول پڑھی ـ منطق اور دیگر علوم عقلیه کے کچھ اسباق بھی پڑھے ـ هدایه ان سے بھی پڑھا ـ یه مولف کے حنفی المسلک هو جانے سے پہلے کی بات ہے ـ السیوطی نے "الشیخ یحیی السیرامی" [سین کے ساتھ] لکھا ہے، اور بتایا ہے کہ مولف نے ان سے علم فقه کی تحصیل کی تھی ـ [دیکھیے بغیة، ۱۶۳ ؛ الضوء ۶ : ۱۷۴] ـ

الزواتیتی ـ الشموس الشامی ـ ابن البیطار ـ النور الانباری ـ احمد الصهناجی (ان سے اور الشمس البساطی سے مولف، فقه مالکی پڑھتا رہا) ـ

السخاوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، کہ الصهناجی اور الصیرامی هر دو مالکی فقیه تھے، اور مولف نے ان سے فقه مالکی کی تحصیل کی ـ نیز السخاوی لکھتا ہے کہ الصیرامی کی وفات کے بعد، ۸۳۴ھ میں مولف نے حنفی مسلک اختیار کر لیا ـ

[دیکھیے الضوء ۲ : ۱۷۴]

مولف نے علوم دینیه کے علاوه، الشمس محمد البلادری سے علم طب، ناصرالدین البارنباری سے، عروض، قافیه اور علم الحساب، ابن المجد سے هندسه و هئیت، اور ابو بکر عجمی سے آداب البحث کی تحصیل کی ـ

سلطان قائتبای الجرکسی کی طرف سے، مولف کو عہدۂ قضا پیش کیا گیا ، مگر مولف نے اسے قبول نہ کیا ۔ قاصد نے بتایا کہ سلطان خود آ کر آپ کو مجبور کرے گا۔ تو جواب دیا کہ روپوش ہو جاؤں گا۔ پھر کسی نے کہا اگر اللہ تعالٰی نے آپ سے پوچھا کہ ایک منصب خیر کو کیوں قبول نہ کیا ۔ تو کیا جواب دیجیے گا ؟ اس پر کہا ''اللہ تعالٰی خود ہی جواب بھی سجھا دے گا''۔ السخاوی نے مولف کی جلالت علمی اور پختہ کرداری پر دلالت کرنے والے دیگر متعدد واقعات بھی بیان کیے ہیں۔

[الضوء ، ۲ : ۱۷۳]

مولف کی تالیفات حسب ذیل ہیں:

شرح النخبة، مولف کے والد نے حدیث میں منظوم کتاب تالیف کی تھی ۔ یہ اس کی شرح ہے ۔

المنصف من الکلام علی مغنی ابن ہشام ۔ یہ المغنی پر الدمامینی کے حاشیے کی تلخیص ہے ۔ السخاوی کہتا ہے کہ مولف نے اس تالیف میں نفیس اضافے کیے ہیں: ''و زاد علیھا اشیاء نفیسة'' مگر الشوکانی نے خیال ظاہر کیا ہے کہ اس میں الدمامینی کے اقوال دہرانے کے سوا ، مولف نے اور کچھ نہیں کیا ۔

[الضوء ، ۲ : ۱۷۳ ؛ البدر الطالع، ۱ : ۱۱۹]

مزیل الخفا عن الفاظ الشفا ۔ یہ برہان الحلبی کی شرح الشفا للقاضی عیاض کی تلخیص ہے، اور السخاوی کے مطابق ، مولف نے اس میں دقیق تحقیقات پیش کی ہیں۔

رد الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص ۔ الباعث ... الخ، (العراقی کی تالیف) کی تردید میں لکھی گئی ۔

کمال الدرایة ۔ زیر نظر تالیف ، اور غالباً یہی مولف کی وقیع ترین تصنیف ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے مسائل فقہیہ کے بیان کے ساتھ ، وہ احادیث بھی درج کی ہیں جن سے حکم شرعی معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً فرائض وضو کے ماتحت یوں

تشریح کی ہے:

فرض الوضوء قدّمه علی الغسل لان الحاجة الیه اکثر . . . و الفرض عندنا مالزم فعله بدلیل قطعی . . . قال السهیلی و کانت فرضیة الوضوء بمکة و نزول آیته بالمدینة و اخرج عن اسامة بن زید بن حارثة ان اباه حدّثه [انّ] رسول الله صلی الله علیه وسلّم فی اوّل ما اوحی الیه اتاه جبرئیل علیه الصلوٰة و السلام فعلّمه الوضوء . . .

احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے، فاضل شارح نے مجموعہ حدیث (یعنی کتب حدیث میں سے کتاب کے متعین حوالے) کی تصریح کی ہے اور سند کی نشاندھی بھی کی ہے۔ اس سلسلے میں یہاں ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے: سُننِ وضوء کے بیان میں تخلیلِ لحیہ (ڈاڑھی کا خلال) کا شمار کرتے ہوئے شارح لکھتا ہے:

و تخلیل اللّحیة لما روی الترمذی و ابن ماجة من حدیث عامر بن شقیق الاسدی عن ابی وائل عن عثمان ان رسول الله صلی الله علیه وسلّم کان یخلّل لحیته . . .

اس کے مقابلے پر، جامع الرموز اور شرح ابی المکارم (جو اسی نقایہ کی شروح ہیں) کو اسی مقام پر دیکھیے، تو بے شک ان شروح میں فقہا کا اختلاف اور کتب فقہیہ کا حوالہ بالوضاحت درج کیا گیا ہے، مگر ان میں کسی بھی ماخذ حدیث کا حوالہ نہیں دیا گیا۔

دراصل یہ کتاب، اس سلسلۂ علمی کی ایک اہم کڑی ہے، جو فقہ حنفی کو حدیث کی روشنی میں پیش کرتا ہے۔ اس کی حفاظت، تحقیق و تنقیح اور اشاعت ضروری ہے۔ ہمارا نسخہ جزوی طور پر نمی سے متأثر ہے۔ میونخ، قاھرہ اور بانکی پور میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ دیکھیے بانکی پور، ۱۹ : (۱) ۱۵۴، نیز دیکھیے البدر الطالع، ۱ : ۱۱۹ ؛ بغیة، ۱۶۳ ؛ الضوء، ۲ : ۱۷۴ ؛ شذرات، ۷ : ۳۱۳ ؛ اعلام، ۱ : ۲۱۹ ؛ کشف، ۱۹۷۱ -

(۴۷)

شرح مختصر الوقاية

ابو المكارم بن عبدالله بن محمد (من فقهاء القرن العاشر)

اوراق	: ۳۹۵ (حاشیے پر)	خط	: نسخ
سطور	: ۱۷ تا ٦٥	کاتب	: نامعلوم
تقطیع	: ۳٦ × ۲۳ س م	تاریخ کتابت	: نامعلوم

آغاز : بسم‌اللہ . . . و بہ نستعین . . . نحمدُ کَ یا من شرع لنا احکام الدین القویم . . .

ابوالمکارم، دسویں صدی ھجری کے حنفی فقہا میں تھے۔ حاجی خلیفہ کے بیان کے مطابق ، ابوالمکارم نے نقایۃ (= مختصر الوقایۃ) کی یہ شرح، رجب ۹۰۷ھ میں مکمل کی (کشف، ۲ : ۱۹۷۲) - بانکی پور کے فاضل فہرست نگار نے بھی یہی لکھا ھے کہ مولف دسویں صدی ھجری سے تعلق رکھتا ھے کیونکہ وہ ۹۰۷ھ میں زندہ تھا ، جیسا کہ زیرنظر تألیف کی جلد ثانی کے اختتام پر مذکورہ سال تألیف (۹۰۷ھ) خود مولف نے بیان کیا ھے (بانکی پور، ۱۹ (۱) : ۱۰۰) -

مولف کی تاریخ وفات ، اور دیگر احوال حیات کی تفصیل کتب رجال میں نہیں ملتی - تألیف کے مطالعے سے معلوم ھوتا ھے کہ مولف حنفی المسلک تھا -

شارح نے فقہی الفاظ کی تشریحِ لُغوی، اور مسائل کی تائید میں احادیث کے حوالوں پر خاص توجہ کی ھے- اور اس کے ساتھ مسائل میں اختلافی مسالک بھی بیان کیے ھیں- بانکی پور کے فہرست نگار نے اسے ایک مفید شرح قرار دیا ھے - ھماری رائے میں بھی یہ تألیف ، فقہاے احناف کی علمی وراثت کا ایک اھم حصہ ھے، جو ابھی تک طباعت سے محروم ھے - اس لیے اس کی حفاظت ضروری ھے - افسوس ھے کہ ھمارا نسخہ غالباً نمی کے باعث قدرے خستہ حال ھو چکا ھے-

بانکی پور کے علاوہ اس کے دو خطی نسخے، انڈیا آفس اور میونخ میں بھی موجود ہیں دیکھیے بانکی پور، ۱۹ (۱): ۱۵۵؛ کشف، ۲: ۱۹۷۲ -

(۴۸)

[6410]

غایۃ الحواشی

ابوالمعارف محمد عنایت اللہ الحنفی القادری القصوری ثم اللاهوری المتوفی ۱۱۴۱ھ

اوراق	: ۵۴۹	خط	: نیم شکستہ
سطور	: ۲۴ تا ۲۹	کاتب	: خود مولف
تقطیع	: ۲۸ × ۱۹س م	تاریخ کتابت	: ۱۱۳۴ھ
آغاز	: الحمد للہ الذی موجز ہدایۃ وقایۃ عن الانحراف . . .		

مولف عموماً شاہ عنایت کے نام سے معروف ہیں - وہ ۱۰۵۶ھ میں قصور میں پیدا ہوئے، اور وہیں تعلیم و تربیت پائی - آپ کا تعلق ایک ایسے علمی گھرانے سے تھا، جس کی روایات میں درس و تدریس کی خدمات شامل رہی تھیں - والد کا نام مولوی پیر محمد تھا، جو لاہور سے قصور منتقل ہوگئے تھے -

شاہ عنایت کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے پانچ برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا اور ۱۲ سال کی عمر کو پہنچے، تو علوم درسیہ کی سند فراغت حاصل کر چکے تھے - بعد ازاں تربیت روحانی کے لیے لاہور آ کر، حضرت شاہ محمد رضا کے حلقۂ صحبت میں داخل ہوئے - سلوک کی تکمیل کے بعد، مرشد نے قصور واپس جانے کا حکم دیا - جہاں پنجابی زبان کے دو مشہورِعالم شاعر، وارث شاہ اور بلھے شاہ آپ کے مریدین میں داخل ہوئے[1] -

---

(۱) وارث شاہ کا شاہکار "ہیر" اور بلھے شاہ کی عظیم یادگار ان کی کافیاں ہیں -

قصور اور آس پاس کے لوگوں میں، شاہ عنایت کی روز افزوں مقبولیت سے، اس وقت کا حاکمِ قصور حسین خان افغان گھبرا اٹھا ـ اس نے آپ کو مختلف بہانوں سے تنگ کرنا شروع کیا ـ بالآخر آپ لاهور تشریف لے آئے ـ جہاں مدرسۂ و خانقاہ دونوں کی خدمات انجام دیں ـ علومِ شرعیه کے درس کے ساتھ، آپ کے ہاں، مثنوی رومی، اور فصوصؔ الحکم جیسی کتب تصوف کا درس بھی ہوتا تھا ـ

شاہ عنایت کا انتقال ۱۱۴۱ھ میں ہوا ـ انہیں لاهور میں دفن کیا گیا، مزار پر عرس منعقد ہوتا ہے ـ حدائق حنفیه اور نزهۃ الخواطر کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے جید حنفی فقیه تھے ـ غایۃ الحواشی کے علاوہ، آپ نے ملتقط الحقائق کے نام سے، کنزالدقائق کی ایک بسیط شرح بھی لکھی ـ صاحب تذکرہ کا بیان ہے، اس شرح میں آپ نے تشہّد میں اشارۂ سبابه کو مسنون قرار دیا ہے (تذکرہ، ۳۰۷) ـ وحدت الوجود کے موضوع پر ایک تصنیف: تنقیح المرام (تالیف ۱۱۰۰ھ) اور صوم و صلٰوۃ کے بعض مسائل پر ایک رساله بھی آپ کی یادگار ہے (نزهۃ، ۶ : ۱۹۵، ۱۹۶) ـ

زیرنظر تألیف، شرح وقایه پر حاشیه ہے ـ مولف نے دیباچے میں بتایا ہے کہ علوم رسمیه (متداوله) کی تحصیل کے بعد، وہ مسلسل تیس برس تک، سلوک اور تزکیۂ نفس کے سلسلے میں مشغول رہا، جس کے دوران میں طبیعت، قیل و قال سے متوحش ہوگئی ـ تاآنکه اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی گنجائش باقی نه رہی بالآخر ایک بزرگ ابوالنصر سید الیاس نے مولف کو لڑکوں کی تعلیم کا حکم دیا ـ چنانچه مولف نے محمد زاهد (اسے ''الولد العزیز'' کہا ہے) کی تعلیم شروع کردی، اور اسی دوران میں، زیرنظر حاشیه بھی سپرد قلم ہوتا رہا:

یقول العبد الفقیر المشتاق الٰی لقاء الباری ابوالمعارف محمد عنایت الله الحنفی القادری القصوری، ثم اللاهوری الشطاری، لمّا اشتغلتُ بعد تحصیل العلوم الرسمیة، بتزکیة النفس و تصفیة القلب منذُ ثلثین سنة، بحیث صارت الطبیعة متوحشا (متوحشة) عن القیل و القال ... فلم یکن الوسعة لتعلیم الاولاد و قدحان

ان یضیعوا مع الاحفاد اَمرنی شفقة علیهم بتعلیمهم قدوة الاولیاء و العرفاء . . .
ابو النصر سیّد الیاس نوّر الله وجهه بنور وجهه الکریم . . . فانّی رجلٌ مامور و
المامور معذور . . . فعلقتُ هذه البضاعة المزجاة علٰی شرح الوقایة عند قرایة
(قرأة) الولد العزیز محمد زاهد . . . و سمیته غایة الحواشی . . .

(زیرنظر مخطوطه، ص ۱ ـ ب)

مؤلف کی بالغ نظری اور وسعت مطالعه کا اندازه ، اس امر سے هو سکتا هے
که صرف پہلے دو اوراق پر، حسب ذیل مآخذ کو حوالوں کے لیے استعمال کیا گیا هے :

شرح المغنی لابن طولون ، الصراح ، القاموس ، الصحاح للجوهری ، الزجاج ،
ازهری ، بازانی ، سیبویه ، جار الله الزمخشری ، البرجندی ، شرح البزدوی
للاله داد ، شرح القدوری للعلامة الحدادی ، مختار الفتاوی ، خزانة المفتین ،
احمد جند ، البخاری ، الموطأ ، مسند احمد ، مصنف عبدالرزاق ،
سنن ابی داؤد ، شرح البخاری لابن حجر ، حاشیة حاجی سعید خان ، (علٰی شرح
الوقایة ؟) رموز المختصر ـ

پہلے صفحے کے حاشیے پر مولف کے ایک نوٹ سے معلوم هوتا هے که اس نے حسب ذیل
مولفین کی طرف بکثرت رجوع کیا هے اور ان کے لیے یه مخففات و کنایات استعمال کیے هیں:

. . . واعلم انّی کنیتُ من ''بعض المدققین'' الٰی ''ملا عصام'' و من
''بعض المحققین'' الی شیخ الا سلام احمد التفتازانی و من ''بعضِ الفضلاء''
الٰی ''حاجی ابی القاسم'' و من ''الفاضل المحشی'' الی الچلپی و من
''الفاضل المحقق'' الٰی حاجی سعید خان . . . (مخطوطه، ص ۱ ـ ب حاشیه)

مؤخّرالذکر حاجی سعید خان[۱] ، جن کے لیے مولف نے ''فاضل محقق'' کا کنایه استعمال

---

(۱) فوق نے اپنی تالیف سوانح عبدالحکیم سیالکوٹی میں، فاضل سیالکوٹی کے معاصرین میں، ایک بزرگ عالم حاجی محمد سعید کا تذکره کیا هے اور بتایا هے که انهیں دربار شاهجهان میں کسی منصب کی پیشکش کی گئی تھی، مگر انهوں نے انکار کر دیا دیکھیے منشی محمد الدین فوق : سوانح عبدالحکیم سیالکوٹی، ص ۵۶ ـ

کہا ہے، اپنے نام کی ترکیب سے، برعظیم ھی کے مولف معلوم ہوتے ہیں، اور غالب گمان یہ ہے، کہ یہ بھی شرح وقایہ کے محشی ہونگے - زیر نظر مخطوطہ کے ص ۲ - الف، سطر ۹ میں، مولف نے فرمایا ہے: کذاقال حاجی سعید خان فی حاشیتہ . . .

مولف نے اپنے اس حاشیے میں اس کثرت سے فقہی مسائل و مباحث کی تفصیل و توضیح کی ہے کہ حاشیہ، ایک فقہی دائرۃ المعارف معلوم ہوتا ہے - نزھۃالخواطر میں، مولانا عبدالحی لکھنوی کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے اس حاشیے کا مطالعہ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ کتاب جزئیات کثیرہ پر مشتمل ہے:

قال عبدالحی بن عبدالحلیم اللکھنوی فی مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ انہ طالع حاشیتہ المسماۃ بغایۃ الحواشی فانہا فی مجلدین وھی مشتملۃ علی فروع کثیرۃ . . .

[نزھۃ، ٦: ١٩٦]

مذکورۂ بالا حقیقت کے اندازے کے لیے، حاشیے سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں - کتب فقہیہ میں کتاب الصلوٰۃ کے آغاز پر ایک مبحث یہ پایا جاتا ہے کہ نماز کے وجوب کے سلسلے میں، اوقات نماز کی اہمیت کس حد تک ہے - اس ضمن میں ایک مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ جن علاقوں میں غروب کے فوراً بعد سورج پھر طلوع ہو جاتا ہے، وہاں عشا کی نماز کا کیا حکم ہے؟ بعض فقہا کہتے ہیں ان علاقوں میں نماز واجب فی الذمہ ہو جاتی ہے اور بعض کے نزدیک واجب نہیں ہوتی - اس جزئیے کو فتاویٰ عالمگیری، ھدایہ اور اس کی فتح القدیر جیسی شروح تک نے بیان نہیں کیا - مگر زیرنظر حاشیے میں اس مبحث کا بیان موجود ہے - محشّی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

و اما سببُ وجوبها فاوقاتها، فالوجوب فی الذمّة شرعًا علّق بهٰذه الاوقات بالامر . . . وليس الوقت سبباً لو جوب الاداء اذ سبب و جوب الاداء خطاب الله تعالٰی كذا فی السراج الوهاج و قال شارح المنية: الوقت كما هو شرطٌ لادائها فهو سببٌ لو جو بها فلا يجبُ بدونها (؟ بدونه) و به افتٰى برهانُ الائمة فيمن

لا یجد وقت العشاء فی بلدة لیس علیکم صلٰوة العشاء و به افتٰی ظهیر الدین المرغینانی اذا سئل عن هٰذا . . . (مخطوطه ، ص ٣٥ ـ الف)

اس کے بعد مولف نے شمس الائمة الحلوائی اور امام بقالی کا اسی مسئلے میں اختلاف اور پھر شمس الائمه کا بقالی کے موقف کی طرف رجوع کا واقعه بیان کیا ہے۔ مولف نے یه واقعه، نجم الدین(١) الزاهدی کی شرح قدوری کے حوالے سے تحریر کیا ہے :

و اذا سئل عن شمس الائمة الحلوائی فافتٰی بقضاء العشاء لوجوبها فی الذّمة ، فان لم یجد الوقت یقضی فوردت المسئلة فی خوارزم علی الشیخ الکبیر سیف السنة البقالی فافتٰی بعدم الوجوب فبلغ جوابه الحلوائی ، فارسل من یسأله فی مجلس العامة ما تقول فی من اسقط من الصلوٰت الخمس واحدة هل یکفر فسأل و احسّ الشیخ فقال ما تقول فیمن قطع یداه مع المرفقین کم فرائض وضوئه قال ثلٰث لفوات محلّ الرابع قال الامام البقالی فکذٰلک الصلٰوة الخامسة فبلغ الحلوائی جوابه فاستحسنه و وافقه (؟ وافقه) و رجع عمّا کان ، کذا ذکره نجم الدین الزاهدی فی شرحِ القدوری . . . (مخطوطه ، ص ٣٥ ـ الف)

ردّ المحتار میں البته اس مبحث کی مکمل تفصیل بیان کی گئی ہے، مگر یه کتاب تو مطولاتِ فقه میں شمار هوتی ہے۔

فاضل مولف (محشّی) نے، فقهی مسائل کی توضیح و تدقیق کے علاوہ، لُغت اور عربیت کے پہلو سے بھی نہایت عالمانه انداز کے ساتھ ، الفاظِ متن کی تشریح کی ہے ، مثلاً شرح وقایه کے الفاظ ''بُرهان الشریعة'' کی تشریح کے سلسلے میں ، مؤلّف فقط بُرهان کا مفهوم بیان کرنے پر هی اکتفا نہیں کرتا، بلکه وہ بُرهان ، بیّنة اور دلیل کے درمیان معنوی فرق بھی بتاتا ہے :

---

(١) حاجی خلیفه نے الزاهدی اور اس کی شرح قدوری کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے : و شرحه الامام نجم الدین مختار بن محمود الزاهدی الحنفی المتوفی سنة ٦٥٨ و هو شرح نفس فی ثلاث مجلدات ـ (کشف، ٢ : ١٦٣١)۔

قوله برهان الشريعة ای حجتها ، و البيّنة و الدليل و البرهان متحدة بالذات مختلفة بالاعتبار، فباعتبار ظهور المدعٰی منه يسمّی بيّنة ، و باعتبار الهداية و الوصول الی المطلوب يسمّی دليلا ، و باعتبار الغلبة علی الخصم يسمّی برهانا وحجة . تم النون فی البرهان اصلية علی ماذهب (اليه ؟) الجوهری لقولهم برهن الرجل اذاجاء بالبرهان و زائدة علی ما ذكره الازهری و هو اختيار جار اللہ الزمخشری ، لقولهم ابره الرجل اذاجاء بالبرهان و هو الصواب . . .

(مخطوطه ، ص ٢ - ب)

علاوہ ازیں، بعض مقامات پر، فاضل محشی کے مشربِ صوفیانہ، اور اس کے خصوصی ذوق و اعتقاد کے انعکاسات بھی صاف جھلکتے ھیں - مثلاً ''آلہ اجمعین'' کے الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے کہا ھے کہ اجمعین کا لفظ ، جملہ آل و اصحابِ نبی کو شامل ھے، اگر ان میں سے کسی سے کوئی گناہ سرزد ھو جائے ، تو بھی ان کی تعظیم ترک نہ کی جائے :

ردٌّ لمن انكر بعضهم، و اشارة الی ان اولاده صلّی اللہ عليه وسلّم و اصحابه ان صدر منهم شئ من الذنب لايترک تعظيمهم . . . (مخطوطه ، ص ٢ - الف)

اور ''اقوی الذريعة'' پر نوٹ لکھتے ھوئے فرماتے ھیں ، ممکن ھے کہ اقوی الذريعة (مضبوط ترین وسیلہ) سے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات گرامی مراد ھو کیونکہ راہ سلوک کی بنیاد تو سنت نبویہ کی اتباع ھی پر قائم ھے :

. . . و يحتمل ان يكون المراد باقوی الذريعة النبی صلّی اللہ عليه وسلّم ، لان الاصل فی السلوک الی اللہ متابعةُ السنة لانّه شاملٌ لمتابعة الكتاب ايضاً . . .

(مخطوطه، ص ٢ - الف)

اس حاشیے کی تالیف کا آغاز ١١٣٢ ھ میں ، اور اتمام ١١٣٣ ھ میں ھوا - زیر نظر مخطوطہ، مولف کا خود نوشت نسخہ ھے - یہ تالیف پاک و ھند کے فقہی لٹریچر میں وقیع مقام کی حامل ھے، جو ابھی تک طبع نہیں ھوئی - راقم السطور کے توجہ دلانے پر ایم - اے عربی کے امتحانی مقالہ کے طور پر، اس کتاب کے چند ابتدائی اوراق کا ترجمہ ، پنجاب

یونیورسٹی کے ایک متعلم نے کیا ہے۔ احوال مولف کے لیے دیکھیے نزھۃ، ۹: ۱۹۰ ؛ خزینۃ الاصفیا، ۱۸۰، تا ۱۸٦ ؛ تذکرہ، ۳۰۷ ؛ حدائق، ۳۳۹ ۔

(۴۹)

اختصار مطالب المومنین

اوراق	:	۱۹	خط	:	شکستہ آمیز
سطور	:	۳۱	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۲ × ۱۴ سم	تاریخ کتابت :		۹۰۹ھ ؟

آغاز : بسم‌اللہ . . . الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فھٰذہ رسالۃ موجزۃ من مطالب المومنین للشیخ الامام بدر بن تاج بن عبدالرحیم اللاھوری رحمۃ اللہ علیہ . . .

مخطوطے کے آغاز کی مذکورۂ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ زیر نظر رسالہ، مطالب المومنین کی تلخیص ہے ۔ مطالب المومنین کے مولف بدر بن تاج بن عبدالرحیم لاھوری تھے ۔ بانکی پور لائبریری کی فہرست (۱۹ (۲) : ۱۷) میں بتایا گیا ہے کہ اس لائبریری میں محفوظ، مطالب المومنین کے نسخے کے ورق ۱۲۸ ۔ الف پر مولف (بدر لاھوری) نے قاضی ضیاءالدین سنامی کو اپنے اساتذہ میں شمار کیا ہے : قال العبد اصلحہ اللہ تعالٰی سمعت شیخی و استاذی الامام العامل الکامل ضیاءالدین السنامی . . .

قاضی سنامی، حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۲۰ھ) کے ہم‌عصر تھے [تذکرہ، ۲۰۰]، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مطالب المومنین کے مولف کا زمانہ آٹھویں صدی ھجری ہے ۔

مطالب المومنین، بر عظیم کے فقہی سرمایے میں اہم مقام رکھتی ہے۔ بانکی پور کے فہرست نگار نے اسے مختصر مگر جامع اور مفید کتاب قرار دیا ہے، نیز بتایا ہے کہ اس میں تیسری سے ساتویں صدی ہجری تک کے فقہا سے استفادہ کیا گیا ہے۔ نسخۂ بانکی‌پور کے علاوہ، اس کے دو نسخے رامپور لائبریری (فقہ، شمارہ جات ۳۰۰، ۳۰۰) میں بھی موجود ہیں۔

زیر نظر رسالے (جو مطالب المومنین کی تلخیص ہے) کے مولف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ تاہم اس کے آغاز کی عبارت، مطالب المومنین اور اس کے مولف کے وجود کا واضح ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔ آغاز پر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اصل کتاب دو سو پچاس فصول پر مشتمل ہے:

... فیه مائتین (مائتان) و خمسون فصلاً ...

تالیف کے مواد اور اسلوب کا جائزہ لینے کے لیے، یہاں زکوۃ کی فصول کے عنوانات اور ان میں سے بعض کی عبارات درج کی جاتی ہیں:

فصل فی الزکوۃ۔ فصل فی استعمال الصدقات۔ فصل فی جائزة السلطان۔
فصل فی السوال۔ فصل فیمن یتصدق و ما یبطل به الصدقة۔

''جائزة السلطان'' کی فصل میں بتایا ہے کہ اگر سلطان، بیت المال سے کچھ دے رہا ہو، تو بہتر یہ ہے، کہ اسے وہ شخص قبول نہ کرے، جو مستحق زکوۃ نہ ہو کیونکہ بیت المال کا عطیہ، صدقہ سے مشابہ ہے:

من لا یحل له اخذ الصدقة فالافضل له ان لا یقبل جائزة السلطان لانها یشبه الصدقة ...

اگر مطالب المومنین کے متن کی تنقیح و تحقیق کا کام کیا جائے تو اس ملخص رسالے کو پیش نظر رکھنا مفید ہوگا۔

(۵۰)

[3913]

دستور القضاة

صدر الملة والدين محمد بن محمود التبریزی المدعو بقاضی خواجه

من فقهاءالقرن الثامن

اوراق	:	۵۷	خط	:	نسخ (مختلف قلم)
سطور	:	۱۷ تا ۲۶	کاتب	:	عبدالرسول اسمٰعیل بن المرحوم المغفور میاں فریدالدین بن العالم الفاضل میاں اسمعیل بھریالوی
تقطیع	:	۲۵ × ۱۷سم	تاریخ کتابت	:	۱۱۳۹ھ

آغاز : الحمد للہ الّذی اعاننی علٰی جمع ھٰذہ المسائل والصلٰوۃ علٰی رسولہ محمد النبی الذی خصص بالفضائل . . .

فہرست نگار بانکی پور کی تحقیق کے مطابق، زیرنظر تالیف کا مؤلف، آٹھویں صدی ھجری کے فضلا میں قرار پاتا ھے ۔ فہرست نگار مذکور کا استدلال یہ ھے کہ اس تالیف میں نویں صدی کے کسی مصنف کا حوالہ نہیں ملتا ۔ دوسری طرف فتاوی حمادیہ میں ، اس تالیف کا ذکر کیا گیا ھے ۔ اور حمادیہ کا مصنف ، نویں صدی ھجری کے آغاز پر فوت ھوا تھا ۔

خوش قسمتی سے ھمارے نسخے کے خاتمے پر ، تاریخ تالیف بالصراحت درج کر دی گئی ھے ۔ جس سے مولف کا آٹھویں صدی سے تعلق، بالیقین ثابت ھو جاتا ھے۔ خاتمے کی عبارت یہ ھے:

تم تالیف هٰذه الروایات بعد ستة اشهر متوالیات ، ابتداؤه فی الغرة من الربیع الاول وانتهاؤه فی السلخ من شعبان سنة اثنین و سبعین و سبعمائة . . .

مولف کے نام میں اختلاف واقع ہوا ہے - بانکی پور والوں نے ''صدر بن رشید بن صدر التبریزی المدعو بقاضی خواجه'' لکھا ہے - جبکه فہرست رامپور میں ''محمد بن احمد التبریزی الملقب بعماد'' درج کیا ہے - اور براکلمن نے ان ہر دو طُرق کو جمع کرتے ہوئے مولف کا نام یوں دیا ہے :

''محمد بن احمد التبریزی عماد صدر بن رشید بن صدر قاضی خواجه''-

ہمارے نزدیک، اس اختلاف کا باعث مخطوطے کے دیباچے اور خاتمے کی وہ عبارتیں ہیں، جو مولف کے نام کے بارے میں بظاہر باہم مختلف پڑتی ہیں - دیباچے میں ہے :

''قال العبد الضعیف صدر الرشید بن صدر التبریزی المدعو بقاضی خواجه عصمه الله تعالٰی فی الدارین جمعت الروایات المعتمدة من الکتب المعتبرة و سمیته دستور القضاة''

اور خاتمے پر ہے :

قال العبدالضعیف الراجی الٰی رحمة الله المجازی اضعف العباد محمد بن احمد التبریزی الملقب بعماد عصمه الله تعالٰی عن الخطاء والذلل و حفظه عن النسیان والخلل، هٰذه الروایات متضمنة الواقعات جمیعا للولد الاعز . . . المتقی المتدین العالم الفاضل المحقق المدقق صدر الملة والدین محمد بن محمود التبریزی عرفا قاضی خواجه متّع الله المسلمین بطول بقائه . . .

فہرست نگار بانکی پور نے دیباچے کی عبارت کو ماخذ بنایا ہے اور اسے ''صدر بن رشید'' پڑھا ہے حالانکه ہمارے نسخے میں ''صدر الرشید'' صاف درج ہے اور یہی درست معلوم ہوتا ہے - رامپور والوں نے خاتمے کی عبارت سے یه سمجھا ہے که ''محمد بن احمد تبریزی'' کتاب کا مولف ہے - مگر دیباچے سے اس کی تردید ہوتی ہے -

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ محمد بن احمد تبریزی الملقب بہ عماد، مولف کا استاذ ہے، یا کوئی مشفق بزرگ، جس نے تقریظ کے انداز میں، خاتمۂ کتاب پر، تالیف کی جامعیت اور مولف کی قابلیت کا ذکر کرتے ہوے دعائیہ فقرے پر بات ختم کی ہے۔ چنانچہ ''ھٰذہ الروایات... للولد الاعز'' کا مفہوم یہ ہے کہ یہ مجموعۂ روایات، اس عزیز فرزند کا تالیف کردہ ہے نہ یہ کہ اس کے لیے تالیف کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مولف کا پورا نام خاتمے کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے، یعنی: صدرالدین محمد بن محمود التبریزی الملقب بقاضی خواجہ؛ اور دیباچے میں صرف صدرالرشید کہہ دیا گیا ہے۔ ممکن ہے، یہ منصبِ قضا سے متعلق کوئی لقب ہو۔ جیسا کہ ہمارے برعظیم میں اسی نوعیت کا ایک لقب ''صدرالصدور'' مروج رہا ہے۔

بہرنوع مولف کے نام اور اس کے زمانۂ حیات کے علاوہ، دیگر تفصیلات کا کوئی سراغ کتب سیر سے نہیں ملتا۔ ممکن ہے آئندہ مزید تحقیق سے کچھ معلومات دستیاب ہو جائیں۔

مولف نے کتاب کو ۲۲ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ فہرست بانکی پور میں ان کی تفصیل درج کی گئی ہے، جو ہمارے نسخے کے ساتھ پوری مطابقت رکھتی ہے۔ البتہ نسخۂ بانکی پور میں ۵ تا ۸ ابواب (یعنی ۴ ابواب) گمشدہ ہیں۔ ان کی تفصیل، ہمارے نسخے کے مطابق یہ ہے:

الباب الخامس فی الطلاق و فیہ الایلاء۔ الباب السادس فی العتاق۔ الباب السابع فی البیع و فیہ فصل الغصب۔ الباب الثامن فی القضایا و فیہ فصل التعزیر...

مولف نے بڑے جامع انداز سے، ہر باب میں، اس کے اہم مسائل جمع کر دیے ہیں۔ گویا قاضیوں کے لیے حوالے کی مختصر کتاب تیار کی ہے۔ مسائل میں امام ابو حنیفہ اور ان کے رفقا کے اختلافات بھی بیان کیے ہیں اور مفتیٰ بہ قول بھی بتایا ہے۔ کتاب اس قابل ہے کہ اسے شائع کیا جائے۔

بانکی پور، ۱۹ (۲): ۱۷؛ رام پور، ۱۹٦؛ براکلمن، ۲: ۲٦۹۔

(۵۱)

آدابُ المفتین و المستفتین

اوراق : ۲۲ خط : نسخ

سطور : ۱۷ کاتب : نامعلوم

تقطیع : ۲۲ × ۱۳ تاریخِ کتابت : نامعلوم

آغاز : الحمدلله ربّ (؟ الرّب ؟ ربّنا) الذّی افتانا فی الکلالة و هدانا من الغوایة و الضلالة . . .

فہارس اور دیگر کُتب حواله میں، اس تالیف کا تذکرہ نہیں ملا ۔ تالیف کا نام، دیباچے کی حسبِ ذیل عبارت سے مستنبط ہے :

. . . و بعد فهٰذه نبذة من اُداب المفتین و المستفتین . . .

مؤلّف کے نام اور اس کے احوال زندگی کے بارے میں بھی کچھ معلومات دستیاب نہیں ہوئیں ۔ البته مولف کا تعلق آٹھویں صدی هجری یا اس سے کچھ بعد کے دور سے معلوم ہوتا ہے، کیونکه مولف جن کتب اور مصنفین سے بار بار استفادہ کرتا ہے، ان میں سے کوئی بھی آٹھویں صدی هجری سے متاخر نہیں مثلاً :

الفائق للزمخشری ۵۳۸ھ ۔ خلاصة الفتاوی للبخاری ۵۴۲ھ ۔ الملتقط للسمرقندی ۵۵٦ھ ۔ فصولُ العمادی (القرن السابع) ۔ شرح القدوری للزاهدی ٦۵۸ھ ۔ ذخیرة الفتاوی للامام برهان الدین ٦۱٦ھ ۔ المفاتیح فی شرح المصابیح للزیدانی ۷۲۷ھ ۔ فصل الخطاب لشافع الکاتب المصری ۷۳۰ھ ۔ خزانة المفتین للسمنقانی (فرغ فی ۷۴۰ھ) ۔ الکفایة فی شرح الهدایة للکرلانی ۷٦۸ھ ۔

یہ تالیف مختصر ہے، مگر وقیع علمی معیار کی حامل ہے، متبحر فقہاے احناف کی تالیفات جیسا انداز ہے۔ مولف حنفی المذہب ہے۔ مفتی اور مستفتی سے متعلق جملہ آداب اور ضروری معلومات، اس رسالے کی آٹھ فصلوں میں مندرج ہیں۔ فصلوں کے عنوانات یہ ہیں:

مقدمة فی حدیث صحیح ... ان اللہ لایقبض العلم انتزاعاً ...

الفصل الاوّل فی معنی الافتاء و کیفیة اخذہ ...

الفصل الثانی فی بعض اللطایف و الاشارات فی لفظ الافتاء و المفتی ...

الفصل الثالث فی احکام الافتاء ...

الفصل الرابع فی اٰدابه و مستحباته ...

الفصل الخامس فی الافتاء علیٰ مذهب الغیر ...

الفصل السادس فی وظائف المستفتین و اٰدابهم ...

الفصل السابع فی مسائل ...

الفصل الثامن فی الفرق بین الافتاء و القضاء ...

تالیف کا اسلوب اور معیار معلوم کرنے کے لیے یہاں مختلف فصلوں سے چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں۔ تیسری فصل میں منصب افتا کے شرائط بیان کرنے کے ساتھ مولف نے یہ اہم نکتہ واضح کر دیا ہے کہ یہ شرائط اس وقت ضروری ہیں، جب کسی کو افتا کا کام فرضِ منصبی کے طور پر سپرد کیا جا رہا ہو۔ باقی رہا زبانی مسئلہ بتانا، تو اس کے لیے یہ شروط لازم نہیں:

... و ینبغی ان یکون المفتی عاقلاً بالغاً و رعاً عالماً باللغة و النحو و الاحادیث المتعلقة بالاحکام و الناسخ و المنسوخ و الصحیح و السقیم و ان یکون فقیهَ النفس عالماً بالتواریخ و سیر الصحابة رضوان اللہ تعالیٰ علیهم اجمعین و بمذهب الائمة و اصول الفقه... و اعلم ان هٰذ الاحتیاط و الشروط انّما هو فی تقلّد منصب الافتاء و الجواب التحریری و امّا فی التقریری فجاز لکلّ احد علم مسئلة او مسائل فی الفرائض و الواجبات ان یقرؤها لاهله و اولاده و اصحابه و یعلمها لهم ...

یہ تیسری فصل کا اقتباس ہے۔ پانچویں فصل میں ، غیر حنفی مذہب پر فتوٰی کے احکام بیان کرتے ہوئے مولف کہتا ہے :

... قال بعض المشائخ اقرب المذاهب الی مذهب الامام ابی حنیفة مذهب الامام الشافعی فلمّالم یوجد له روایة فی مذهبنا یجوز للمفتی ان یجیب علٰی قول الشافعی فی ذٰلک ان لم یکن مجتهدا و قیل بل المذاهب الاربعة فی ذٰلک علی السوا٫ ...

یہ ایک نادر الوجود رسالہ ہے ، اس کا دوسرا کوئی نسخہ تاحال ہمارے علم میں نہیں آ سکا ۔ یہ رسالہ حفاظت و اشاعت کے قابل ہے۔

(٥٢)

جمعُ المناسک و نفعُ النّاسک

الشیخ المحدث رحمةُ الله بن قاضی عبدالله بن ابراهیم العمری السندی المهاجر الی المدینة المنورة المتوفی ٩٩٣ھ

اوراق	: ٢٠٧	خط	: نسخ
سطور	: ٢٥	کاتب	: محمد امین
تقطیع	: ٢٠×١٩ س-م	تاریخ کتابت	: ٩٧٣ھ (؟)

آغاز : الحمد لله الّذی هدانا الی الاسلام و کلّفنا بالشرائع والا حکام ...

رحمةُ الله سندهی ، دسویں صدی هجری کے معروف اور جید حنفی فقیه تھے۔ وہ سندھ کی ایک بستی دربیلہ میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد قاضی عبدالله کی نگرانی میں ہوئی ۔ والد ہی کے ساتھ وہ گجرات (کاٹھیاواڑ) چلے گئے ۔ مزید تحصیل

علم کی غرض سے حرمین شریفین کا رخ کیا ۔ جہاں دیگر ائمۂ حدیث کے علاوہ، شیخ علی بن محمد الخطیب المدنی سے بھی حدیث پڑھی ۔ یہ شیخ علی، ابن عراق کے نام سے معروف ہیں ۔ پورا نام علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن بن عراق الکنانی (۹۰۷ - ۹۶۳ھ) ہے ۔ ابن عراق دمشق میں پیدا ہوئے، مگر حجاز مقدس میں آ کر مقیم ہو گئے تھے ۔ شیخ ابن عراق محدث اور فقیہ ہونے کے ساتھ، صوفی اور شاعر بھی تھے ۔ وہ اچھا تنقیدی شعور رکھتے تھے ۔ انہوں نے ایک مختصر تالیف، طائف کی تاریخ پر نشر اللطائف فی قطر الطائف کے نام سے لکھی، اور ان کی ایک معروف کتاب تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة حدیث کے موضوع پر ہے، جسے انہوں نے سلطان سلیمان عثمانی کے نام منسوب کیا ۔

رحمة اللہ سندھی حرمین میں تحصیلِ حدیث کے بعد، گجرات واپس آ گئے ۔ اس دفعہ شیخ عبداللہ بن سعداللہ سندھی بھی آپ کے ہمراہ تھے ۔ گجرات میں رحمة اللہ سندھی کا حلقۂ درس سالہا سال تک قائم رہا ۔ جس سے شائقین علم کی بہت بڑی تعداد مستفید ہوئی ۔

عمر کے آخری حصے میں آپ دوبارہ حجاز مقدس تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کر لی ۔ آپ کا انتقال مکہ مکرمہ میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے ۔ شیخ سندھی کے ہاں ورع اور شرعی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ سلطان عثمانی کی طرف سے، علمائے حجاز کے لیے جو وظائف بھیجے جاتے تھے، وہ شیخ علی بن حسام الدین المتقی الہندی کی وساطت سے تقسیم کیے جاتے تھے ۔ شیخ متقی نے شیخ سندھی کی خدمت میں بھی وظیفہ رکھنا چاہا، مگر کسی شبہ کے پیش نظر شیخ سندھی، یہ وظیفہ قبول کرنے سے انکار کرتے رہے ۔

شیخ سندھی کی جن تالیفات کا ذکر، تذکرہ نگار حضرات نے کیا ہے، زیرنظر کتاب کے علاوہ، ان میں حسب ذیل تصنیفات شامل ہیں:

غایة التحقیق ۔ زرکلی نے اعلام میں صرف اتنا بتایا ہے کہ یہ ایک مختصر

تالیف ہے۔ البتہ هدیة العارفین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ، اقتداء بالشوافع (شافعی حضرات کی اقتدا) کے مسئلے پر لکھی گئی تھی اور اس کا پورا نام، یوں بتایا گیا ہے : غایة التحقیق و نهایة التدقیق فی الاقتداء بالشافعیة۔ براکلمن نے اس کا نام یوں درج کیا ہے : رسالة فی الاقتداء بالشافعیة و الخلاف بذلک، اور بتایا ہے کہ قاہرہ میں اس کا خطی نسخہ موجود ہے [اعلام، ۳ : ۳۳ ؛ هدیة، ۳٦٦: براکلمن، ت ۲ : ۵۲۳]

تلخیص تنزیه الشریعة ۔ یہ مولف کے استاذ ، شیخ علی (مذکور سابقاً) کی کتاب تنزیه الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة کا خلاصہ ہے ۔ شیخ علی نے اس تالیف میں ابن الجوزی اور السیوطی دونوں کی بیان کردہ احادیث موضوعہ کو یکجا جمع کر دیا ہے ۔ (کشف، ۴۹۴)

زیرنظر تالیف (: جمع المناسک) حج کے تمام احکام و مسائل پر ایک محیط کتاب ہے۔ کتاب کا سالِ تالیف ۹۵۰ھ ہے ۔ مولف ، حنفی فقیہ ہے ، مگر متعدد مقامات پر وہ دیگر ائمہ فقہ کے مذاہب بھی بیان کر دیتا ہے۔ کتاب کی جامعیت کا اندازہ ، اس کے حسب ذیل ابواب سے ہو سکتا ہے :

باب آداب مرید الحج ۔ باب شرائط فرضیة الحج ۔ باب فرائض الحج وارکانه و واجباته و سننه و غیرذلک ۔ باب المواقیت ۔ باب الاحرام ۔ باب دخول مکة و طواف القدوم ۔ باب انواع الاطوفة و اسمائها و احکامها ۔ باب السعی بین الصفا و المروة ۔ باب خروج الحاج من مکة الی عرفة والاحرام منها و ما یتعلق بذلک ۔ باب الوقوف بعرفة و احکامه ۔ باب المزدلفة ۔ باب طواف الزیارة ۔ باب رمی الجمار و احکامه ۔ باب التمتع ۔

یہ صرف نصف اول کے ابواب کی تفصیل ہے۔

اب ہم باب اول کی ایک فصل کے آغاز سے کچھ عبارت نقل کرتے ہیں۔ جس میں مولف نے بتایا ہے کہ حج کا ارادہ رکھنے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ رزقِ حلال

سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچہ مہیا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام کی کمائی سے ادا کی جانے والی عبادت کو قبول نہیں فرماتا :

... فصل و یجبُ علیه ان یهیئی نفقة العیال و الاولاد و من وجب علیه نفقته الیٰ وقت رجوعه و یجب علیه ان یهیئی الزاد و النفقة من وجه حلالٍ و یحترزُ عن الحرام و ذٰلک من اکبر الوسائل الی القبول فان الله تعالیٰ طیبٌ لایقبل الّا طیّباً و انه لایقبل الحج بالنفقة الحرام ... [مخطوطه ص ۴ ۔ الف]

یہاں اس بات کی توضیح ضروری معلوم ہوتی ہے کہ مولف نے احکام حج کے موضوع پر تین کتابیں تالیف کی تھیں : ان میں سے پہلی کتاب (زیرنظر) جمع المناسک و نفع الناسک ہے۔ یہ اپنے موضوع پر مفصل اور جامع تالیف ہے۔ بانکی پور کے فاضل فہرست نگار نے خیال ظاہر کیا ہے کہ بانکی پور کے نسخے کے سوا ، اس کا دوسرا کوئی نسخہ کہیں معلوم نہیں ہو سکا (بانکی پور، ۱۹ (۲) : ۴۵، ۴۶) مگر معجمُ المطبوعات میں بتایا گیا ہے کہ یہ کتاب (جمع المناسک) ۱۲۸۹ھ میں آستانہ سے چھپی تھی (معجم مط، ۹۳۰) تاہم برا کلمن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی فقط تلخیص طبع ہوئی تھی [براکلمن، ت ۲ : ۵۲۴]

مولف کی دوسری کتاب، اسی موضوع پر ''لبابُ المناسک'' ہے، جسے خود مولف نے اپنی کتاب ، جمع المناسک (زیر نظر) سے تلخیص کیا تھا ۔ اس کا بھی خطی نسخہ بانکی پور (حوالۂ بالا) میں موجود ہے ۔ معجمُ المطبوعات اور اعلام کے بیان کے مطابق، یہ تلخیص طبع ہو چکی ہے (معجم مط ، ۹۳۰ ؛ اعلام، ۳ : ۴۴) ۔ اس کا آغاز حسب ذیل الفاظ سے ہوتا ہے : الحمدُ لله اکملَ الحمد علیٰ ما هدانا للاسلام ... لباب المناسک پر ملّا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے جو شرح تحریر کی ، اس کا نام المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط رکھا ، اس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے :

الحمدُ لله الّذی اوضح المحجة باوضح الحجة ... اما بعد ... فیقول ... علی بن سلطان محمد القاری انی لّمارأیت لباب المناسک للعالم ... الشیخ رحمه الله السندی ... وُاسّمیه المسلک المتقسط ...

ملا علی قاری کی شرح مذکور ۱۳۰۳ھ میں قاہرہ میں طبع ہوئی تھی ۔ اس کا خطی نیز مطبوعہ نسخہ بانکی پور لائبریری میں موجود ہے [بانکی پور ۹،(۲) : ۷۴ ؛ کشف ، ۱۰۴۵]

اور تیسری تالیف کا نام ہے : مختصر فی مناسک الحج ۔ اسے المنسک الصغیر بھی کہا جاتا ہے۔ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے، اس مختصر کی شرح بھی ہدایۃ السالک فی نہایۃ المسالک کے نام سے لکھی تھی، جس کا سرآغاز یہ ہے :

الحمد للہ الّذی جعل الکعبۃ البیت الحرام قبلۃ للنّاس من العباد . . .

اس شرح کا نسخۂ قلمی، بانکی پور (حوالۂ بالا) میں موجود ہے۔ حاجی خلیفہ اور براکلمن نے بھی اس شرح کا ذکر کیا ہے [کشف ، ۱۸۳۱ ؛ براکلمن ، ت ۲ : ۵۲۵]

بہر نوع، زیر نظر تالیف، اس موضوع پر مولف کی پہلی اور مرکزی کتاب ہے۔ موخرالذکر ہر دو تالیفات اسی کی تلخیصات ہیں ۔ یہ کتاب برعظیم کے فقہی لٹریچر میں ایک ممتاز مقام کی حامل ہے۔ تحقیقی انداز میں، اس کی ترتیب و تنقیح اور اشاعت ضروری ہے ۔

(۵۳)

[Ar d II 98 / 1857]

الفتاوی الابراہیم شاہیہ

احمد بن محمد الحنفی المُلقّب بنظام الگیلانی

وراق	:	۴۲۵	خط	:	نستعلیق
سطور	:	۱۳	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۸ × ۱۷ سم	تاریخ کتابت	:	,,

آغاز : کتاب الغصب والضمان الغصب والضمان فی الزمنی الغصب فی اللغۃ عبارۃ عن اخذ الشیٔ من الغیر . . .

یہ فقہ حنفی پر، بر عظیم کی تالیفات میں ایک اہم اور ضخیم کتاب ہے، جس کے مولف نے ۱۶۰ (ایک سو ساٹھ) کتب فقہیّہ پیش نظر رکھنے کا دعوٰی کیا ہے ۔ جس کثرت سے مولف نے ہر صفحے پر کتب کے حوالے دیے ہیں، اس کے پیش نظر یہ دعوٰی درست معلوم ہوتا ہے ۔

کتاب کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولف ایک متبحر فقیہ تھا ، جس نے زیر نظر کتاب کی تالیف میں بڑی محنت سے کام لیا ۔ یہاں ہم اس فتاوی کی ''کتاب‌الوقف'' پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں ۔ کتاب‌الوقف کا آغاز ص ۱۸۷ ۔ ب سے ہوتا ہے، اور اختتام ص ۱۹۳ ۔ الف پر ۔ ان صفحات میں سے صرف پہلے ڈیڑھ صفحے پر حسب ذیل مآخذ فقہیّہ کے حوالہ‌جات دیے گئے ہیں :

خزانة الفقة (الفقهاء ؟) المصفّى الفتاوى الظهيرية المحيط التهذيب القدورى الفتاوى السراجية الخانية خلاصة المضمرات الفصول فتاوى الامام فخرالدين فوائد ظهيرالدين الفتاوى النسفية كنز الدقائق

اور اسی ڈیڑھ صفحے پر حسب ذیل فقہا کے اقوال و فتاوی بھی منقول ہوئے ہیں :

امام ابو حنيفة امام ابو يوسف امام محمد امام الطحاوى الصدر الشهيد شمس الائمة الحلوائى امام فخرالدين السيد امام ابو شجاع

''کتاب الوقف'' کو مولف نے باب وقف المنقول ، باب وقف المشاع ، باب مصارف الوقف، باب الدعوى والشهادة فى الوقف اور باب المتفرقات پر تقسیم کر دیا ہے ۔ شروع میں وقف کی تعریف اور اس کی شرائط وغیرہ پر مفصل گفتگو کی ہے ۔

یہاں چند فقرے، ''باب المتفرقات'' سے نقل کیے جاتے ہیں، تاکہ مولف کے اسلوب کے علاوہ، اس کے تبحر علمی اور احوال عامہ سے اس کی باخبری کا بھی کچھ اندازہ ہو سکے :

سئل ابوبكر الاسكاف رحمه الله عن سراج المسجد يجوز ان يترك فى المسجد من وقت المغرب الى وقت العشاء قال لاباس به لان المصلى سسط (؟ ينبسط) فى الصلوٰة

اذا کان فی المسجد ... قیل ایجوز ان یدرس الکتاب بسراج المسجد قال ارجوا ان لابأس به ... و فی ملتقط القنیة لا یجوز صرف الادویة الموقوفة فی التیمارخانه الی الاغنیاء ... و فی جامع الفتاوی بناءالرباط فی موضع ینتفع الناس افضل من حج التطوع ... و فی السراجیة بناء الرباط افضل من العتق ...

["ابوبکر اسکاف رحمہ‌اللہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا مغرب اور عشا کے درمیانی وقت میں، مسجد میں چراغ جلتا چھوڑ دینا جائز ہے - تو انھوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس طرح نمازی انبساط محسوس کرتا ہے ... اور انھی سے پوچھا گیا، کیا مسجد کے چراغ کی روشنی میں کتاب کا درس دے سکتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا "میں امید رکھتا ہوں کہ اس میں بھی مضائقہ نہیں ہوگا" ... ملتقط القنیه میں بتایا ہے، کہ تیمار خانے (وقف ھسپتال) کی وقف دواؤں کو اغنیا پر صرف کرنا جائز نہیں ... جامع الفتاوی میں بیان کیا گیا ہے کہ فائدۂ عام کے لیے مہمان خانہ تعمیر کرنا، حج نفل سے بہتر ہے ... اور سراجیه میں یه بھی ہے کہ مہمان خانہ بنانا، غلام آزاد کرنے سے بھی افضل ہے ..."]

اس فتاوی کے زمانۂ تالیف اور اس کے مولف کے زمانۂ حیات کے بارے میں زبردست اختلاف پایا گیا ہے - اس اختلاف کے ازالے کے لیے یا کسی ایک قول کی ترجیح کے لیے، ابھی تک کوئی واضح چیز ہمارے علم میں نہیں آ سکی - اس لیے ہم ہر دو آرا یہاں نقل کرتے ہیں:

"احمد بن محمد حنفی گیلانی، (معروف به) قاضی نظام الدین جونپوری بہت بڑے حنفی فقیه تھے - ان کے اسلاف، عرب سے منتقل ہو کر گجرات میں سکونت پذیر ہوگئے تھے - قاضی صاحب وہیں پیدا ہوے ... انھوں نے فقه اور اصول فقه میں امتیاز حاصل کر لیا ... پھر جب وہ جونپور میں تشریف لائے تو الشرقی (سلطان ابراهیم الشرقی المتوفی ۸۴۰ھ یا ۸۴۴ھ) نے انھیں جونپور کا قاضی مقرر کر دیا اور انھیں سلطان کا قرب خاص حاصل ہوا -

قاضی صاحب نے متعدد کتابیں یادگار چھوڑیں - جن میں معروف ترین فتاوی ابراهیم شاهیه هے - ۸۴۳ھ یا ۸۷۵ھ میں بمقام چاچک پور (مضافات جونپور) آپ کا انتقال هوا -'' [نزهة، ۳ : ۲۲]

صاحب نزهة الخواطر، مولانا عبدالحی کے مذکورۂ بالا بیان کے پیش‌نظر، فتاوی ابراهیم شاهیه کے مولف نظام جیلانی، سلطان ابراهیم شرقی والیٔ جونپور کے هم‌عصر تھے - سلطان مذکور کے حالات، تاریخ فرشته اور خود صاحب نزهة نے بیان کیے هیں - قاضی شهاب الدین دولت آبادی بھی اس کے هم‌عصر اور اس کے دربار سے وابسته تھے - قاضی شهاب بیمار پڑے، تو سلطان نے ان کے سرهانے کھڑے هو کر کہا : ''اے الله! اگر تو نے ان کے لیے موت مقدر کر دی هے، تو اسے میری طرف منتقل کر دے'' - سلطان کا دور حکومت، ۸۰۴ھ سے ۸۴۰ھ یا ۸۴۴ھ تک هے - [نزهة، ۳ : ۲]

اس کے برعکس، بانکی پور لائبریری کے فاضل فهرست نگار، زیرنظر فتاوی کے مؤلف کو ابراهیم عادل شاه والیٔ بیجا پور کے دربار سے متعلق قرار دیتے هیں - ان کا بیان یه هے :

The author collected his materials from 160 works on Jurisprudence, and dedicated his work to 'Ibrāhīm 'Ādilshāh of Bījāpūr (A.H. 941—965)
[Bank. Vol. XIX (II) p. 40]

بوهار لائبریری اور رام پور لائبریری کے فهرست نگاران بھی، مؤخرالذکر رائے کی تائید کرتے هیں - رام پور لائبریری کے فهرست نگار لکھتے هیں :

''ـــ فتاوی ابراهیم شاهی ـــ احمد بن محمد الملقب بنظام الجیلانی [از کتاب الطهارة تا کتاب الفرائض] . . . در عهد سلطنت ابراهیم عادل شاه تصنیف شده، ـــ'' اور یه بھی بتایا هے، که لائبریری کا یه نسخه، عادل آباد کے طالبعلموں کے هاتھ کا لکھا هوا هے -

''نوشتۂ طالبعلمانِ عادل آباد''

نصابُ التعزیر

نصُراللہ بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن

اوراق : ۱۷ خط : نسخ

سطور : ۱۱ کاتب : نا معلوم

تقطیع : ۲۲ × ۱۴ س م تاریخ کتابت : نا معلوم

آغاز : الحمدُ للہ الّذی شرع الحدود زاجراً للانام و جعل الموعود موعدا لهم کالحمام . . .

مولف کے حالات زندگی اور اس کی زیرنظر تالیف سے متعلق، کتب حوالہ خاموش ہیں۔ خود تالیف سے چند ضروری اور بنیادی امور معلوم ہوتے ہیں۔ دیباچے میں مولف نے اپنا نام اور اپنا وطنِ سکونت صاف الفاظ میں یوں بیان کیا ہے :

. . . اما بعد قال العبد الضعیف الموکل [الٰی ؟] رافت [؟رافة] اللہ الرحمٰن الرحیم نصر اللہ بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن اصلح اللہ شانه و صانه عماشانه الساکن خط [؟ خطه] اچه و صانها اللہ تعالٰی عن الآفات . . . [زیرنظر مخطوطه، ص ۲-الف]

اس بیان سے یہ متعین ہو گیا کہ مولف اوچ کا باشندہ تھا۔ اسی طرح مولف نے تالیف کا نام بھی بالصراحت درج کر دیا ہے :

. . . وسمیته بنصاب التعزیر . . . [مخطوطه، ص ۲ - ب]

وجہ تالیف کا ذکر کرتے ہوئے مولف نے بتایا ہے کہ میں نے لوگوں کو معاصی کا بکثرت، ارتکاب کرتے ہوئے پایا اور ایسے کلمات کا بے باکانہ استعمال کرتے ہوئے سنا، جو فی الواقع موجب تعزیر ہوتے ہیں۔ اس لیے مجھے خیال پیدا ہوا کہ

مسائل تعزیرات پر ایک ایسی مختصر سی تالیف مرتب کی جانی چاہیے، جس سے بآسانی یہ مسائل معلوم کیے جاسکیں، کیونکہ مفصل و مبسوط کتب سے استفادے میں بہرحال مشکل پیش آتی ہے :

"... لما رأیتَ انّ النّاسَ یرتکبون المعاصی و المنکرات و لایُبالونَها و یتکلّمون بکلمات یتضررون و یستحقون التعزیر و لا ینزجرون الّا بالزجر و التعزیر عنها غیران مسائله متعسرا [؟ متعسر] اخراجها لوقوعها فی مواقع مختلفة من الکتب المبسوطة مختصرا(۱) مرتّبا حاویا لمسائلها فیکون الارفق واسهل علٰی طالبه درکًا ..." [مخطوطه، ص ۲ - ب]

کتاب کی ترتیب اور انداز سے مولف کی فقہی بصیرت اور مصنّفانہ مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ کتاب کو ۲۲ فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :

۱- فصل فی مائیة (؟ماهیّة) التعزیر
۲- " " انواع التعزیر
۳- " " مقدار التعزیر
۴- " " کیفیة التعزیر
۵- " " ما یبلغ التعزیر اقصاه
۶- " " ما یجب به التعزیر و مالایجب
۷- " " تعزیر الزانی و اللوطی
۸- " " التعزیر للتهمة
۹- " " تعزیر المکره
۱۰- " " من له ولایة التعزیر
۱۱- فصل فی تعزیر العبد (؟العبید) و الاماء
۱۲- " " تعزیر الزوجة
۱۳- " " تعزیر المرتدین
۱۴- " " تعزیر من ارتحل الٰی مذهب الشافعی
۱۵- " " تعزیر شاهد الزور
۱۶- " " تعزیر قاطع الطریق
۱۷- " " تعزیر شارب الخمر
۱۸- " " تعزیر المتمرد عن طلب القاضی
۱۹- " " ما یقضی القاضی بعلمه
۲۰- " " ما یجب الضمان (به) علی المعزر

(۱) "مختصراً" سے پہلے چند الفاظ چھوٹ گئے ہیں، غالباً یہ سہو، کاتبِ نسخہ سے ہوا ہے۔ یہ الفاظ تقریباً اس طرح کے ہونگے : ...فاردت ان اجمع...

۲۱- ،، ،، ان التعزیر من حقوق العباد ۲۳- ،، ،، المتفرقات

۲۲- ،، ،، من یحل قتله و من لا یحل

چودھویں فصل (''فی تعزیر من ارتحل الی مذہب الشافعی'' - ''یعنی اس شخص کے لیے کیا تعزیر ہے جو مذہب شافعی کی طرف منتقل ہو جائے'') میں مولف نے یہ تصریح کر دی ہے کہ اگر کوئی شخص اہل اجتہاد میں سے ہو اور وہ اپنی مجتہدانہ صلاحیت کے پیش نظر کسی ایک مسئلے پر یا ایک سے زائد مسائل پر، امام شافعی رحمہ اللہ کے دلائل قوی تر دیکھے تو اس کا ان دلائل کو اور ان سے ثابت شدہ مسائل کو قبول کر لینا، پسندیدہ قرار دیا جائے گا۔ اس کے برعکس اگر کوئی عامی آدمی محض اپنی سہولت کے لیے یا دنیا کی کسی غرض کے لیے ایک امام کے مسلک سے دوسرے امام کے مسلک کی طرف منتقل ہوتا پھرے تو یہ اقدام ناپسندیدہ اور موجب تعزیر ہے:

... ولو انّ رجلا من اهل الاجتهاد یرٰی من مذهبه فی مسئلة او فی اکثر منها باجتهاد لما وضح له من دلیل الکتاب او السنّة و غیرهما من الحجج لم یکن ملوما ولا ذموما (مذموما) بل کان محموداً ماجورا فاما الّذی لم یکن من اهل الا جتهاد فانتقل من قول الی قول من غیر دلیل لکن لما یرغب فی غرض الدنیا و شهوتها فهو المذموم الآثم المستوجب للتادیب و التعزیر لارتکابه المنکر فی الدین و استخفافه بدینه و مذهبه ... [مخطوطہ، ص ۴۳ - الف]

مولف کا زمانۂ حیات گو صراحۃً معلوم نہیں ہو سکا، تاہم قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولف نویں یا دسویں صدی ھجری سے تعلق رکھتا ہے۔ مولف نے جسقدر مآخذ استعمال کیے ہیں، وہ آٹھویں صدی یا اس سے پیشتر کے ہیں۔ مثلاً:

نصاب الاحتساب (۸ صدی ھ)۔ الفتاوی الظهیریة (۷ صدی)۔ الخلاصة (۶ صدی ھ) التتاریة (۸ صدی ھ) - السراجیة (۶ صدی ھ) - التجنیس (۶ صدی ھ) - فصول الاسروشنی (۷ صدی ھ) - جامع الجوامع (۶ صدی ھ)

تالیف کا انداز بیان بھی یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ تالیف بہت متاخر دور سے متعلق

نہیں ہو سکتی ۔ بہر حال یہ مختصر سی کتاب ہمارے ذخیرۂ فقہیّہ کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس کے کسی دوسرے نسخے کا سراغ ابھی تک نہیں مل سکا ۔ افسوس ہے کہ ہمارے اس نسخے کا کاتب ناخواندہ سا ہے، چنانچہ اس نے متعدد مقامات پر املا اور قواعد کی غلطیاں کی ہیں۔

(۵۵)

[Ar d II 2 A / 2249]

فاتحُ القدوری

اوراق	: ۱۹۸	خط	: نسخ
سطور	: ۱۹	کاتب	: نامعلوم
تقطیع	: ۲۸ × ۱۹	تاریخ کتابت	: ,,

آغاز : الحمدُ للّٰہ الذی اُلهِم مسائل القدوری علٰی ذوی الافهام والعقول . . .

یہ قدوری کی ایک مفید شرح ہے، جو غالباً نصابی ضرورت کے لیے لکھی گئی تھی ۔ شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا ۔ البتہ شارح نے جن فقہا سے اپنی اس تالیف میں استفادہ کیا ہے، ان میں دسویں صدی ہجری سے متاخر کوئی شخصیت نہیں ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولف (شارح) کا زمانہ اسی صدی کے لگ بھگ ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ زیر نظر تالیف میں جن فقہا کے حوالہ جات دیے گئے ہیں وہ زیادہ تر بخاری، سمرقند اور نسف وغیرہ، ماوراءالنہر کے علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں ، جس کے پیش نظر قریبِ صواب یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ اس تالیف کو ماوراءالنہر کے فقہی سرمایے کا ایک حصہ قرار دیا جائے ۔

یہاں ان فقہا اور تالیفات میں سے بعض کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جن کی طرف مولف بکثرت رجوع کرتا ہے :

المختلف ـــ یہ، ابواللیث السمرقندی المتوفی ۳۷۵ھ کی مختلف الروایۃ ہے۔
[اسے، علاء السمرقندی المتوفی ۵۵۲ھ کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے۔]

[دیکھیے کشف، ۱۶۳۶]

الامام خواہر زادہ ـــ مولف نے ان کے اقوال کا متعدد بار حوالہ دیا ہے۔ خواہر زادہ، ماوراء النہر میں شیخ الاحناف تھے۔ وہ بخاری میں پیدا ہوئے اور وہیں ۴۸۳ھ میں انتقال کیا۔ المبسوط، المختصر اور التجنیس، ان کی معروف تالیفات ہیں۔ پورا نام محمد بن الحسین بن محمد ابوبکر البخاری ہے۔

[دیکھیے اعلام، ۶ : ۳۳۲]

خلاصۃ الفتاوی ـــ یہ فتاوی امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری المتوفی ۵۴۲ھ کی تالیف ہے۔ [دیکھیے کشف، ۷۱۸]

الوجیز فی الفتاوی ـــ یہ فتاوی برہان الدین محمود مصنف المحیط البرہانی متوفی ۶۱۶ھ، یا رضی الدین ابوالعلاء محمد سرخسی مولف محیط رضوی متوفی ۶۷۱ھ کی تالیف ہے۔ [دیکھیے کشف، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۲۰۰۲]

فصول العمادی ـــ فروع حنفی پر مشتمل ہے۔ اس کے مولف (ایک روایت کے مطابق)، ابو الفتح عبدالرحیم بن ابی بکر بن عبدالجلیل المرغینانی السمرقندی ہیں، جو اس کتاب کی تالیف سے ۶۵۱ھ میں فارغ ہوئے۔

المصفی اور المستصفی ـــ یہ دونوں تالیفات، منظومۃ النسفی (ابو حفص عمر النسفی المتوفی ۵۳۷ھ کی تالیف، خلافیات میں) کی شرحیں ہیں۔ شارح ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی المتوفی ۷۱۰ھ نے پہلے المستصفی کے نام سے ایک بسیط شرح لکھی، پھر اسی کی تلخیص، المصفی کے نام سے کی۔

[دیکھیے کشف، ۱۸۶۷]

ذخیرۃ العقبی ــــ یہ یوسف چلپی متوفی ٩٠٥ھ کا حاشیۂ شرح وقایہ ہے۔

[دیکھیے کشف، ٢٠٢١]

زیرنظر تالیف کے اندرونی مطالعے سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اس کا مولف ماوراءالنہر سے تعلق رکھتا ہے، مثلاً یہ ایک معروف فقہی مسئلہ ہے کہ اگر ثمن (قیمت) سامنے موجود اور مشار نہ ہو، تو اس کی مقدار اور صفت کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ مولف نے ''کتاب البیوع'' میں اس مسئلے کی توضیح کے سلسلے میں لکھا ہے:

... لایصح الّا ان یکون معرفة القدر کالخمسة و العشرة مثلاً و الصفة بیان الصفة ان یقول بخاری او سمرقندی لانّ الجهالة فیهما تفضی الی المنازعة...

[مخطوطہ، ص ٦١ - الف]

یعنی ثمن کا وصف یوں واضح کرے کہ مثلاً تعیین کے ساتھ کہے بخاری سکہ ہوگا، یا کہ سمرقندی۔

اس شرح کا دوسرا نسخہ ہمارے علم میں نہیں آسکا، نہ ہی کتب حوالہ میں اس کا کوئی تذکرہ ہے۔ بہر حال اس کی حفاظت ضروری ہے۔ تحقیق کے کام میں اس کی ضرورت پڑے گی۔

(٥٦)

[5362]

قرنة فی حکم الحلف بالمرنة و البرنة

جعفر بن عبدالکریم الشهیر بمیران بن یعقوب بن نورالدین البوبکانی

اوراق : ١ــ٦ الف — خط : نسخ (ناقص)

سطور : ٢١ — کاتب : نا معلوم

تقطیع : ٢٣×١٣ س م — تاریخ کتابت : نا معلوم

آغاز : الحمدُ لله المنّانِ العلّامِ علی ما اوضح سُبل الاحکام للانام ...

یه فقہی رسالہ، سندھی فقیہ، جعفر بوبکانی کی تالیف ھے ۔ مولف کے حالات اور اس کی دیگر تالیفات کی تفصیل کے لیے ھمارا آئندہ شمارہ (۲ ۵) دیکھا جائے ۔

زیر نظر رسالے کا نام اور مولف کا نام دیباچے میں بصراحت مذکور ھے :

... اما بعد فیقول العبد الضعیف الجانی جعفر بن میران البوبکانی عامله الله الکریم بلطفه الرحیمی و الرحمانی ھٰذه قرنة فی حکم الحلف بالمرنة و البِرنة ...

شروع میں مولف نے مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ھوے بتایا ھے ''دیکھنا یہ ھے کہ جب کوئی شخص، کسی کے ''مرنے پرنے'' سے علیحدگی کا اعلان کرتا ھے، تو آیا اس سے مکمل مقاطعہ مراد ھوتا ھے یا محض مرنے پرنے (شادی غمی) سے علیحدگی مقصود ھوتی ھے'' :

''... فاعلم اوّلاً انه قد استفتی من قبلنا فی البلاد السندیة فیما تعارف السنود الیمین بقولهم ان دخلتُ مرنة فلاں او پرنتهٗ فکذا، هل مراد الحالف به قطعه العام عن الفلان او الخاص اعنی الاحتراز عن مجرد مرنته و پرنته ...''

مولف نے نیت کے اعتبار سے مسئلے کو متعدد صورتوں میں تقسیم کر کے ان کا حکم شرعی بیان کیا ھے اور رسالے کو حسب ذیل تین تفصیلات میں تقسیم کر دیا ھے :

التفصیلَ الاوّل انّ فی الاصول خمسٌ مسائل ...

التفصیل الثانی انه لا یشتبه (؟) علی المتفقه العارف ... ان العرف علٰی اربعة اقسام ...

التفصیل الثالث ان فیما نحن فیه ثلٰثة امور و اجبةٌ الا عتبار ...

اس رسالے کا ذکر مخدوم ھاشم ٹھٹھوی نے اپنی بیاض میں کیا ھے اور بتایا ھے کہ مخدوم حامد اُکھمی سندھی نے اس رسالے کا رد لکھا تھا ۔ دیکھیے المتانة (مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ) کا مقدمہ ۔ دوسری لائبریریوں کی فہارس میں اس رسالے کے کسی نسخے کی نشاندھی ھمارے علم میں نہیں ۔

(٥٧)

كتاب المتانة في مرمّة الخزانة

جعفر بن عبدالكريم الشهير بميران بن يعقوب بن نورالدين البوبكاني

اوراق	: ١٣١	خط	: نسخ
سطور	: ٣٢	کاتب	: نا معلوم
تقطیع	: ٢٧×١٦ س م	تاریخِ کتابت	: نا معلوم

آغاز : الحمدلله الّذی احسن تقویمَ الانسان و علّمه البیان و خصّ العاماً بالبیان . . .

(نسخه قدرے ناقصُ الآخر ہے۔)

یہ فقہ حنفی پر، برعظیم کی ایک بیش قیمت کتاب ہے، جس میں قاضی جگن گجراتی (متوفّٰی ٩٢٠ھ) کی خزانة الروایات کی تنقیح اور تصحیح و ترمیم کی گئی ہے۔

اس کتاب کا مولف جعفر بو بکانی، سندھ کے جید اور بلند پایہ حنفی فقہا سے تھا۔ بو بکانی کا زمانہ، دسویں صدی ھجری کا نصف آخر اور ممکن ہے گیارھویں کا ربعِ اوّل بھی ہو۔ یہ کتاب، سندھی ادبی بورڈ کی طرف سے شائع کر دی گئی ہے۔ مگر پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا یہ زیرنظر نسخہ، سندھی فضلا کے پیش نظر نہیں رہا۔ اس لیے اس ملاحظے میں، یونیورسٹی کے اس نسخے کی ضروری تفصیلات درج کی جا رہی ھیں۔ علاوہ ازیں مولف کے حالات سے متعلق بعض ایسی توضیحات بھی ناگزیر معلوم ہوتی ھیں، جن سے مطبوعہ نسخے کے مرتب اور مقدمہ نگار کی درج کردہ معلومات کے علاوہ، مولف کے سوانحی خاکے پر کچھ مزید روشنی پڑتی ہے۔

مولف کے نسب نامے کو مقدمہ نگار اور دیگر تذکرہ نگاروں نے، اس کے دادا یعقوب تک بیان کیا ہے۔ جبکہ مولف کی دوسری تالیف الحجّة القویة (دیکھیے

زیرنظر فہرست میں شمارہ ۹۵) کے ص ۷۰ ۔ ب پر اس کے پردادا کا نام بھی مذکور ہے۔ یہاں مولف نے ایک خواب بیان کرتے ہوئے اپنے دادا اور پردادا کا یوں ذکر کیا ہے:

... و یعقوب بن نور الدین جدّ ھٰذا الضعیف ...

مقدمۂ مظہر شاہجہانی کے صفحہ ۸۳ پر، جناب پیر حسام الدین راشدی نے کسی نا معلوم شخص کی تحریر کے حوالے سے مخدوم جعفر کا مکمل نسب نامہ درج کیا ہے جو عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم تک پہنچتا ہے ۔ مولف کے زمانۂ حیات سے متعلق، مقدمہ نگار نے دسویں صدی ہجری کا تعین اس دلیل سے کیا ہے کہ نزہۃ الخواطر میں مولف کو اسی صدی کے اعلام میں شامل رکھا گیا ہے اور پھر یہ بتایا ہے کہ مولف ۹۷۶ھ میں زندہ تھا کیونکہ وہ اپنی تالیف حاصل النہج سے اسی سال فارغ ہوا ۔ یہ مؤخرالذکر تصریح، حاصل النہج کے اس نسخے میں موجود ہے، جو پیر جھنڈو (سندھ) کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ مقدمہ نگار (جناب غلام مصطفٰی قاسمی) کے الفاظ یہ ہیں:

... و لکن صاحب نزھۃ الخواطر ذکرہ فی اعلام القرن العاشرالّذین توفوا فیہ و ھو فی الحقیقۃ کان من ھٰذا القرن، کما ظھر لدنیا من تالیفہ المسمّٰی بحاصل النھج فی خزانۃ کتب صاحب العلم السیّد و ھب اللہ ...

مگر ظاہر ہے کہ ۹۷۶ھ میں ایک کتاب تالیف کرنے والے مصنف کے لیے یہ لازم نہیں کہ وہ دسویں صدی ہجری میں ضرور فوت ہو گیا ہو ۔ ممکن ہے کہ گیارھویں صدی کے اوائل تک مولف زندہ رہا ہو ۔ دوسرا قرینہ، مقدمہ نگار نے یہ بیان کیا ہے کہ تذکرۂ غوثیہ (گلزار ابرار) کا مصنف، اپنے استاذ حکیم محمد عثمان بوبکانی متوفی ۱۰۰۸ھ کی وساطت سے، جعفر بو بکانی سے روایت کرتا ہے اور اس کے سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جعفر بو بکانی، حکیم عثمان سے پہلے انتقال کر چکا تھا ۔ یہ قرینہ بھی زیادہ سے زیادہ اتنا ثابت کر سکتا ہے کہ جعفر بوبکانی، ۱۰۰۸ھ سے کچھ پہلے فوت ہو چکا تھا ۔ بہرحال، مذکورہ معلومات کی بنیاد پر موںف کا سالِ وفات، دسویں صدی ہجری کے اندر محدود کرنا بے اصل بات ہے ۔

الحجةُ القويّة کے بعض مندرجات سے، مولف کے زمانۂ حیات کے بارے میں مزید تصریح یہ نکلتی ہے کہ وہ مذکورہ رسالے (الحجةُ القويّة) کی تالیف سے ٩٦٦ھ میں فارغ ہو چکا تھا ۔ اس رسالے کے خاتمے میں مولف نے اپنے اور بعض دیگر احباب کے کچھ خواب نقل کیے ہیں؛ جن میں پہلا خواب، تالیف سے فارغ ہو کر، مذکورۂ بالا سال (٩٦٦ھ) میں دیکھا :

فبعدَ ما فرغتُ ممّا سوّدت فيه اراني شغالى (؟) و هو بكلّ شئٍ اعلم ليلةَ الاثنين الرابعة من محرّم سنة ست و ستين بعد تسعمائة ... رؤيا مشتملة علٰی اعظم بشارةٍ لی ... [الحجة القويّة، ص ٦٧ ب]

اور اس سلسلے کا آخری خواب، ٩٧٩ھ میں دیکھا گیا :

ثم رأى ايضاً فی الليلة العاشرة من الربيع الاوّل من السنة التاسعة و السبعين كانه عقد فی جامع قصبةِ بوبكان ... مجلسًا عظيمًا ... [الحجة القوية، ص ٧٠ ب]

مذکورہ معلومات کی بنیاد پر دو باتیں بالیقین کہی جا سکتی ہیں؛ ایک یہ کہ ٩٦٦ھ میں مولف، عمر اور علم کے اعتبار سے اس مرحلے کو پہنچ چکا تھا کہ اس نے الحجة القوية جیسی عالمانہ کتاب تالیف کی ۔ یہ کتاب، قاضی قاسمانی کے رسالے الحلفية کے جواب میں لکھی گئی تھی، اور دوسرے یہ کہ مولف، ٩٧٩ھ تک یقیناً زندہ تھا ۔

فاضل مقدمہ نگار نے، مولف کے معاصرین میں مخدوم نوح بن نعمة الله السندھی (المتوفّٰی ٩٩٨ھ) کا ذکر کیا ہے ۔ ان کا ترجمہ نزهة (۴ : ٣٨٣) میں موجود ہے ۔ علاوہ ازیں حسب ذیل شخصیات کا تذکرہ بھی، مولف کے مختلف رسائل میں ملتا ہے :

١ ۔ القاضی القاسمانی ۔ اس مصنف نے الحلفية کے نام سے ایک رسالہ تالیف کیا، جس میں یہ موقف اختیار کیا کہ سندھیوں کے قول ''مون طلاقن اتی سنوہ'' سے حلف کا انعقاد نہیں ہوتا، مولف نے اسی کی تردید میں الحجة القوية فی جواب الرسالة الحلفية تالیف کی ۔ مولف نے الحجة القوية کے علاوہ، كمية الواقع (دیکھیے شمارۂ ٥٨)

کے خاتمے پر بھی ایک نوٹ میں قاضیٔ مذکور کا ذکر کیا ہے :

... النافی للا نعقاد هنا القاضی القاسمانی فی رسالته المسماة بالحلفیة و المجیب له القائل بالا نعقاد جعفر بن میران البوبکانی فی رسالته المسماة بالحجة القویة فی جواب الحلفیة ... [کمیة الواقع، ص ۳۱ ب]

قاضی موصوف، مولف کے معاصرین میں تھا ۔ چنانچہ مولف نے الحجة القویة کے دیباچے میں کہا ہے :

... ثمّ ان بعض المنتسبین الی العلم و الفقاهة فی زماننا ... [الحجة، ص ۲ ـ الف]

۲ ـ المخدوم ضیاً الدین بن صدر الدین الراسوتی ـ ۳ـ المخدوم قاضی شیخ محمد بن بایزید الآجی ـــ ہر دو شخصیات کا ذکر، مولف کے رسالے البیان المبرم (دیکھیے شمارہ ٦٠) کے ص ۱۲ ـ الف پر کیا گیا ہے ـ مؤخرالذکر غالباً وهی شخصیت هیں ، جن کا ترجمہ، نزهة (۴ : ۳۲٦) میں الشیخ محمد بن ابی محمد الآجی کے عنوان سے درج کیا گیا ہے ـ

۴ ـ خداوند خان الشهید ـ مولف نے الحجة کے ص ٦۷ ـ ب پر مندرج خواب میں ، سلطان محمود بن لطیف گجراتی اور اس کے وزراً کے ساتھ ، اس وزیر (خداوند خان) کا ذکر بھی کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ ٩٦١ھ میں سلطان مذکور کے ساتھ شہید کر دیا گیا تھا ـ مولف نے خان مذکور کو فقہا میں شمار کیا ہے ”... و کان من فقهاء دهره فی بلاده و کان سندی الاصل هندی المولد ...“ (الحجة ص ٦۷ ـ ب) ـ

۵ ـ آصف خان ـ الحجة کے ص ۳۷ ـ ب پر مولف نے سلطان محمود گجراتی کے وزیراعظم آصف خان کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ آصف خان ، خداوند خان کا بڑا بھائی تھا : ... و کان احدٌ من هؤلاء الوزراء اٰصف خان ... الاخ الکبیر للخان المذکور ... (الحجة، ص ۳۷ ـ ب) ـ [آصف خان کا ترجمہ، نزهة میں ”ابوالقاسم

عبدالعزیز الگجراتی" کے تحت اور سلطان کا، "السلطان محمود بن اللطیف الگجراتی" کے تحت درج ہے دیکھیے نزھۃ ، ۴ : ۱۸۵ ، ۳۳۷] -

۶ - الشیخ معین الدین العمرانی نہرواله ـــ مولف نے الحجۃ کے ص ۶۸ - الف پر ان کا ذکر یوں کیا ہے - : . . . الشیخ معین الدین العمرانی و کان آخر عمره من ساکنی مدینۃ نہرواله المشہورة بفتن و من مصنفاته قد اشتهر حواشیه علی الهدایة و کنز الدقائق . . .

۷ - شیخ عمرانی دہلوی - آٹھویں صدی ہجری کے علما میں تھے - محمد بن تغلق ان سے ارادت رکھتا تھا [دیکھیے نزھۃ ، ۲ : ۱۶۵ ؛ تذکرہ ، ص ۹۹۴ : حدائق، ص ۳۰۴]-

۸ - محمود بن شیخن - ۹- قاضی عبداللہ سندھی ـــ الحجۃ کے ص ۷۰ - ب پر ہر دو اعلام کا تذکرہ ملتا ہے - مؤخرالذکر کا ترجمہ نزھۃ (۴ : ۲۰۲) میں موجود ہے -

۱۰- رکن الدین بن لوط ـــ مولف نے الحجۃ کے ص ۷۱ - ب پر ان کا ذکر کیا ہے - ان سے، بہ ظاہر ، رکن الدین حنفی تتوی سندھی مراد ہیں ، جن کا ترجمہ نزھۃ (۴ : ۱۱۶) میں درج ہے - شرح اربعین اور شرح خلاصۂ کیدانی ان کی تالیفات میں ہیں - تاریخِ وفات ۹۴۹ ھ ہے-

المتانۃ کے فاضل مقدمہ نگار نے، المتانۃ کے علاوہ ، مخدوم جعفر بوبکانی کی حسب ذیل آٹھ تالیفات کا ذکر کیا ہے :

---

۱ - الصادق المنصف المحق بالدلائل التی ہی بالتقدیم احری و احق ـــ مقدمہ نگار نے اس کا خطی نسخہ ، سندھ یونیورسٹی لائبریری میں دیکھا ہے - مولف نے اس رسالے میں بعض بدعات پر تنقید کی ہے -

۲ - حاصلُ النہج ـــ فارسی زبان میں مختصر رسالہ ، جس میں حصُولِ علم کے آداب کی رہنمائی کی گئی ہے - یہ رسالہ، مولف کی اپنی ہی تالیف نہجُ التعلّم کا ملخص ہے -

اس کے خطی نسخے کا حوالہ ، مقدمہ نگار نے کتب خانۂ پیر جھنڈو میں دیا ہے۔
اس کے اقتباسات بھی مقدمے میں نقل کیے گئے ہیں۔

۳ - نہج التعلّم ـــ اس کی تلخیص، حاصل النهج میں کی گئی ہے۔ مقدمہ نگار کو اس کا کوئی نسخہ معلوم نہیں ہو سکا۔

۴ - عجالة الطالبین ـــ یہ عربی رسالہ ، موضوعات حدیث پر ہے۔ اس رسالے سے متعدد اقتباسات کے علاوہ اس کی مفصل فہرست مضامین بھی مقدمہ نگار نے درج کر دی ہے اور اس کا خطی نسخہ ، ابراهیم یاسینی کے کتاب خانے (بوبک) میں بتایا ہے۔

۵ - فتح الدارین ـــ یہ رسالہ، فارسی زبان میں ہے، جس میں فقر و افلاس کے ازالے کے لیے، احادیث اور اقوال سلف جمع کیے ہیں ۔ اس کے خطی نسخے، پیر حسام الدین راشدی کی لائبریری اور بعض دیگر کتاب خانوں میں بھی موجود ہیں۔

٦ - حلّ العقود [: البیان المبرم] ـــ مقدمہ نگار نے یہ رسالہ خود کہیں نہیں دیکھا ۔ بلکہ هاشم ٹھٹھوی (سندھی) کے حوالے سے اس کا ذکر کیا ہے۔ هاشم نے اپنی تالیف تمام العنایة میں، جعفر بوبکانی کے مذکورہ رسالے سے یہ الفاظ بطور سند نقل کیے ہیں:

. . . ان قال لموطوئته جدّي ، جدّي ، جدّي ثلاث مرّات واراد بالتكرير التاسيس دون التاكيد لايقع الّا الواحدة . . .

خوش قسمتی سے، یہ رسالہ ہماری لائبریری میں موجود ہے [دیکھیے اسی فہرست کا شمارہ ٦۰] مگر اس رسالے کا نام، مولف نے البیان المبرم رکھا ہے ، دیباچے میں کہا ہے :

" . . . ما اوردناه فی هذه الرسالة المسماة بالبیان المبرم فی قول السنود چھدی او اچھدیم . . . " [دیکھیے البیان المبرم، ص ۱۲ - الف]

هاشم ٹھٹھوی نے جس مذکورۂ بالا عبارت کا حوالہ دیا ہے، وہ اس رسالے کے ص ۲۰ - ب پر موجود ہے ۔ ممکن ہے، اس کا دوسرا نام حل العقود بھی ہو، مگر رسالے میں اس دوسرے نام کا کہیں ذکر نہیں ۔

۷ - قرنه فی مرنه و پرنه ـــ مقدمه نگار نے استدراک میں اس رسالے کا ذکر کیا ہے، اس کا علم بھی مقدمه نگار کو، ہاشم ٹھٹھوی کی بیاض سے ہوا - اسی بیاض کے حوالے سے یہ بات بھی مقدمه نگار نے بتائی ہے کہ مخدوم حامد اُکھمی سندھی نے مذکورہ رسالے کا رد لکھا تھا - ہماری لائبریری میں بوبکانی کا یہ رسالہ بھی موجود ہے [دیکھیے اسی فہرست کا شمارہ ۵٦] - رسالے کے آغاز میں، مولف نے اپنا اور تالیف کا پورا نام اس طرح درج کیا ہے :

... اما بعد فیقول العبد الضعیف الجانی جعفر بن میران البوبکانی عامله الله الکریم بلطفه الرحیمی والرحمانی هذه قرنه فی حکم الحلف بالمرنه والپرنه ....

۸ - البصارة فی العمل بالبشارة ـــ مقدمه نگار نے اس رسالے کا ذکر، حسام‌الدین راشدی کے مقدمۂ مظهر شاهجهانی کے حوالے سے کیا ہے -

مذکورہ بالا تالیفات کے علاوہ، بوبکانی کی مزید تالیفات سے، حسب ذیل کا تذکرہ، پیر راشدی نے مظہر شاہجہانی کے حواشی (مظہر شاہجہانی، [مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ]، ص ٦٨ حاشیہ) میں کیا ہے :

۹ - کشف الحق ۱۰ - منهج العمال (منتخب کنزالعمال) ـــ ان ہر دو تالیفات کے بارے میں مزید معلومات دستیاب نہیں -

ذیل میں بوبکانی کی ان تالیفات کے اسما درج کیے جاتے ہیں، جن کا تذکرہ، المتانة اور مظہر شاہجہانی کے مقدمات میں شامل نہیں ہو سکا -

۱۱ - التنمیق فی توقیت المرأة فی التطلیق ـــ عربی میں، فقه حنفی پر مختصر رساله، جس میں طلاقِ معلّق کی بعض صورتوں کے احکام بیان کیے گیے ہیں - اس کا خطی نسخه ہماری لائبریری میں موجود ہے (دیکھیے اسی فہرست کا شمارہ ٦۲)

۱۲ - کمّیة الواقع ـــ اسی انداز کا دوسرا رساله، جس میں بتایا ہے کہ سندھیوں کے لفظ "طلاقن" سے کتنی طلاقیں مراد لی جاتی ہیں - اس کا قلمی نسخه بھی لائبریری میں موجود ہے - (دیکھیے اسی فہرست کا شمارہ ۵۸)

۱۳ - الحجة القوية فی جواب الرسالة الحلفية ـــــ یه مولف کی معرکه آرا فقہی تالیف ہے، جو قاضی تاسمانی کے رسالے الحلفیة کے جواب میں لکھی گئی - حلف بالطلاق کا مسئله اس کا موضوع ہے - قاسمانی حلفیت کا منکر تھا، مولف نے انعقاد حلف پر مفصل دلائل پیش کیے ہیں - اس کا مخطوطه بھی لائبریری میں محفوظ ہے - (دیکھیے اسی فہرست کا شماره نمبر ۵۹)

۱۴ - بیانُ البنیة [فی شرح بنیة البیان] ـــــ اس تالیف کا موضوع معانی و بیان ہے- بوبکانی نے اس موضوع پر ایک مختصر متن بنیة البیان کے نام سے تالیف کیا - پھر خود ھی اس کی شرح بھی بیان البنیة کے نام سے لکھی - اس نادر کتاب کا ایک قلمی نسخه بانکی پور لائبریری میں موجود ہے - لائبریری کے فاضل فہرست نگار نے اس نسخے سے متعلق، حسب ذیل تفصیلات درج کی ہیں :

آغاز : الحمد لله الذی اعطا المعانی و البیان . . . اما بعد فهٰذه ما سمیته بنیة البیان و ما ذکرت من شرحه فبیان البنیة - اعلم ان المفرد والکلام والمتکلم توصف بالفصاحة . . .

کتاب کو حسب ذیل آٹھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے :

الباب الاول فی بیان احوال الاسناد	Fol. 3a
الباب الثانی احوال المسند الیه	Fol. 4b
الباب الثالث احوال المسند	Fol. 10b
الباب الرابع احوال متعلقات الفعل	Fol. 12a
الباب الخامس القصر	Fol. 14a
الباب السادس الانشاء	Fol. 16b
الباب السابع الفصل و الوصل	Fol. 19a
الباب الثامن الایجاز والاطناب	Fol. 21a

خاتمے پر یه عبارت درج ہے :

تمت الرسالة المسمی (؟ المسماة) ببیان البنیة للعلامة الحجة الفهامة حضرت

مخدوم جعفر بن عبدالکریم الشهیر بمیران بن یعقوب البویکانی (؟ البوبکانی) قدس اللہ سرهم اجمعین ۔

دیکھیے بانکی پور، ۲۰ : ۲۱۱ تا ۲۱۳؛ براکلمن، ت ۲ : ۲۶۱ ۔

براکلمن نے بانکی پور ھی کے حوالے سے مذکورہ تالیف کا ذکر کیا ھے ۔ چونکہ مذکورہ نسخے میں مخدوم جعفر کی نسبت وطنی کو کاتب نے غلطی سے ''البویکانی'' لکھ دیا ھے، اس لیے ھر دو فہرست نگاروں (بانکی پور و براکلمن) نے اسے بویکانی (BUWAIKĀNĪ) سمجھ لیا ھے ۔ مگر صحیح لفظ بوبکانی (BŪBAKĀNĪ) ھے، جیسا کہ ھم پیچھے درج کر آئے ھیں ۔ براکلمن نے نسخے کی تاریخ کتابت یا زمانۂ تالیف کے سلسلے میں ۸۱۶ھ کا سنہ درج کیا ھے، جو قطعاً درست نہیں ۔ اس سال میں بوبکانی بلکہ شاید اس کا والد بھی ابھی پیدا ھی نہ ھوا ھوگا ۔

المتانۃ کا زیر نظر نسخہ قدرے ناقص الآخر ھے ۔ اس میں آخری عنوان، فصل فی آداب کتابۃ القرآن پایا جاتا ھے ۔ اس طرح مطبوعہ نسخے کے آخری پندرہ صفحات، اس خطی نسخے میں موجود نہیں ھیں ۔ البتہ یہ نسخہ بڑا واضح الخط ھے ۔ حواشی پر احتیاط سے تصحیح کی گئی ھے ۔ تصحیحات، اکثر مقامات پر کاتب کے اپنے ھاتھ سے معلوم ھوتی ھیں، بعض جگہ دوسرا ھاتھ بھی ھے ۔ زیرنظر خطی نسخے کا، مطبوعہ نسخے کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد معلوم ھوتا ھے کہ بعض مقامات پر، مطبوعہ سے اس کے اختلافات یقیناً اھم ھیں ۔ یہاں بطور مثال، پہلے دس صفحات کا مقابلہ پیش کیا جاتا ھے :

مطبوعہ نسخہ	خطی نسخہ
ص ۳، سطر ۴، ۵ فاعطی الملک والمال لاختیارہ . . .	فاعطی الملک والمال لاختیارہ العلم ص ۲ الف، سطر ۱
ص ۱۱، سطر ۷ لا یزال الناس من امتی . . .	لا یزال ناس من امتی . . . ص ۲ الف، سطر ۴
ص ۵، سطر ۲ و فیها لعبداللہ بن	و فیها و قیل لعبداللہ

مطبوعه نسخه		خطی نسخه	
	المبارک ...	بن المبارک	ص ۲ الف، سطر ۱۹
ص ۶، سطر ۲	والسلامة من الحجة ...	والسلامة من الحجبة ...	ص ۲ ب، سطر ۱۶
ص ۷، سطر ۷	و انظروا فیه ...	و انتظروا فیته	ص ۳ الف، سطر ۱۲
ص ۸، سطر ۳	بسبع من الویل ...	سبع من الویل	ص ۳ - الف، سطر ۲۴
ص ۸، سطر ۷	سمی فقیها ...	... سماه فقیهاً ...	ص ۳ - الف، سطر ۳۰
ص ۸، سطر ۹	سماه انساناً ...	... سماه انسان ...	ص ۳ - ب، سطر ۱
ص ۹، سطر ۸، ۹	فان کان امرداً صبیح الوجه ..	... فان کان امرد اصبح الوجه	ص ۳ - ب، سطر ۱۵
ص ۹، سطر ۱۱	اخرج ابن النجاری ...	... اخرج ابن‌النجار	ص ۳ - ب، سطر ۱۶
ص ۹، سطر ۱۵	... من ذُلک ...	... بنحو من ذالک	ص ۳ - ب، سطر ۱۹
ص ۱۰، سطر ۲	... نسائکم المؤلد ...	... نسایکم الولّد ...	ص ۳ - ب، سطر ۲۵

چند صفحات کے اس مقابلے سے ظاہر ہوتا ہے کہ متن کی تصحیح و تنقیح کے لیے ہمارا نسخہ ناگزیر اہمیت کا حامل ہے - لازم ہے کہ المتانۃ کے دوسرے ایڈیشن کے موقع پر اس نسخے سے استفادہ کیا جائے -

نوٹ : بوبکان، سندھ کے قلعہ سہوان کے گیارہ پرگنوں میں ایک پرگنہ ہے - جو اب تک اسی نام کے ساتھ موجود ہے - دیکھیے مظہر شاہجہانی، ص ۶۷ - المتانۃ کے مقدمے میں اسے ''بوبک'' قرار دے کر اس کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے اور آخر میں واضح کیا گیا ہے کہ صحیح ''بوبکان'' ہی ہے - دیکھیے مقدمۃ المتانۃ، ص ۳ -

سندھی ادبی بورڈ کے مطبوعہ نسخہ کے لیے حسب ذیل چار خطی نسخے پیش نظر رکھے گئے -

۱ - پیر حسام الدین راشدی کا نسخہ مکتوبہ ۱۱۳۴ھ ۲ - دارالھدٰی ٹھیری مکتوبہ ۱۲۲۲ھ ۳ - کتبخانہ پیر جھنڈو کا نسخہ ۴ - جامعہ سندھ کا نسخہ -

تفصیل کے لیے دیکھیے مطبوعہ نسخے کا مقدمہ، ص ۳۶ --- ۳۸ -

(۵۸)

[5362]

كمّيّة الواقع

جعفر بن عبدالكريم الشهير بميران بن يعقوب بن نور الدين البوبكاني

اوراق :	۲۶—۳۰ - الف	خط	: نسخ (ناقص)
سطور :	۲۱	کاتب	: نامعلوم
تقطیع :	۲۴×۱۳	تاریخ کتابت	: نامعلوم

آغاز : الحمدُ لله الّذی حدّد الاشیاء و عدّد ها تعدیدًا [و] ابرم امورا ابراماً حمیداً . . .

دیباچے میں مؤلف نے رسالے کا نام بصراحت بتایا ہے ، اور اس کا موضوع بھی بیان کیا ہے کہ اس مختصر میں یہ تحقیق مقصود ہے کہ سندھیوں کے مروج لفظ ''طلاقن'' سے کتنی طلاقیں مراد لی جاتی ہیں :

. . . امّا بعد فهذا ما سمّیته بکمّیّة الواقع اعنی بیان ان الواقع بلفظة ''طلاقن'' فی تعلیق السنود و تنجیزهم کم هو من الطلقات . . . (زیر نظر مخطوطه ص ۲۶ - الف)

مؤلف کا اپنا نام اس رسالے میں کہیں مذکور نہیں ۔ البتہ خاتمے پر یہ کہا ہے کہ جو شخص ہمارے اس رسالے اور مرنة (اسی مولف کا دوسرا رساله، دیکھیے اسی فہرست کا شمارہ ۵۶) سے زائد معلومات کا خواہاں ہو، تو وہ ان تفصیلات کی طرف رجوع کرے، جو ہم نے الحجة القویّة (اسی مولف کی دوسری تالیف، دیکھیے اسی فہرست کا شمارہ ۵۹) کے اواخر میں درج کی ہیں :

. . . و من اراد من البیان اکثر من ذا و المرنة فعلیه بما اوردناه فی اواخر الحجة القویة . . . (زیر نظر مخطوطه، ص ۳۰ - الف)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ زیرنظر رساله بھی جعفر بوبکانی کی تالیف ہے ۔

مولف، اس رسالے میں بتاتا ہے کہ لفظ ''طلاقن'' جمع ہے۔ چونکہ فارسی، خوارزمی، هندی اور سندھی زبانوں میں تثنیه اور جمع کے لیے ایک ہی صیغه استعمال ہوتا ہے، لہذا قواعد کی رو سے لفظ ''طلاقن'' دو اور تین طلاقوں کے لیے یکساں طور پر بولا جا سکتا ہے، مگر سندھی عوام کے عرف میں اس لفظ کو تین طلاقوں کے لیے ہی سمجھا جاتا ہے۔ وہ تین سے کم طلاقوں کا تصور نہیں رکھتے۔ اس لیے لازماً سندھی عرف کے پیش نظر ''طلاقن'' سے تین طلاقیں ہی مراد لی جائینگی:

... فاعلم انّه لاتثنية للغة الفارسية و الخوارزميّة و الهنديّة و السندية بل كل جمع فيها كما يصدق على الثلٰث و ما فوقها كذٰلك يطلق فيها بذٰلك الوضع على الاثنين... و ان عوام السنود لمّا لم يعتقدوا و يتصوروا الطلقات الاّ الثلٰث... فالمطلّقُ اذا كان من اولئك العوام لم يُرد بطلاقن الّذى ذكر فى تنجيزه او تعليقه الّا الثلٰث ... (مخطوطه، ص ٢٦ - ب)

مولف کے اس رسالے کا کوئی دوسرا نسخه کسی لائبریری میں معلوم نہیں ہو سکا۔ نه ہی تذکره نگاروں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

نوٹ: زیر نظر رسالے کے آخر میں کچھ تعلیقات (جو ہوبکائی ہی کی تالیف معلوم ہوتی ہیں) بھی مرقوم ہیں۔ ان کی تفصیل کے لیے زیر نظر فہرست میں ہمارا شماره ٦١ (استفتاء فی تعلیق الطلاق) ملاحظه فرمایا جائے۔

(٥٩)

[5357]

الحجة القوية فی جواب الرسالة الحلفية

جعفر بن عبدالکریم الشهیر بمیران بن یعقوب بن نورالدین البوبکانی

اوراق : ۴۳ خط : نسخ
سطور : ١٠ کاتب : نا معلوم
تقطیع : ٢٣×١٦ س م تاریخِ کتابت : نا معلوم

آغاز : بسم الله ... لك الحمد یا منّان علٰی ما الهمتنا السداد و الصواب ...

زیرنظر رساله بهی، اسی مولف [جعفر بوبکانی] کی ایک اور عالمانه تالیف هے، جس سے اس کی فقیهانه مهارت اور مجتهدانه ژرف نگاهی کا ثبوت ملتا هے۔ دیباچے میں مولف بتاتا هے که سندهیوں میں قدیم زمانے سے هی، حلف بالطلاق کا رواج چلا آیا هے، جس کے لیے ان کے عرف میں ''مون طلاقن اتی سنوه'' جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے هیں اور سنده کے سلف علما ان الفاظ پر انعقادِ حلف کا فتوٰی دیتے رهے هیں۔ مگر اب اس زمانے میں بعض مّدّعیِ تفقّه لوگوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا هے :

... قد مرّ کثیر من عوام السنود علی الحلفِ الّذی فیما بینهم هو المشهور و اعتادوه مرور الاعصار و الدهور و تعارفوه فی نحو مون طلاقن اتی سنوه ...
و قد افتی بانعقاد الیمین به اعیان العلماء الّذین کانوا فی الدیار السندیة افضل و اقدم ... ثم ان بعض المنتسبین الی العلم و الفقاهة فی زماننا لمّا اثار ...
(زیرنظر مخطوطه ص ١ ۔ ب، ٢ ۔ الف)

اس عبارت میں ''بعض المُنتسبین'' سے قاضی قاسمانی مُراد هے۔ جیسا که زیرنظر تالیف کے ص ١٧ ۔ الف پر مُصرّح هے اور کمّیة الواقع [دیکھیے شماره ٥٨] کے ص ٣١ ۔ ب پر بهی اس کی وضاحت کی گئی هے۔

قاضی قاسمانی نے اپنے موقف پر الرسالة الحلفية تالیف کیا ۔ اس کے جواب میں، جعفر بوبکانی نے یہ زیرنظر تصنیف تحریر کی۔ مولف نے اسے ایک مقدمے، اکیس فصلوں اور ایک خاتمے پر مرتّب کیا ہے۔ فصلوں کو مذاکرات کہا گیا ہے :

... و سمّیتها الحجّة القویّة فی جواب الرسالة الحلفیّة و رتبتها علی مقدمة و احدی و عشرین مذاکرة و علی خاتمة ... (مخطوطه، ص ۲ ـ ب)

ہر مذاکرے میں ، فریق مخالف کی ایک دلیل بیان کی گئی ہے اور پھر ''الجواب'' کے ماتحت اس کا تجزیہ اور ردّ کیا گیا ہے۔ یہاں بطور مثال مذاکرۂ اولیٰ کے آغاز سے کچھ مبحث نقل کیا جاتا ہے۔ جس میں فریقِ مخالف کہتا ہے کہ احکام کا دلائل سے استنباط صرف مجتہد کر سکتا ہے۔ مقلد کا کام یہ ہے کہ کسی مسئلے میں تصدیق سے معلوم کر لے کہ مجتہد کا قول کیا ہے۔ تو کیا زیر بحث مسئلے (انعقاد الحلف بالطلاق) میں قائلینِ انعقاد تک مجتہد کا قول پہنچا ہے؟

... امّا المذاکرات فأولیها انّ استنباط الاحکام الشرعیّة من ادلّتها التفصیلیة یختصّ بالمجتهدة و امّا المقلّد فالاستنباط فی حقه تصحیحه قول المجتهد قائلاً بنحوِ هٰذا الحکم ادّیٰ الیه رأی ابی حنیفة رحمه الله و کلّ ما ادّیٰ الیه رأی ابی حنیفة فهو واقع عندی کذا افاد فی التوضیح فعلٰی هذا یجب علی المقلّد القایل بانعقاد الیمین فیما نحن فیه ان یثبت توصل [قول؟] مجتهد الیه بالشکل المذکور او یرجع الی عدم الانعقادیة ... (ص ۵ ـ الف)

اس کے جواب میں مولف نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ قیاسی اور اجتہادی احکام کا استنباط بےشک مجتہدین کے ساتھ خاص ہے ۔ لیکن نصوص سے بعض احکام سمجھنا اجتہاد کی اہلیت سے مشروط نہیں ، بلکہ مقلّد بھی ایسا کر سکتا ہے :

... و الجوابُ بوجهین الاوّل ان المختص بالمجتهدة هو استنباط الاحکام القیاسیة والاجتهادیّة من ادلّتها التفصیلیة و امّا فهم بعض الاحکام من عبارة النص او

دلالته او نحوهما فلایشترط له اهلیّة الاجتهاد کما صرح به فی الکشف و التوضیح و التلویح ... (ص ٥ - الف، ٥ - ب)

فقہی تبحّر کے ساتھ ، مولف عصری شعور سے بھی بہرہ ور ہے - وہ کہتا ہے ہمارے زمانے کے لوگ اس قدر لاابالی ہو چکے ہیں کہ خدا کے نام کی قسم پر اب یہ قابلِ اعتبار نہیں معلوم ہوتے - اس لیے انہیں طلاق وغیرہ کی قسم دلوانی ضروری ہو گئی ہے :

... خصوصاً فی زماننا فان احدًا لایصدق و لا یؤتمن علیه فی الیمین بالله تعالیٰ لقلّة مبالاته [؟المبالاة] ظهرت من الناس فتمستِ الحاجة الی الوثیقة بالطلاق وغیره ... (ص ۱۳ - ب)

کتاب کا خاتمہ دلچسپ اور معلوماتی ہے - مولف نے اس میں اپنے اور دیگر احباب کے کچھ خواب نقل کیے ہیں - جن میں مولف کے موقف کی حقانیت کی بشارات پائی جاتی ہیں - شروع میں اپنا ایک خواب درج کیا ہے اور توجّہ اِلی اللہ کی وہ کیفیّت بیان کی ہے، جس کے بعد رؤیا کا سلسلہ شروع ہوا :

... و امّا الخاتمة فهی اِنّی قد کنتُ فی بیان جوابی هاتین المسئلتین و ملاحظة ما هناک من اسولة الجانبین اتضرّعُ و اَبتهلُ الی الله الفتاح المنعم ان یوفقنی علی الحق الا بلج الاحکم و یلهمنی عین السداد و الصواب الاسلم، فبعد ما فرغت ممّا سودت فیه ارانی شغالی و هو بکلّ شیءٍ اعلم لیلة الاثینن الرابعة من محرم سنة ستٍ و سِتّین بعد تسعمایة من سِنّی هجرة النبی الاکرم رؤیا مشتملة علیٰ اعظم بشارة لی بانی قد اصبتُ الحق ... (ص ٦٧ - الف، ٦٧ - ب)

اس کے بعد مولف نے تفصیل سے اپنا خواب بیان کیا ہے جس کا لُبِّ لباب یہ ہے کہ سلطان محمود شاہ بن لطیف شاہ (گجراتی متوفّی ۹٦۱ھ) اور اس کے وزرا ایک بہت بڑی دعوت پر جمع ہیں - وہیں ایک وزیر خداوند خان کے ساتھ مولف کی ملاقات ہوتی ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک استفتا دکھائی دیتا ہے، جس میں بعینہٖ زیر بحث

مسئله دریافت کیا گیا ھے۔ استفتا کے جواب میں جید علماے عظام نے وھی بات لکھی ھے، جو مولف نے زیرنظر تالیف میں ثابت کی ھے۔ مجیب علما میں، شیخ معین الدین عمرانی (دھلوی، قرن ھشتم ھجری، دیکھیے نزھة، ۲: ۱٦۵) کا نام مولف کے ذھن میں محفوظ رہ گیا:

... و کنتُ فی ملاحظة اجوبة العلماء الاعلام و مما بقی ارتسامه فی قلبی اسم الشیخ معین الدین العمرانی ... (ص ٦۸ - الف)

سلطان محمود شاہ (مذکور بالا) اور اس کے وزرا کی شہادت کا واقعہ، ص ۲۷ - ب پر نقل کیا ھے۔ تفصیل کے لیے کتاب المتانة کا ملاحظه (پیچھے شمارہ ۷۵) بھی دیکھیے۔

ص ٦۸ - ب پر کہا ھے کہ ''میں نے محض اپنے خواب پر اعتماد نہ کر لیا بلکہ وقت کے دیگر صلحا کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ بھی توجہ فرمائیں، چنانچہ انہیں بھی ایسے خواب دکھائے گئے، جن سے میری تائید ھوئی'':

... و اعلم انی ما اعتمدتُ علی ما رأیت فی المنام بل علٰی ما اسلفتُ فی سائرالرسالة من الکلام ثم بعد ذٰلك اشرتُ بعضَ الصلحاء لیتوجّھوا ایضاً الٰی جناب القدس لیریھم فی ھذا ما ھو الحق لدیه فاشتغلوا بعض اللّیالی فرأوا مّرات و فق ما اریت ...

ص ٦۹ - الف پر ایک صاحبِ کشف بزرگ کا خواب نقل کیا ھے، جس میں انہیں رسالتماٰب صلّی الله علیه وسلّم کی زیارت نصیب ھوئی اور آپ نے ''الطلاق مرتان'' کی آیة مبارکه کا حواله دیا۔ اسی صفحه پر ایک دوسرے بزرگ کا خواب درج کیا ھے، جس میں انہیں کسی بہت بڑی علمی شخصیت نے کہا: ''عدم انعقاد کے قائل (قاضی قاسمانی مولف الحلفیة) نے ٹھوکر کھائی ھے اور وہ ایسی ٹھوکریں کھاتا ھی رھتا ھے'':

... ان القائل بعدم الانعقاد له کبوة فی ذٰلك و له کبوات امثالُ ذٰلك ...

(مخطوطه، ص ٦۹ - الف)

اس کے بعد مولف نے اپنا دوسرا خواب بیان کیا ہے، جو ۲۷ جمادی الاولیٰ ۹۶۸ھ کو دیکھا ۔ اس میں مولف کعبۂ شریفہ کا طواف کر رہا ہے اور دیکھتا ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مزارِ پُر انوار بیتؑ اللہ کے اندر ہے۔ اس کی تاویل مولف کے ہاں یہ ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے، وہ عین شریعتِ نبوی کے ماتحت ہے اور مولف صحیح منزل پر پہنچا ہے۔ (مخطوطہ، ص ۶۹ - الف ، ۶۹ - ب)

ص ۷۰ - الف پر، ۹۷۶ھ کے اواخر میں ایک بزرگ کے دیکھے ہوے خواب کو نقل کیا ہے۔ انہوں نے مولف کے دادا (یعقوب بن نور الدین) کو دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں، ''انعقاد حلف پر تو سب علما کا اتفاق ہے'' : (یہ بزرگ، مولف کے دادا کے تلامذہ اور وابستگان میں تھے) ۔

... ثم رأی صالح آخر اواخرالسنة السادسة و السبعین بعد تسعمائة الهجریة... فرای مثال جدّی رفع اللہ درجاتہ فی اعلیٰ علّیین و فرادیس جنانہ و کان من تلامذتہ والفقراء المتشبثین بذیلہ و کان کثیر الرؤیة لہ فی منامہ فلمّا سألہ فیما نحن فیہ اجابہ بان انعقاد الحلف فیہ ھو الّذی کان علیہ علماء ھٰذہ البلاد و السالفون و انہ حق لاریب فیہ ... (ص ۷۰ - الف)

یہاں اسی بزرگ کا ایک اور خواب درج کیا ہے، جو انہوں نے ۱۰ ربیع الاوّل ۹۷۹ھ کو دیکھا کہ قصبۂ بوبکان کی جامع مسجد میں، ایک عظیم اجتماع منعقد ہے۔ جس میں الاستاذ الافضل محمود بن شیخن، الفاضل قاضی عبداللہ اور مولف کے دادا یعقوب بن نورالدین موجود ہیں ۔ آس پاس طلبہ اور عوام کا انبوہ ہے۔ استاذ محمود، مخدوم یعقوب سے پوچھتے ہیں، آپ اس انعقاد یمین میں شک ڈالنے والے (: قاضی قاسمانی) کو روکتے کیوں نہیں ؟ شیخ جواب دیتے ہیں: ''یہ بچے ہیں، حقیقت علم تک نہیں پہنچے'' ۔ اس پر استاذ محمود کہتے ہیں ''ان لوگوں کا عذر مقبول نہیں'' اور اس کے بعد استاذ نے (مولف کی ؟) کتاب (زیرنظر الحجة؟) شیخ کو دکھائی :

... ثم رأی ایضاً فی الّلیلة العاشرة من الربیع الاوّل من السنة التاسعة و السبعین

كانه عقد فی جامع قصبة بوبكان الافضلان الاكملان محمود بن شيخن و يعقوب بن نورالدين جدّ هذا الضعيف و الفاضل الشهير بقاضی عبدالله قدس سرهم جميعاً، مجلسا عظيما و اجتمع حو لهم الطلبة و الناس محفلا منيفا فكان الافضل المحمود خاطب جدّی بانك لم لا تمنع هذا الّذی شکّ فی انعقاد اليمين بنحو مون طلاقن اتی سنوه ان كان كذا فالانَ جدّی الكلام معه و قال انّ هٰؤلاء ای مثير الشک و من معه هم الصبيان فی شعاب العلم و لا يبلغون حقيقته فقاله (؟) الاستاذ ليس لهم فی ذلك عذر . . . ثم توجّه الاستاذ الٰی هذا الضعيف جامع فی هذه الاوراق و كشف عن كتاب موضوع عنده فاراه فيه . . .

(مخطوطه ، ص ۷۰ ـ الف ، ۷۰ ـ ب)

ان هر دو خوابوں سے مولف کے دادا یعقوب بن نورالدین کے بارے میں یه معلوم ہوتا ہے که وہ اپنے دور کی ممتاز علمی و دینی شخصیت تھے ـ جن کے ساتھ تلامذہ اور فقرا (حلقۂ درویشان) کا سلسله بھی وابسته تھا ـ كمية الواقع (دیکھیے شمارہ ۵۸) کے خاتمے پر مولف نے اپنے ایک نوٹ میں ، ان کی کسی تالیف [: فوائد] کا بھی حواله دیا ہے ـ دوسری بات ، موخرالذ کر خواب سے یه محسوس ہوتی ہے که محمود بن شیخن غالباً مولف کے اساتذہ میں تھے ـ قاضی عبداللہ سندھی کا ترجمه نزهة (۴ : ۲۰۲) میں موجود ہے ـ

ص ۷۱ ـ الف پر دو خواب نقل کیے ہیں، پہلے میں قاضی عبداللہ (مذکور بالا) اور مخدوم رکن الدین بن لوط کی باہم گفتگو ہے ـ جس میں مخدوم رکن الدین ، صاحبِ الحلفیه کی باتوں کو ناقابلِ اعتنا قرار دے رہے ہیں ـ رکن الدین کے لیے دیکھیے شمارہ ۷۵ [المتانة] ـ دوسرے خواب کا منظر یه ہے که صحراءِ بوبکان میں ایک عظیم اجتماع منعقد ہے ـ جس میں امامِ اعظم ابو حنیفه رحمه اللہ تعالٰی تشریف فرما ہیں ـ ان سے مسئلۂ زیر بحث دریافت کیا گیا ہے اور وہ مولف (جعفر بوبکانی) کی تصدیق فرما رہے ہیں :

... كان مجمعا عظيماً فی صحراء قصبة بوبکان و قدامتاز من بينهم رجلٌ بجلوسه علی السرير مع جلالة عظيمة ... فاجيب بانه ابو حنيفة ... سأله بانی متردّد فی ان الحق فی الحلف المتعارف بين عوام السنود هل هو مايقوله جعفر بن ميران البوبکانی ... ام ما يقوله القاسمانی فاجاب بانّ الحق ماقاله فی ذٰلك جعفر المذکور لا ما قال القاضی المسطور ... (ص ١٧ - الف)

جعفر بوبکانی کی اس اھم تالیف کا دوسرا کوئی نسخه ھمارے علم میں نھیں اور یه تالیف ابھی تک طبع بھی نھیں ھوئی -

(٦٠)

[5362]

البيان المبرم

جعفر بن عبدالکريم الشهير بميران بن يعقوب بن نورالدين البوبکانی

اوراق	:	١١ تا ٢٦	خط	:	نسخ (ناقص)
سطور	:	٢١	کاتب	:	نامعلوم
تقطيع	:	١٣×٢٣ سم	تاريخ کتابت	:	,,

آغاز : الحمد لله الّذی ابان طرق الاهتداء و الاصابة الی قربه و اسبابه ...

زیر نظر مخطوطه ، اسی مولف (یعنی مذکورۂ بالا مخطوطے کے مولف جعفر بوبکانی) کی ایک اور مختصر فقهی تالیف ھے، جس میں بسلسلۂ طلاق ، سندھیوں کے الفاظ : "تون چھدی آنھین اوونْ توکھیْ چھدی" کی تشریح اور ان کے حکم شرعی کا بیان کیا گیا ھے- المتانة (مطبوعه) کے مقدمه نگار (دیکھیے زیر نظر فهرست شماره ٥٧) نے اس رسالے کا نام حلّ العقود بتایا ھے اور ھاشم ٹھٹھوی کے حوالے سے اس کی یوں نشاندھی کی ھے :

... ذکره العلامة المخدوم محمد هاشم التتوی السندی فی رسالته الوجيزة

المسمّاة ''بتمام العناية فی الفرق بین الصریح و الکنایة''، حیث قال بعد بحثٍ طویل : ان قیل اذا کان القائل بلفظ ''جذي'' ثلثاً لم یرِد با حدی المرّات الطلقات الثلاث، بل انّما نوی بکلّ مرة تطلیقة و احدة جدیدة فهل یقع الثلاث ام لا ؟

قلت لا . لما ذکره العلّامة جعفر البوبکانی نفعنا الله تعالیٰ ببرکاته فی ''حلّ العقود'' و نصّه هکذا : ان قال لموطوئته جذي، جذي، جذي ثلاث مرّات، واراد بالتکریر التاسیس دون التاکید لا یقع الّا الواحدة انتهیٰ''

(مقدمه المتانة (مطبوعه)، ص ۴۳، ۴۴)

خط کشیده الفاظ، واقعی مخدوم بوبکانی کے هیں اور یه اسی طرح زیر نظر رسالے کے صفحه ۲۵ - ب پر موجود هیں۔ اس سے بالیقین معلوم هوا که مخدوم هاشم نے مولف کے اسی زیرنظر رسالے کا حواله دیا ہے۔ ممکن ہے اس رسالے کا دوسرا نام حلّ العقود بھی هو۔ مگر خود مولف نے دیباچے میں اسے البیان المبرم کے نام سے هی موسوم کیا ہے :

''ما اوردناه فی هٰذه الرسالة المسمّاة بالبیان المبرم فی قول السنود چهدی اوا چهذیم. . .'' (زیر نظر مخطوطه، ص ۱۲ - الف)

مولف نے اس رسالے کو چار ''مدارک'' اور ایک ''ثمره'' میں تقسیم کیا ہے۔ تفصیل یوں ہے :

. . . علیٰ اربعة مدارک و ثمرة تتبع ذٰلک مستعیذاً بالله الحاکم من سوء سهو العلم :

۱ - المدرک الاوّل : ان الصریح علی الصحیح ما تبادر المراد منه عند التلفظ به لتعارفه فیه او وضعه له . . . (ص ۱۲ - الف)

۲ - المدرک الثانی ان اکثر مشایخنا الحنفیة ذکروا فی اصول الفقه ان الکنایات فی باب الطلاق انّما سمیت کنایات عنه [؟عن] مجاز . . . (ص۳۱ - الف)

۳ - المدرک الثالث ان اللّفظ المستعمل لرفع قید النکاح نوعان . . . (ص ۱۸ - ب)

۴ - المدرک الرابع انهم قالوا فی ''خلّیت سبیلک'' و ''رها کردمت'' و ''حلال اللہ علی حرام'' و امثالها انّه یقع (؟ تقع) بها البینونة عن النکاح بلانیّة . . .
(ص ۲۳ - ب، ۲۴ - الف)

۵ - اما الثمرة فهی امران الاوّل ان الصریح من کلّ وجه ای شرعاً و عرفاً کطالق و مطلقة رجعی ابداً . . .

یہ بھی ایک نادر الوجود رسالہ ہے کسی دوسری لائبریری میں اس کے اور نسخوں کی نشاندھی تاحال ہمارے علم میں نہیں آئی ۔

(٦١)

[5362]

استفتاء فی تعلیقِ الطّلاق

جعفر بن عبدالکریم الشهیر بمیران بن یعقوب بن نورالدین البوہکانی

اوراق	: ۳۰ - ب تا ۳۱ - ب	خط	: نسخ (ناقص)
سطور	: ۲۱	کاتب	: نامعلوم
تقطیع	: ۲۴ × ۱۳	تاریخ کتابت	: نامعلوم

آغاز : بسم اللہ . . . متوکلاً علیٰ لطفه العظیم استفتاء فیما تعارف قوم تعلیق الطلاق . . .

یہ تحریرات از قبیلِ حواشی (یا از قبیلِ تتمه) ہیں جو غالب گمان یہی ہے۔

کہ جعفر بوبکانی ھی کی تالیف ھیں - جن کا سلسلہ ، دراصل ص ۳۰ - الف سے ۳۵ - ب تک چلتا ھے - ان تحریرات کی ترتیب حسب ذیل ھے :

۱ - آغاز : قوله و من اراد اه اشارة الی ما فی الحجة القويّة ... (ص ۳۰ - الف)

اختتام : ... ان الاحتياط هنا ايقاع الثلث دون الاثنين فليراجع هنا ک'' (ص ۳۰ - ب)

۲ - آغاز : بسم الله ... متوكّلاً علی لطفه العظيم ... (ص ۳۱ - ب)

اختتام : فی رسالته المسمّاة بالحجة القويّة فی جواب الحلفية ... (ص ۳۱ - ب)

۳ - آغاز : فی بعض الحيل المشكلة فيما بينهم ... (ص ۳۱ - ب)

اختتام : ... و علی كلّ من سنک مسلكهم فی دينه و دنياه ... (ص ۳۳ - الف)

۴ - آغاز : فی الخلاصة و فی الجامع الكبير ... (ص ۳۳ - الف)

اختتام : ... و ما ذكر فی الفتاوی جواب المشائخ (ص ۳۳ - الف)

۵ - آغاز : و ان فيما تعارف قوم اليمين بمثل قولهم بالفارسية ... (ص ۳۳ - ب)

اختتام : ... و هی تعمل فيها النية ... (ناقص الآخر) (ص ۳۵ - ب)

ان حواشی میں ص ۳۴ - الف پر مولف نے اپنے دادا (یعقوب) کی تالیف فوآئد کا ذکر کیا ھے -

(٦٢)

[5362]

التنميق فی توقیت المرأة فی التطلیق

جعفر بن عبدالکریم الشهیر بمیران بن یعقوب بن نورالدین البوبکانی

اوراق : ٧ - الف تا ١١ - ب		خط	: نسخ
سطور : ٢١		کاتب	: نا معلوم
تقطیع : ٢٤×١٣ س م		تاریخ کتابت	: نا معلوم

آغاز : الحمد لله علیٰ ما یطلع شموس التحقیق و العرفان من سرائر الصادقین . . .

زیرنظر مخطوطه بهی اسی مولف (جعفر بوبکانی) کا ایک اور فقهی رساله هے۔ اس رسالے کا نام دیباچیے میں مولف نے یوں درج کیا هے :

. . . فهذا ما سمّیته التنمیق فی توقیت المرأة فی التطلیق . . .

مولف کا نام ، یہاں بصراحت مذکور نہیں ، مگر چونکه رسالے کے اواخر میں یه کہا هے که "هم نے فلاں مسئلے کی تشریح البیان المبرم میں یوں کی هے" :

". . . و ذکرناه فی "البیان المبرم" انّه، لمّا کانت الاصول السابقة . . ."

اور البیان المبرم کے بارے میں بالیقین معلوم هے که وه جعفر بوبکانی کی تالیف هے۔ اس لیے واضح هے که زیرنظر رساله بهی اسی مولف کی تالیفات میں شامل هے۔ البیان المبرم کے لیے دیکھیے شماره ٦٠ -

زیرنظر رسالے میں طلاق معلّق کی بعض مروّجه صورتوں کے احکام بیان دیے گئے هیں۔ مضمون زیر بحث کی توضیح کے لیے شروع میں یه تین اصول پیش کیے گئے هیں :

. . . فلیوقف فیه علیٰ ثلثة اصول :

۱ - الاوّل ان المُراد بامرأته فی امرأته طالق ان کان کذا من کانت منکوحته وقت الحلف . . .

۲ - [الثانی :] ان قیام النکاح الّذی حلف فیه وقت وجود الشرط لیس بشرط لوقوع الطلاق . . .

۳ - و الاصل الثالث کون الذات معتبرا فی الحاضر لاالوصف . . .

یہ بھی جعفر بوبکانی کا ایک نادر رسالہ ہے، جو نہ تذکرہ نگاروں کے علم میں ہے اور نہ ھی اس کی نشاندھی کسی کتبخانے کی فہرست میں کی گئی ہے۔

(٦٣)

[5463]

مَنَحُ الغفّار لشرحِ تنویرِ الابصار

شمسؒ الدین محمد بن عبداللہ بن احمد الغَزّی الحنفی التُمرتاشی المتوفی ۱۰۰۴ھ

اوراق : ۳٦۳		خط	: نسخ
سطور : ۳۲		کاتب	: نا معلوم
تقطیع : ۳۰ × ۲۱		تاریخِ کتابت	: نا معلوم

آغاز : انّ اجدرَ ما افتتحت به الکتب والد فاتر و احرٰی ما توجب به تصانیف الاوائل و الاواخر حمد اللہ الّذی رفع معالمِ الدین . . .

تُمُرتاش (تا اور میم کے ضمے اور را کے سکون کے ساتھ) خوارزم کے ایک گاؤں کا نام ہے - مولف کی نسبت "تُمُرتاشی" اسی گاؤں (تُمُرتاش) کی طرف ہے۔ تحصیلِ علم کا اکثر زمانہ، مولف نے غزّہ میں گذارا اور غزّہ کے مفتیٔ شافعیہ الشمس محمد بن المشرقی سے متعدد علوم و فنون حاصل کیے - طلب علم کے سلسلے میں، تُمُرتاشی، چار مرتبہ قاھرہ گیا - جن میں سے آخری سفر ۹۹۸ھ میں ہوا - وھاں، امام زین بن نجیم (مصنف البحر الرائق) مصری،

امین الدین بن عبدالعال ، اور مصر کے قاضی القضاۃ علی بن الحنائی کے پاس فقہ کا اعلیٰ مطالعہ کیا - اس کے بعد تُمرتاشی نے اپنے شہر غزّہ میں فتوٰی اور تالیف کا کام جاری رکھا -

تُمرتاشی ، اپنے دور کا ایک بلند پایہ حنفی فقیہ تھا - المحبّی نے خلاصة الأثر میں ، اس کا ترجمہ ، حسب ذیل الفاظ سے شروع کیا ھے :

"محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب بن محمد الخطیب بن ابراھیم الخطیب بن محمد الخطیب التُمرتاشی الغزّی الحنفی المذھب، رأس الفقہا فی عصرہ کان اماماً فاضلاً کبیرا حسن الصمت جمیل الطریقة قوی الحافظة کثیر الاطلاع..."

(خلاصة الأثر، م : ۱۸، ۱۹)

اور اس کے بعد یہاں تک قرار دیا ھے :

"و بالجملة فلم یبق فی آخر امرہ من یساویه فی الدرجة ..."

(خلاصة الأثر، م : ۱۹)

یعنی اس کے آخری دور میں ، اس کے پائے کا دوسرا کوئی فاضل موجود نہیں تھا -

اسی المحبّی نے ، مولف کے تلامذہ میں ، الشیخ الامام احمد بن عمّار ، محمد بن عمّار ، البرھان الفتیانی (قدس سے)، الشیخ عبدالغفار العجمی، اور خود مولف کے لڑکوں صالح بن محمد اور محفوظ بن محمد کا تذکرہ کیا ھے - المحبّی نے اس ملاقات اور گفتگو کی تفصیل بھی بیان کی ھے ، جو اس کے دادا قاضی محبّ الدین اور مولف (تُمرتاشی) کے درمیان، مصر میں ھوئی - (وھی کتاب ، م : ۲۰)

مولف نے ، فقہ، اصول، کلام، تصوف اور صرف و نحو پر متعدد کتب تالیف کیں - جن میں بعض کے اسما حسب ذیل ھیں:

شرح الکنز - الحاشیة علی الدرر و الغرر - کتاب معین المفتی علی جواب المستفتی - الفتاوی - رسالة فی خصائص العشرة المبشرة - رسالة فی بیان

جواز الأستنابة فی الخطبة ۔ کتاب مسعف الحکام علی الاحکام ۔ رسالة فی بیان احکام القرأة خلف الامام ۔ رسالة النفائس فی احکام الکنائس ۔ رسالة فی عصمة الانبیاء ۔ رسالة فی دخول الحمام ۔ رسالة فی التجویز ۔ رسالة فی مسح الخفین ۔ رسالة فی النقود ۔ رسالة فی احکام الدروز والارفاض ۔ کتاب شرح المشکلات ۔ کتاب الوصول الٰی قواعد الاصول ۔ شرح المنار (قطعة) ۔ شرح مختصر المنار ۔ شرح اللامیة "یقول العبد" [منظومة فی الکلام قد "تسمّٰی ببدء الامالی"] ۔ اعانة الحقیر فی شرح زاد الفقیر ۔ منظومة فی التوحید و شرحها ۔ رسالة فی التصوف ۔ رسالة فی علم الصرف ۔ کتاب شرح العوامل للجرجانی ۔ شرح القطر (قطعة) ۔ تحفة الاقران (منظومة فی الفقه) ۔ مواهب الرحمٰن [؟المنّان] فی شرح تحفة الاقران ۔ تحفة الطالب الوصول ۔ رسالة فی القضاء و الحکم ۔ المرتضٰی فی احکام القضا ۔ الفوائد المرضیة ۔ ترتیب فتاوی ابن نجیم ۔ رسالة فی المزارعة ۔ رسالة فی وقوف العرفة ۔

زیرنظر تالیف، خود مولف کی کتاب تنویرُ الأبصار کی شرح ہے ۔ تنویرُ الأبصار میں بڑی جامعیت سے، مستند فقہی مسائل جمع کر دیے گئے ہیں ۔ حاجی خلیفہ کے الفاظ، اس کتاب کے بارے میں یہ ہیں:

"... جمعَ فیه مسائلَ المتون المعتمدة عوناً لمن ابتلی بالقضاء و الفتوٰی ..."
(کشف، ۱ : ۵۰۱)

المحبی اسی کتاب کا تذکرہ یوں کرتا ہے :

"... و هو متن فی الفقه جلیل المقدار جمّ الفائدة دقق فی مسائله کلّ التدقیق و رزق فیه السعد فاشتهر فی الآفاق ..." (خلاصة الأثر، ۴ : ۱۹)

اسی تنویر الابصار کی شرح مفتیِ شام علّامہ علاءالحصکفی نے الدرالمختار کے نام سے تالیف کی اور دیگر متعدد عظیم فقہا نے بھی اس کی شروح لکھیں، جن میں سے بعض کے اسما یہ

هیں : ملا حسین بن اسکندر الرومی نزیل دمشق، الشیخ عبدالرزاق [دمشق میں مدرسہ الناصریة الجوانیة کے مدرس]، اور المولی محمد الانکروی [روم کے شیخ الاسلام] ۔

(خلاصة الأثر، ۳ : ۱۹)

خود مولف کی شرح (یعنی زیرنظر تالیف)، فقہ حنفی کی ایک بلند پایہ اور مستند کتاب قرار پائی ۔ صاحبِ خلاصة الأثر نے اس شرح کو ان الفاظ میں خراج پیش کیا ہے :

. . . و شرحه هو الشرح المسمّی بمنح الغفّار و هو من انفع کتب المذهب . . .

(خلاصة الأثر، ۳ : ۱۹)

شیخ الاسلام نجم الدین بن خیرالدین الرملی الحنفی نے منح الغفار پر لوائح الانوار علی منح الغفار کے نام سے عمدہ حواشی تحریر کیے (ایضاح ۲ : ۵۷۶) اور موسٰی بن اسعد ابن یحیی المحاسنی الدمشقی نے اسے نظم کے پیکر لطیف میں ڈھالا، جس کا نام خلاصة التنویر و ذخیرة المحتاج و الفقیر رکھا ۔ بحر رجز میں یہ منظومہ آٹھ ہزار پانچ سو ابیات پر مشتمل ہے ۔

دیباچے میں مولف نے بتایا ہے کہ پہلے اس نے تنویر الابصار و جامع البحار کے نام سے، ایک جامع اور مختصر تالیف مرتب کی :

". . . فالفت مختصراً جامعاً لجملة من المتون المشهورة حاویا لکثیر من الفواید المحررة المحبورة خالیا عن الزواید المملّة والاختصارات المخلّة . . . و سمّیته بتنویرالابصار و جامع البحار . . ."

(مخطوطه، ص ۱ ۔ ب)

پھر مولف کو خیال پیدا ہوا کہ اس کی شرح بھی تالیف کی جائے ۔ چنانچہ کہا ہے :

". . . سنح لی ان اکتب علیه شرحاً لطیفاً یحلّ مشکلاته و یبین کنایاته و اشاراته مع زیادة فواید عظیمة و عواید جسیمة و فواید لطیفة و زواید شریفة عازمًا علی ان اسمیه بعد تمامه بمنح الغفار لشرح تنویر الابصار . . ."

(مخطوطه، ص ۱ ۔ ب)

اس کے بعد مولف نے اپنا خواب نقل کیا ھے کہ ''نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے گھر تشریف لائے ، اور مجھے لُعابِ مبارک حاصل کرنے کی سعادت نصیب ھوئی'' نیز بتایا ھے کہ یہ واقعہ ان تالیفات کے آغاز سے کچھ پہلے کا ھے۔

(دیکھیے مخطوطہ، ص ۱ - ب)

خاتمے کی عبارت سے معلوم ھوتا ھے کہ شرح کے اختتام پر بھی زیارت نصیب ھوئی :

''... ھذا آخرما یسّرہ اللہ بکتابۃ ھٰذا الشرح علٰی ھٰذا المختصر جعلہ اللہ مقبولاً عندالعلماء ذوی الالباب و نفعَ بہ و باصلہ الطلّاب و فتح لنا و ایّاھم (فی ؟) سلوک الطریقۃ المحمدیۃ و الملّۃ القویمۃ الحنفیۃ مغلقات الابواب و نعوذباللہ تعالٰی من حسود یسد باب الانصاف و یرد جمیل الاوصاف ھٰذا مع اعترافی بنزرالبضاعۃ و عدم ممارسۃ ھٰذہ الصناعۃ لٰکن ھذا نتیجۃ ما وقع لی من رؤیا صاحب الرسالۃ و خاتم الکمال الاسنٰی و البسالۃ، عند شروعی فی ھذا المختصر و ختمی لہ کماظھر ذلک بالاراضی المقدسۃ و اشتھر ...'' (مخطوطہ، ص ۴۶۴ - الف، ۴۶۴ - ب)

اس کے بعد یہاں تصریح کی ھے کہ اس شرح کی تکمیل ۹۹۷ھ کے ماہ جمادی الثانی میں ھوئی :

... و کان ذٰلک فی یوم الاحد من شھر جمادی الثانی سنۃ تسع مابۃ و سبع و تسعین و الحمدللہ رب العٰلمین ... (مخطوطہ، ص ۴۶۴ - ب)

کتاب کو دو سو اڑتالیس ابواب و فصول میں تقسیم کیا گیا ھے - فقہی اصطلاحات کی لُغوی تشریح میں ، مولف نے مستند مآخذِ لُغت کے حوالے دیے ھیں اور استشہاد میں عربی اشعار بھی نقل کیے ھیں - فقہی معلومات کے سرمایے کے اعتبار سے، نسبۃً مختصر ھونے کے باوجود، اس تالیف کو علّامہ شامی کی ردُّ المحتار (فتاویٰ شامی) کے مقابلے پر رکھا جا سکتا ھے - علّامہ موصوف (علّامۂ شامی صاحب ردُّالمحتار) نے اپنی تالیف میں اس سے استفادہ بھی کیا ھے۔

تعجب ہے کہ یہ عظیم فتاوی اب تک طباعت سے کیوں محروم رہ گیا ۔ اس کے خطی نسخے، برعظیم میں رامپور اور آصفیہ لائبریریوں میں موجود ہیں ۔ براکلمن نے یورپ کی بعض لائبریریوں میں بھی اس کے نسخوں کی نشاندھی کی ہے۔

براکلمن ت ۲ : ۴۲۸ ؛ خلاصة الأثر، ۴ : ۱۸ تا ۲۰ ؛ اعلام، ۷ : ۱۱۷ ؛ حدائق ، ص ۳۹۵ ؛ کشف ، ۱ : ۵ ؛ ھدیه ، ۲۶۲ ؛ معجم ، ۱۰ : ۱۹۶ ؛ پرنسٹن ، ص ۵۲۲ ۔

(۶۴)

القولُ المطاع فی احکام السماع

ابراهیم بن عامر بن علی العبیدی المصری (سبط آل الحسین) المالکی

المتوفی سنة ۱۰۹۱ھ

اوراق	:	۳۳	خط	:	نسخ
سطور	:	۲۱	کاتب	:	شرف‌الدین الغزنوی المالکی (؟)
تقطیع	:	۲۰ × ۱۵	تاریخ کتابت	:	۱۰۹۱ھ

آغاز : حمداً لمن اسمعَ احبابه لذیذ خطابه و سقی اخصّاءهٗ بکأس معرفته رائقَ شرابه . . .

مولف کے مفصل حالات معلوم نہیں ہو سکے ۔ صاحب ھدیة العارفین نے مولف کی تاریخ وفات ۱۰۹۱ھ بتائی ہے (دیکھیے ھدیة ، ۱ : ۳۳) مگر براکلمن کے بیان کے مطابق، مولف کا انتقال ۱۱۰۰ھ میں ہوا (براکلمن ، ت ۲ : ۴۳۸) ۔ ھدیة العارفین میں مولف کی حسب ذیل چند تالیفات کا ذکر کیا گیا ہے :

۱ ۔ ادلّة التسلیم فی فضل البحیرة علٰی سائر الاقالیم .

۲ - الدّر المنضد فی الاسم الشریف احمد .

۳ - ریاض العارفین فی مراسلات الاستاذ محمد زین العابدین .

۴ - عمدۃ التحقیق فی بشائر اٰل الصدیق .

مذکورۂ بالا فہرست میں زیرنظر تالیف (القول المطاع) کا نام نہیں ملتا ۔ البتہ خود اس تالیف کے دیباچے میں مولف نے اپنے نام کے علاوہ ، تالیف کا نام بھی صراحت کے ساتھ درج کر دیا ہے۔ مولف نے اس رسالے کو المنح الالٰہیّة فی سماع السادة البکریة کے نام سے پکارا ہے ، اور اسی کا دوسرا نام القول المطاع بھی بتایا ہے :

... و بعد فیقول ابراهیم بن عامر العبیدی سبط اٰل الحسین المالکی هذا کتاب سمّیته المنح الالٰهیّة فی سماع السادة البکریة و بالحقیقة هو القول المطاع فی احکام السماع ... (زیر نظر مخطوطه، ص ۱ - ب)

دیباچے میں مولف نے یہ بھی بتایا ہے کہ زیرنظر تالیف ، امیر ذوالفقار بیگ کے التماس پر ترتیب دی گئی :

... و الموجب لتالیفه سوال الماجد ... میراللوی الامیر ذوالفقار بیک میرالحاج الشریف المحفوف من الله تعالٰی بالمعونة و التشریف ... (مخطوطه، ص ۱ - ب)

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مولف ۱۰۵۷ھ سے ۱۰۸۸ھ تک امیر موصوف کی صحبت میں رہا ۔ اکتیس (۳۱) برس کے اس طویل عرصے میں ، مولف نے امیر موصوف میں نہ باطل پرستی کا رجحان پایا، اور نہ اس کی کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت دیکھی ۔

... فانی صحبتُه سنة سبعة و خمسین الٰی یومنا هٰذا مارأیته جَنح الٰی باطل ولاصبا لصبوة الصّبا . و فی سنة ثمانیة و ثمانین حلّ رکابه السعید ...

دیباچے میں مولف بتاتا ہے کہ یہ تالیف اس سوال کے جواب کے سلسلے میں ہے، جو علی الشرنوبی (؟) نے پیش کیا تھا ۔ سوال یہ تھا کہ ایک شخص ، صوفیا کی مجلس میں حسب ذیل اشعار پڑھتا ہے :

اطیبُ من عود و من ضارب	و من فتاۃ ناھد کاعب
و من مدام فی قواریرھا	یاتی بھا الشارب للشارب
و من جیاد الخیل فی مھمہ	یاتی بھا الضارب للضارب
اطیب من ھذا و ھذا و ذا	حبُّ علی بن ابی طالب

[''سارنگی اور قوال کے نغمے سے زیادہ شیریں، نوخیز دوشیزہ کے حسن سے زیادہ دلکش، چھلکتے ہوئے جام سے زیادہ دلفریب، اور میدانوں میں دوڑتے ہوئے شہسواروں سے زیادہ بڑھ کر دلپذیر، حضرت علی کی محبت ہے'']

اس پر مجلس میں اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو کیا ایسا سماع (قوالی) جائز ہے۔ نیز کیا ان اشعار میں حضرت علی کی تنقیص تو نہیں پائی جاتی ؟

مولف نے اس مختصر تالیف کے پہلے حصے میں سوال کے پہلے جزو کا اور دوسرے حصے میں دوسرے جزو کا جواب دیا ہے۔ اس کے ساتھ ھی سماع کے مسئلے پر مولف نے بہت سے علما اور صوفیا کے اقوال بھی جمع کر دیے ھیں مثلاً :

الغزالی . ابن غانم المقدسی . حجۃ المالکیۃ الشیخ خلیل . ابو طالب المکی ابو سلیمان الدارانی . ابو القاسم الجنید . ابو علی ممشاد الدینوری . عطاء . ابو الحسن بن سالم . الشیخ السری . ذوالنون . ابوبکر الجلاد . ابو بکر الطر طوشی اور بہت سے دوسرے اکابر۔

مولف خود سماع کے جواز کا حامی ہے۔ اس حمایت میں بعض ایسی روایات بھی اس نے جمع کر دی ھیں جو منافیٔ شریعت اور بے بنیاد معلوم ھوتی ھیں۔ بہرحال رسالہ دلچسپ اور اھم ہے۔ اس رسالے سے اس انداز استدلال کا پتہ چلتا ہے، جو برصغیر کے چشتیوں کے علاوہ، باھر کے حامیان سماع اختیار کرتے تھے۔ بعض جید اور مستند شیوخ کے جامع اقوال بھی اس تالیف میں مل جاتے ھیں، جن میں انہوں نے سماع کے احکام بالتفصیل واضح فرمائے ھیں کہ اگر سماع جائز ہے، تو کن لوگوں کے لیے جائز ہے، اور کن شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ کتاب اھم اور نادر ہے۔ اس کا دوسرا نسخہ تاحال ھمارے علم میں نہیں آ سکا۔

(٦٥)

زادُ اللّبیب فی سفر الحبیب

الفاضل الشهیر مولانا عبداللہ بن مولانا عبدالحکیم السیالکوٹی المتوفی ۱۰۹۳ھ

اوراق :	۳۵ - ب ـــ ۱۷۴ - ب	خط	: شکستہ آمیز
سطور :	۱۳	کاتب	: نامعلوم
تقطیع :	۲۱×۱٦ س م	تاریخ کتابت	: ,,

آغاز : الحمدُ للہ علٰی نعمائہ و الصلوٰۃ علٰی انبیائہ ۔ شعر :

ذَھب الذین یعاش فی اکنافھم ۔ و بقیت فی خلف کجلد الاجرب

اس کتاب کے مولف، مولانا عبداللہ سیالکوٹی[۱] برّعظیم کے متبحّر فقہا میں تھے۔ وہ سیالکوٹ میں پیدا ہوے ۔ انہوں نے علوم عربیہ و فقہیہ کی تحصیل اپنے والد مولانا عبدالحکیم سے کی اور علمِ حدیث، شیخ عبدالحق محدّث دھلوی کے صاحبزادے مفتی شیخ نورالحق دھلوی سے حاصل کیا ۔ تحصیل علم سے فارغ ھو کر مولانا عبداللہ، اپنے عظیم والد کی طرح، تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں مصروف ھو گئے ۔

مولانا عبداللہ، دولت علم کے ساتھ سرمایۂ فقر سے بھی نوازے گئے تھے ۔ عالمگیر کے دل میں مولانا کا حد درجہ اعزاز و احترام تھا ۔ عالمگیر چاھتا تھا کہ آپ صدرالصدور کا منصب قبول فرما لیں ۔ مگر سلطان فقر نے سلک دربار شاھی میں منسلک ھونے کی اجازت نہ دی ۔ مآثرِ عالمگیری میں ، عالمگیر (رحمہ اللہ) سے آپ کی دو ملاقاتوں

(۱) بعض اصحاب علم اس تالیف (زّاد اللّبیب) کو مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی طرف منسوب کرتے ھیں مگر زیادہ معروف بات یہی ھے کہ اس کتاب کے مولف مولانا عبداللہ (ابن عبدالحکیم) سیالکوٹی ھیں ۔

کا واضح ذکر ملتا ہے۔ ۱۰۸۶ھ میں بادشاہ نے حسن ابدال سے واپس آتے ہوے مولانا کو خط بھیجا کہ لاہور میں ملاقات کے لیے تشریف لائیں :

... قدوۂ الافاضل مولوی عبداللہ سیالکوٹی پسرِ ملّا عبدالحکیم مرحوم کہ فقر را بافضل همنشیں دارد و مکارمِ اخلاق را با محامدِ آداب قرین ، تاحال بملاقاتِ تمام حسنات خلاصہ مکونات خرسندی نیندوختہ بود ۔ از حسن ابدال احکام شوق پیام بنام آن اعزِ انام رفتہ بود کہ بعد تشریف شریف بلاهور از وطن بدانجا بیاید ۔ مولوی پیش از ورودِ لشکر دو سہ روز بلاهور رسید و چند مرتبہ بادراک صحبت فیض خاصیت احتظاظ اندوز گردید ۔ خلعت و دو صد مهر و مادہ فیل یافتہ باعزاز و احترامِ تمام بمسکن خود مرخّص شد ''۔

اس کے بعد، ۱۰۹۳ھ میں آپ کی وفات کا ذکر کرتے ہوے ملاقاتِ اجمیر کا تذکرہ کیا ہے جس میں منصبِ صدارت کی پیش کش کی گئی تھی :

''... بندگان حضرت کہ باغرد توانائی و فقر آشنائی ، پایہ سنجِ چنیں کسان بودند ۔ هنگام اقامت در اجمیر تفویضِ خدمتِ صدارت در خورِ ملّا (عبداللہ سیالکوٹی) بخاطرِ معلّی آوردہ ، فرمانِ شوق ترجمان بدستخطِ خاص بعزّ تحریر آوردند ... بعد وصول فرمان و خط، ملّا در جواب ... نوشت کہ زمانِ فراق است نہ اوانِ تحصیلِ شهرہ در آفاق ۔ بامتثال حکم جهان مطاع بحضور کرامت ظهور می رسد، بزیارت اسوۂ اصحاب بهشت نخبۂ ارباب چشت حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ و ادراک ملاقات فیض سمات تحصیل سعادت می نماید ...'' (مآثر، ص ۲۲۸، ۲۲۹)

مآثر عالمگیری کا مولف محمد ساقی مستعد خان، اپنے بارے میں بتاتا ہے کہ اس نے مولانا عبداللہ سیالکوٹی کی برکت سے اسلام قبول کیا ، اور ان کی شاگردی میں سب ترقیات حاصل کیں، حتّی کہ اسے واقعہ نگاری کے منصب پر فائز کر دیا گیا اور ''مشرف ابتیاع خانہ'' بھی بنایا گیا :

... اخلاص کیش واقعہ نگار، از شاگردانِ اسوۂ فضلا ملّا عبداللہ سیالکوٹی، روز مبارک یکشنبہ ، کہ بوساطتِ موئی الیہ بشرف اسلام تحصیل سعادت نمودہ بایں نام خاص اختصاص گرفتہ منظورِ نظرِ تربیت است، بمشرفی ابتیاعخانہ مقرر شد ... (مآثر، ص ۲۲۰)

براکلمن نے زیرنظر تالیف کا صرف ایک نسخہ پشاور یونیورسٹی کے کتب خانے میں بتایا ہے۔ اس کا ذکر لباب المعارف (فہرست کتبخانہ مذکور) کے ص ۱۰۵ پر اس طرح کیا گیا ہے :

''زاد اللبیب فی سفر الحبیب (عربی) ــــ مسائل متعلق اموات پر مشتمل ہےــــ مولوی عبداللہ خلف مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی ــــ قلمی''

ہماری لائبریری میں اس کے دو قلمی نسخے موجود ہیں دیکھیے ہماری Hand-list of Arabic Manuscripts Nos. 342-A, 342-B.

ہمارے ہر دو نسخوں کے صفحہ اول پر یہ سطور مرقوم ہیں:

''اللبیب لقب للاستاذ المحقق و المرشد المکمل مظہر اولیائی تحت قبائی'' مولانا الشیخ عبداللہ بن الشیخ عبدالحکیم بن الشیخ شمس الدین سیال کوتی و جامع ہذہ الروایۃ من صلحاء تلامذتہ محمد شاہ [شاھد] بن محمد صالح بن شیخ تاج الدین بن شیخ شمس الدین المرحوم المذکور۔ ''

اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تالیف کی روایت اور جمع و ترتیب کا کام ، مولف کے چچازاد بھائی کے صاحبزادے محمد شاہ (دوسرے نسخے میں محمد شاھد) نے کیا تھا ۔ کتاب کی ترتیب، دیباچے میں حسب ذیل طریقے سے درج کی گئی ہے :

''... فجاء بحمداللہ مرتّبا علٰی مقدمۃ و مقصد و خاتمۃ امّا المقدمۃ ففی فضل المرض و سنتہ و حکم المداواۃ و العیادۃ و التوبۃ و شرائطہا و آدابہا و امّا المقصد ففی احوال الموتٰی من الاحتضار و النزع الٰی زیارۃ القبور و امّا الخاتمۃ

ففی احوال خاتم النبیّن من مرضہ و تاریخ وفاتہ و رؤیتہ فی المنام و اٰبائہ علیہ الصلٰوۃ و السلام من الکفر و الاسلام و فی سمع المیّت و علمہ و فی حقیقۃ الروح و فی ملک الموت و فیھا تذنیب فی اسامی الکتب المنقول عنھا و علاماتھا الدالۃ علیھا و فیہ مسائل شتّٰی . . . (مخطوطہ، ص ۱۔ ب، ۲۔ الف)

کتاب زیادہ تر فقہی مسائل پر مشتمل ہے ۔ انداز بیان عالمانہ ہونے کے باوجود واضح ہے ۔ خاتمۂ کتاب میں متعدد تاریخی مباحث بھی درج ہیں ۔ مثلاً رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تاریخ ولادت ، تاریخ وفات ، عمر شریف اور متعلقہ مسائل ۔ بعض اختلافی مسائل پر بھی تحقیقی انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے ۔ جیسے کہ حضور کے والدین کے کفر و اسلام کا مسئلہ ، سماع موتی اور حیات برزخ وغیرہ کا مسئلہ ۔

اس تالیف میں متعدد مقامات پر، جاہل متصوفہ اور کم سواد علمبرداران شریعت کی پھیلائی ہوئی غلط باتوں کا ازالہ بھی کیا گیا ہے ۔ اس طرح یہ کتاب اس اصلاحی تحریک سے ڈانڈے ملا لیتی ہے ، جو مجدد الف ثانی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے دور سے برصغیر میں چل رہی تھی ۔ بطور مثال، خاتمۂ کتاب سے ایک بحث یہاں نقل کی جاتی ہے۔ مولف نے واضح کیا ہے کہ بندہ، صفاتِ الٰہی سے حقیقۃً متصف نہیں ہو سکتا ۔ صرف مشابہت بہ صفاتِ الٰہی ممکن ہے ، اور وہی شریعت و طریقت میں مطلوب ہے۔ یہ سمجھنا غلط ہے کہ صفات و افعالِ خداوندی ، مخلوق میں حلول کر جاتی ہیں :

. . . قد اشتہر بین القوم ان العبد قد یتصف بصفات اللہ تعالٰی و یتخلق باخلاقہ و یروٰی ان رسول اللہ علیہ الصلٰوۃ و السلام قال تخلقوا باخلاق اللہ و قولہ ان للہ اخلاق (؟اخلاقا) من تخلق بواحد منھا دخل الجنۃ و المراد بتخلق العبد حصول شئی شبیہ بھا بوجہ من الوجوہ علٰی ماینا سب حال العبد . . . و اما بطریق حلول احدھما فی الآخر . . . بدیھی البطلان . . . المخلوق لایجوز ان یکون متصفا بصفات ذات الحق تعالی فلایجوز ان یکون العبد عالماً بعلم الحق ولاقادراً بقدرتہ

ولا سمیعاً بسمعہٖ و لابصیرا ببصرہٖ و لا باقیاً ببقائہٖ لانّ الصفۃ القدیمۃ لایجوز قیامھا بالذات الحادثۃ . . . (مخطوطہ، ۱۷۳ - ب)

مولانا عبداللہ سیالکوٹی کی بعض دیگر تالیفات کے اسما بھی کتب تذکرہ سے معلوم ہوتے ہیں ۔ صاحب نزھۃ نے ان میں سے التصریح علی التلویح (اصول فقہ)، تفسیر سورۂ فاتحہ ، اور رسالہ حقائق التوحید کا ذکر کیا ہے ۔ (دیکھیے نزھۃ ، ۵ : ۲۰۴)

(٦٦)

تَنْبیہُ الغافلِ الغبیِّ الشاک القائل الجازم بتحریم التنباک

شہابُ الدین احمد بن عوض الشہیر بالحضرمی [= باحضرمی] الظّفاری

اوراق	: ۵۵ تا ۸۲	خط	: نسخ
سطور	: ۲۳	کاتب	: عمر بن عبدالقادر بن محمود
تقطیع	: ۲۹ × ۲۰	تاریخِ کتابت	: ۱۱۹۲ھ

آغاز : الحمدّ للہ بعث رسولہ البشیر النذیر بکتاب احکمت اٰیاتہ ثم فُصّلت من لدن حکیم خبیر . . .

مولف کے مفصل حالات معلوم نہیں ہو سکے ۔ البتہ زیرنظر تالیف کے بعض مندرجات سے مولف کے حضرمی (یمنی) ہونے، اور گیارھویں صدی ھجری کی ایک شخصیت ہونے پر شہادت ملتی ہے ۔ مولف دیباچے میں بتاتا ہے کہ اس کے ایک معاصر فاضل عمر بن جعفر نے اسے خط لکھا ، جس میں بیان کیا کہ مکتوب نگار نے یمن میں ، علی الجیزانی اور سید حاتم اھدل کے بعض احباب کو تمباکو استعمال کرتے ہوئے دیکھا ۔ اس سلسلے

میں مکتوب نگار، مولف سے شرعی حکم کے لیے رجوع کرتا ہے اور مولف اس کے جواب میں یہ رسالہ مرتب کرتا ہے :

... و بعدّ فقد وصلَ اِلیّ سوال من حضرة الجناب ... عمر بن جعفر لازال اهلاً للفضائل ... صورته ... و بعدً فکتابی هٰذا ... اِلی قُدوةِ العلماء الاعلام ... احمدً بن عوض عرف بالحضرمی ... انّی دخلت الیمن ... اجتمعتُ ببعضِ سکّانها و اعلامها ... کالفقیه علی الجیزانی و بعض من محب [؟ مُحبّی] السّید حاتم بن احمد الاهدل المنیب المُخبت الافضل فرأیتهُم یاکلون شجرا ... هٰذه صورةُ السوال ... ما حکمُ هٰذه الشجرة الّتی ظهرت و شاعَ شربُها فی جمیع الامصار ...

... فاَجبتُه بعد الاستخارةِ الی ما سأل عنه ... و سمّیتهٗ تنبیه الغافل الغبی الشاک القائل الجازم بتحریم التبناک ... (زیر نظر مخطوطه، ص ۲-ب، ۳-الف)

مولف کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مکتوب نگار (عمر بن جعفر)، سید حاتم اَھْدل اور ان کے رفقا کا همعصر تها ۔ اب خوش قسمتی سے سید حاتم مذکور کے بارے میں بالیقین معلوم ہے کہ وہ گیارھویں صدی ھجری کی شخصیات میں تھے ۔ المحبّی نے ان کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے :

السیّد حاتم بن احمد بن موسٰی بن ابی القاسم بن محمد بن ابی بکر بن احمد بن عمر بن احمد بن عمر الاهدل الیمنی الحسینی، ذکره الشّلّی فی تاریخه و السیّد علی بن معصوم فی سلافته و تلمیذه الشیخ عبداللّٰه العیدروس و صنّفَ ولده الشیخ عبدالقادر ... ترجمته فی الدّر الباسم من روض السیّد حاتم ... و کانت وفاتهٗ نهارالاحد سابع عشر المحرّم سنة ثلاث عشرة و ألف ببندر المخا ... (خلاصة الاثر، ۱ : ۴۹۶ تا ۵۰۰)

مولف ، تمباکو نوشی کے جواز کا موقف رکھتا ہے بلکہ ایک حد تک اس کے لیے رغبت

پیدا کرتا ہے۔ زیرنظر تالیف کو چار مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے :

۱۔ اعلام ۲۔ سہمة ۳۔ متمة ۴۔ خاتمة

اول الذکر ہرسہ مباحث، تمہید کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آخری مبحث، یعنی خاتمہ، توضیح مسئلہ اور اس سے متعلق شرعی احکام پر مشتمل ہے ۔ اس مبحث کو مولف نے چھ فصلوں میں پھیلا دیا ہے :

امّا الکلام علی الخاتمة الّتی ھی لجمیع مضمون ھذا الجواب حاویة حاکمة فتحرّر فی ستة فصول، نذکرھا مجملة ثم مفصلة :

۱ ۔ الفصلُ الاوّل فی بیان مایحرم من حیث انه مزیل للحیٰوة وَ مزیلٌ للصّحة او مضرٌّ بالبدن ،

۲ ۔ الفصل الثانی فی بیان ما یحرم من حیث انه مُسکر و مزیل للعقل مع نجاسة (؟نجاسته)،

۳ ۔ الفصل الثالث فی بیان ما یحرم من حیث انه مخدر و مخبل للعقل ،

۴ ۔ الفصل الرابع ما یحرم من حیث انه نجس العین ،

۵ ۔ الفصل الخامس مایحرم من حیث انه مستقذر و لو کان طاھراً ،

٦ ۔ الفصل السادس ما یحل من حیث کونه مباحا طاھرا منشطا للعبادات و معینا علی الطاعات .

آخری فصل کے عنوان سے ھی، ان باتوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جو اس فصل میں تمباکو نوشی کے حق میں رغبت پیدا کرنے کے لیے کی گئی ھیں۔ بہر نوع یہ ایک دلچسپ اور علمی رسالہ ہے۔ اس کا دوسرا نسخہ تاحال ھمارے علم میں نہیں آیا۔

(٦٧)

[6624]

تجهیز الجنازة لفوز السعادة

حامد بن کمال الدین بن صلاح الدین البوبکانی

اوراق	: ۲۷	خط	: نسخ
سطور	: ۱۷	کاتب	: عثمان بن یار محمد
تقطیع	: ۲۳×۱۰ س م	تاریخ کتابت	: ۱۱۹۳ھ

آغاز : الحمدللہ الّذی سوّی البریّة فی الاحیاء اثنتین و الاماتة اثنتین . . .

مولف کے حالات پر کتبِ رجال سے کوئی روشنی نہیں پڑتی ۔ تاهم مولف کا برصغیر کے فقهاے حنفیه سے هونا، خود زیرنظر تالیف سے صراحةً ثابت هے ۔ مولف نے اپنا نام دیباچیے میں اس طرح درج کیا هے :

. . . اما بعد فیقول الفقیر الیٰ رحمة ربّه الغنی، حامد بن کمال الدین بن صلاح الدین البوبکانی . . . (زیرنظر مخطوطه ، ص ۲ ۔ الف)

البوبکانی ، بوبکان[1] (بوبک) کی طرف نسبت هے ۔ بوبکان، سنده کا ایک مشهور قصبه اور اهل اللہ کا مسکن هے (دیکھیے تحفة الکرام، ص ۳۰۹)

مولف نے یه بھی بتایا هے که یه تالیف، ایک دوست کے اصرار پر مرتب کی گئی، جس نے یه خیال ظاهر کیا تها که مآخذ فقهیه میں سب هدایات مذکور هونے کے باوجود اکثر لوگ، میت کی تجهیز و تکفین میں شرعی هدایات کی خلاف ورزی کرتے هیں ،

---

(۱) بوبکان سنده کے قلعه سهوان کا ایک پرگنه هے، اسے بوبک بھی کہا جاتا هے مگر اصح بوبکان هے (مظهر شاهجهانی، ص ۶۷) بوبکان کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے همارا شماره گذشته (۵۷) ۔ بوبکان کے دوسرے فاضل جعفر بوبکانی کی تالیفات بھی هماری زیرنظر فهرست میں مذکور هیں دیکھیے پیچھے شماره (۵٦) تا (٦۲) ۔

کیونکہ وہ ان متفرق مسائل سے آگاہ نہیں ہو پاتے، جو ضخیم کتابوں میں مندرج ہیں۔ اس لیے ایک ایسے واضح رسالے کی ضرورت ہے، جس کا اسلوب خوش نما ہو، دستیاب مآخذ کی طرف رہنمائی کرتا ہو، اور کم سواد لوگوں کے لیے بھی سودمند ہو:

... سألنی ... من لم یسعنی مخالفتہ ان ... مسائل المحتضر و المیّت فی رسالة سهل اخذها لمن قلّ بضاعتہ و خمدت فطنته و هان حفظها ... لما شاهد ان اکثر النّاس یمضُونَ فی الغسل و التکفین و غیرهما من مسائلِ المیّت علٰی خلاف ما وقع فیها [ای فی مصنفات المتقدمین] لقلّة بضاعة اطلاعهم علٰی متفرقاتها ... و قد اَلحّ علٰی ذٰلک، اخذت القلم لانجاح مرامه و اجریته علٰی وفق مقترحه و بیّنت فیها الکیفیات و الجزئیات کما ینبغی و التقطتها من المتون و الشروح و الفتاوی ...

مولف کے زمانے کا تعین بھی خاتمۂ تالیف سے ہو جاتا ہے جہاں مولف نے بتایا ہے کہ ۱۰۹۹ھ میں اس رسالے کی تالیف سے فراغت ہوئی:

وقع الفراغُ من تنظیم هٰذه الرسالة الموسومة بتجهیز الجنازة لفوز السعادة بعد زوال یوم الخمیس السادس من شهر ذی القعدة سنة تسعة و تسعین بعد الالف و الحمدُلله علٰی جمیل جلاله و جزیل نواله.

اس حقیقت کے پیش نظر، یہ کہا جا سکتا ہے، کہ مولف نے گیارھویں صدی کے اواخر اور بارھویں صدی کے اوائل میں زندگی بسر کی ہے۔

مولف نے مذہب حنفی کے مطابق، مسائل کی توضیح کی ہے اور بیسیوں کتبِ احناف سے استفادہ کیا ہے۔ المتانة کے حوالے بھی بکثرت آئے ہیں۔ مندرجات کی تفصیل اور ترتیب حسبِ ذیل ہے:

۱۔ مقدمة فی عیادة المریض و حقوقه و ما یفعل هو فی مرضه
۲۔ باب الجنائز

۳ - فصل المحتضر

۴ - فصل فی غسل المیّت

۵ - فصل فی التکفین

۶ - فصل فی الصلٰوة علی المیت

۷ - فصل فی حمل الجنازة

۸ - فصل فی القبر و الدفن

۹ - مسائل شتّٰی

۱۰ - فصل فی زیارة القبور و القرأة و الدعاء للمیت و مایکره فعله فی القبور

۱۱ - فصل فی الشهید یسمّٰی شهیدا

۱۲ - فصل فی احوال المیت و الارواح عند الموت و بعد الموت و السوال فی القبر و ضغطته و مکان اطفال المشرکین

۱۳ - خاتمة فی رؤیته صلّی الله علیه وسلّم و بعض الاموات فی المنام و فی بیان رؤیة الله تعالٰی ۔

زیرنظر نسخہ ۱۱۹۲ھ کا مخطوطہ ہے۔ دوسرا نسخہ ہمارےعلم میں نہیں، البتہ درہم الکیس کے ایک نسخے کی نشاندہی براکلمن میں کی گئی ہے(براکلمن ۲ : ۹۷۵)۔ یہ درہم الکیس مولف ہی کے قلم سے، زیرنظر تالیف تجہیز الجنازة کا ملخص ہے۔ درہم الکیس کا ایک نسخہ ہماری لائبریری میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے ہمارا اگلا شمارہ : (۶۸)

(٦٨)

[8971]

درهمُ الکیس

حامد بن کمال‌الدین بن صلاح‌الدین البوبکالی

اوراق	: ٦٣- الف تا ٨٧ الف	خط	: نسخ
سطور	: ١٥	کاتب	: عثمان بن قبول بن محمد
تقطیع	: ٢٤×١٦س م	تاریخ کتابت	: نا معلوم

آغاز : الحمد لله الّذی خلق الموت والحیٰوة لیبلونا ایّنا احسن عملا . . .

یہ رسالہ، اوپر ذکر کی گئی کتاب (تجہیزُ الجنازة دیکھیے شمارہ ٦٧) کی، خود مصنف کے قلم سے، تلخیص ہے ۔ جس میں روایات اور تدقیقات ترک کرتے ہوئے، صرف وہ ضروری مسائل جزئیہ بیان کر دیے گئے ہیں، جن کی ضرورت ہر حال میں مسلم ہے ۔ دیباچے میں مولف بتاتا ہے :

فلمّا کانت رسالتی الّتی من مصنّفات الکتب ابررتها . . . محتویة علٰی دِقة نظر و اسماء المنقولات انتخبت نخبة بحذف المسندات . . . و رفع التدقیقات مرکوزا فیها ما لابد منه من الکیفیات والجزئیات مکنوزا فیها ما مست الیه حاجة فی جمیع الاوقات . . . فسمّیتّها درهم الکیس . . .

خاتمے پر مؤلّف نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ یہ رسالہ، تجہیز الجنازة کا انتخاب ہے :

. . . قد فرغ من تنظیمها و ترصیعها حامد بن کمال الدین البوکانی ضحوة الاربعاء التاسعة عشر من ذی القعدة سنة تاسعة و تسعین بعد الالف الهجری انتخبتها من رسالتی المسماة ''بتجهیز الجنازة لفوز السعادة''

یہاں اس رسالے کی تاریخ تالیف ۱۹- ذی قعد ۱۰۹۹ھ بتائی ہے - جبکہ اصل کتاب (تجہیز الجنازۃ) کی تاریخ اختتام ۶- ذی قعد ۱۰۹۹ھ ہے - گویا زیر نظر رسالہ، اصل کتاب سے تیرہ دن بعد اختتام پذیر ہوا -

یہاں اصل، اور تلخیص دونوں کے ایک ہی مقام سے اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں - جس سے مصنف کے شعور تلخیص کا اندازہ ہو سکے گا - اصل (: تجہیز الجنازۃ) کا مقدمہ یوں شروع ہوتا ہے :

... مقدمة فی عیادة المریض و حقوقه و ما یفعل هو فی مرضه فی شرعة الاسلام و من سنة الاسلام و حق الدین عیادة مرضی المسلمین فان العائد یخوض فی الرحمة حتی یجلس فاذا جلس انغمس فیها والسنة فیها ان یغب فیها فیعود یوما و یترك یومین ...

اس عبارت کو ملخص (: درهم الکیس) میں صرف حسب ذیل الفاظ میں سمیٹ لیا ہے :

... مقدمة فی العیادة من سنة الاسلام عیادة مرضی المسلمین و ان یغب فیها ...

زیر نظر رسالے کا ایک خطی نسخہ لینن گراڈ کے کسی کتب خانے میں موجود ہے - دیکھیے براکلمن، ت ۲ : ۹۷۵

(٦٩)

[S-1016 / 4068]

البشارة لاهل الاشارة

الشیخ محمد حیاة السندی نزیل المدینة المنورة المتوفی ۱۱٦۳ھ

اوراق	:	۱ تا ٦ - ب	خط	:	نسخ
سطور	:	۱۴	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	۲۳ × ۱۴ سم	تاریخ کتابت	:	نامعلوم

آغاز : الحمد لله الذی منّ علینا بسیّدالعلمین و الصلٰوة ... اما بعد فهذه رسالة مسماة ببشارة اهل الاشارة ...

الشیخ محمد حیات، سندھ کے ممتاز محدّث اور فقیر منش عالمِ دین تھے - وہ سندھ کے قبیلہ چاچڑ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا خاندان عادل پور (روھڑی اور گھوٹکی کے درمیان ایک بستی) میں آباد تھا - والد کا نام مُلّا فلاریہ (؟ قلاریہ) تھا - شیخ موصوف، جوانی کی عمر میں، زیارت حرمین کے لیے روانہ ہوئے - اور مدینہ منورہ میں پہنچ کر وهیں مقیم هو گئے جهاں بے سروسامانی کے عالم میں آپ نے تحصیل علم کا کام جاری رکھا - حصول علم سے فراغت کے بعد وهیں درس حدیث کے لیے وقف هو گئے - آپ کے شیوخ میں، الشیخ ابوالحسن سندھی (نزیل المدینة المنوّرة) اور الشیخ عبدالله بن سالم البصری بالخصوص قابل ذکر هیں۔

شیخ محمد حیات سندھی، برعظیم کے ان خوش نصیب علما میں، ممتاز مقام رکھتے هیں، جنهوں نے علوم حدیث کی نشر و اشاعت میں نمایاں حصه لیا - بارھویں اور تیرھویں صدی کے کثیر علماے حدیث، شیخ کے بالواسطه یا بلاواسطه تلامذه هیں۔ ان میں سے بعض کے اسما درج ذیل هیں :

الشیخ احمد بن عبدالرحمٰن الشامی، الشیخ ابوالحسن بن محمد صادق السندی،

الشیخ محمد سعید صقر ، الشیخ عبدالقادر خلیل کدک ، السیّد عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر، الشیخ عبدالکریم بن عبدالرحیم الداغستانی ، الشیخ علی بن صادق الداغستانی ، الشیخ علی بن ابراهیم بن جمعة العبسی ، الشیخ عبدالکریم بن احمد الشراباتی ، الشیخ علی بن عبدالرحمٰن الاسلامبولی ، الشیخ علی بن محمد الزهری ، المفتی محمد بن عبداللہ الخلیفتی المدنی ، الشیخ علیم اللہ بن عبدالرشید اللّاهوری (دمشق میں قبر ہے) ، الشیخ خیرالدین بن محمد زاهد السُّورتی ، الشیخ محمد فاخر ابن محمد یحییٰ العباسی الالہٰ آبادی ، السیّد غلام علی بلگرامی -

شیخ سندھی کے تلامذہ کی مذکورۂ بالا فہرست ، نزھة الخواطر سے ماخوذ ہے اور اس کتاب میں یہ بھی درج کیا گیا ہے کہ شیخ موصوف ، خاص عادل پور میں پیدا ہوئے اور ٹھٹھہ میں شیخ محمد معین بن محمد امین سے ابتدائی تعلیم حاصل کی - اس کے بعد حرمین شریفین کی طرف منتقل ہو گئے جہاں شیخ ابوالحسن کی وفات کے بعد ، ان کی مسند پر چوبیس (۲۴) برس تک کام کرتے رہے - آزاد بلگرامی کا بیان ہے کہ آپ نمازِ فجر کے بعد ، مسجد نبوی میں مجلس وعظ منعقد کرتے تھے -

آزاد بلگرامی ، شیخ موصوف کے ہمعصر تھے - جب وہ حجاز گئے ، تو شیخ سے ملاقات ہوئی - مدینہ منوّرہ کی زیارت کے بعد، آزاد مکّہ معظمہ پہنچے، تو شیخ نے انہیں خط لکھا، اور ان کا نام صرف "السید علی" لکھا - یعنی "غلام علی" تحریر نہ کیا - اس کے جواب میں ، سید موصوف نے ، وہ احادیث لکھ بھیجیں ، جن میں غیر خدا کی طرف، عبد کی اضافت کے بجائے، غلام کی اضافت کی اجازت دی گئی ہے- مثلاً :

"روی البخاری عن ابی هریرة رضی اللہ عنه لا یقل احدکم عبدی و امتی ولیقل فتای دفتاتی و غلامی"

اور اسی مضمون کی وہ حدیث بھی نقل کی ، جو مسلم میں ہے- سید بلگرامی لکھتے ہیں-

میرے اس جواب پر شیخ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے :

"یا بشریٰ ھذا غلام"۔ اس کے بعد خط میں پورا نام "سید غلام علی" تحریر کیا۔ (سبحۃ المرجان، ص ۹۵ تا ۹۷)

شیخ کی حسب ذیل تالیفات کے اسما ہمیں معلوم ہو سکے ہیں :

الایقاف علی سبب الاختلاف۔ رسالۃ فی رد بدعۃ التعزیۃ۔ تحفۃ الانام فی العمل بحدیث النبی علیہ الصلوٰۃ و السلام۔ رسالۃ فی النھی عن عشق صور المرد و النسوان۔ رسالۃ فی ابطال الضرائح۔ شرح الترغیب و الترھیب للمنذری۔ مقدمۃ فی العقائد۔ تحفۃ المحبین فی شرح الاربعین(النوویۃ)۔ شرح الحکم العطائیۃ۔ شرح الاربعین (لملاّ علی قاری)۔ شرح حکم الحدادیۃ۔ مختصر الزواجر لابن حجر۔

زیرنظر رسالے کا نام، تذکرہ نگاروں نے شیخ کی تالیفات میں درج نہیں کیا۔ ہمارے نسخے کے آغاز پر، درج ذیل عبارت، اسی ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہے، جس سے نسخے کا متن لکھا گیا ہے :

ھٰذہ رسالۃ فی رفع السبابۃ فی التشھد عند قول اشھد ان لآالٰہ الّا اللہ للشیخ محمد حیات السندی المدنی طوّل اللہ عمرہ'

اس رسالے میں پہلے سات آیاتِ قرآنی درج کی گئی ہیں، جن میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع اور اطاعت کا حکم ہے۔ اس کے بعد مولف نے مختلف متون و اسانید کے ساتھ وہ روایات جمع کی ہیں، جن سے اشارہ بالسبابہ کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ ہمارے ناقص الآخر(صرف چھ ورق پر مشتمل ہے) نسخے میں حسبِ ذیل مآخذِ حدیث کا ذکر آ گیا ہے :

موّطأ امام مالک۔ موطأ امام محمد۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی نسائی۔

ابن ماجة ۔ الدارمی ۔ الطبرانی ۔ البیھقی ۔ ابو نعیم ۔ ابن النجار ۔
ابن خزیمة ۔ احمد ۔ سعید بن منصور ۔ الحاکم (تاریخ ۔) عبدالرزاق ۔
الطحاوی ۔ صحاح ابن السکن ۔

علاوہ ازیں حسب ذیل فقہی مآخذ کے حوالے بھی موجود ھیں:

البدائع ۔ الذخیرة ۔ شرح الزاھدی ۔ الجامع الصغیر ۔

اسی طرح، مسئلہ زیربحث میں ، حسبِ ذیل فقہا کے اقوال بھی درج کیے ھیں:

امام محمد ۔ امام ابو حنیفة ۔ الحلوائی ۔ ابو جعفر الھندوانی ۔ البرھان
الطرابلسی ۔ امام ابو یوسف ۔ صاحب فتح القدیر ۔ السیوطی ۔ ابن امیر الحاج
(فی شرح المنیة) ۔ العینی ۔ الشرنبلالی ۔

یہ رسالہ نہایت نادر اور اھم ھے ۔ افسوس کہ ھمارا نسخہ مکمل نہیں ، اور ابھی تک
اس کے کسی دوسرے نسخے کا بھی علم نہیں ھو سکا ۔

مآخذ : سبحة المرجان، ۹۵ ؛ مآثر الکرام، ۱ : ۱۶۴ ؛ اتحاف النبلاء المتقین،
۴۰۳ ؛ براکلمن ت ۲ : ۵۲۲ ؛ اعلام، ۶ : ۳۴۴ ؛ ھدیة، ۲ : ۳۲۷ ؛
تذکرہ ، ص ۲۴۷ ؛ تاریخ سندھ مہر ششم (۲) ص ۱۰۰۰ ۔

استدراک : (۱) آزاد بلگرامی نے سبحة المرجان (ص ۹۵) میں ، شیخ محمد حیات کے
والد کا نام ملا فلاریہ (فا کے ساتھ) درج کیا ھے ، جو اسی مصنف کی کتاب مآثرالکرام
(۱ : ۱۶۴) میں قلاریہ (ق کے ساتھ) لکھا گیا ھے ۔ جبکہ دوسرے تذکرہ نگاروں نے شیخ کے
والد کا نام ابراھیم تحریر کیا ھے ممکن ھے ان میں سے ایک نام اور دوسرا لقب وغیرہ ھو، یا
پہلے نام کو تبدیل کر کے دوسرا اختیار کر لیا گیا ھو واللہ اعلم ۔ (۲) شیخ کا رسالہ
الایقاف فی سبب الاختلاف (عربی متن اور اردو ترجمہ یکجا)، مکتبہ سلفیہ لاھور سے
۱۹۵۹ء میں طبع ھوا تھا ۔ رسالے کے آغاز پر عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب نے شیخ
کے کچھ احوال حیات بھی شامل کر دیے ھیں ۔

شمُ روائح الجنان فی بیان احکام الصوم و فضائل رمضان

ابو الفتح الشیخ عثمان بن محمد الازہری المصری الحنفی الشہیر بالشامی نزیل المدینة المنوّرة المتوفٰی ۱۲۱۰ھ

اوراق	: ۴۷	خط	: نسخ (ناقص و ژولیده)
سطور	: ۲۵	کاتب	: خود مولف
تقطیع	: ۲۲×۱۷	تاریخ کتابت	: ۱۲۰۳ھ

آغاز : الحمد لله الّذی جعل الصیام کفّارة للاثام . . .

مولف مصر میں پیدا ہوا اور اس نے مصر ھی میں ممتاز حنفی فقہاے عصر سے علم فقہ حاصل کیا ۔ جبرتی نے اس کے حسبِ ذیل شیوخ کے نام گنوائے ھیں :

. . . تنفقّہ علٰی علماء مذهبه کالسیّد محمد ابی السعود ، و الشیخ سلیمان المنصوری و الشیخ حسن المقدسی و الشیخ الوالد . . . (عجائب الآثار، ۲ : ۲۶۵)

''الشیخ الوالد'' سے مورخِ مذکور (: جبرتی، مصنفِ عجائب الآثار) کے والد الشیخ حسن الجبرتی مراد ھیں ۔

یہی مورّخ بتاتا ہے کہ مولف ازہر اور دیگر متعدد درسگاھوں میں درس فقہ دیتا رہا ۔ جامع قوصون میں اس نے کتاب الملتقی [:ملتقی الابحر فی فروع الحنفیة للشیخ الامام ابراهیم الحلبی المتوفٰی ۹۵۶ھ] پڑھائی ۔ مولف کا حافظہ قابل رشک تھا، تدریس کے وقت اسے کتاب ھاتھ میں رکھنے کی حاجت نہ ھوتی تھی ۔

جب مولف حج کے لیے گیا، تو اس نے مستقل طور پر مدینہ منوّرہ میں رهائش اختیار کرلی - مولف نے اپنی بقیہ زندگی، مدینہ هی میں علوم فقہ و حدیث کی خدمت کے لیے وقف رکھی - اهل مدینہ کو مولف کے ساتھ اُنس تھا ، اس نے وهاں دو بار نکاح کیا اور اولاد چھوڑی - مدینہ هی میں مولف نے ۱۲۱۰ھ میں انتقال کیا -
(عجائب الآثار ۲ : ۲٦۵)

معجم المولفین میں ، مولف کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے، اس کی حسب ذیل مزید دو تالیفات کا ذکر کیا گیا ھے :

۱ - متن فی فروع الفقه الحنفیة -

۲ - شرح شواهد شرح الآجرومیة فی النحو - (معجم المولفین، ٦ : ۲۷۰)

اول الذکر تالیف کا ، الجبرتی نے ان الفاظ میں تذکرہ کیا ھے :

... وألّف متنا مفیداً فی المذهب ...

زرکلی نے مولف کی ایک اور تالیف أوائل (فی الحدیث) کا بھی ذکر کیا ھے نیز مولف کی تاریخ وفات ۱۲۱۳ھ کے قریب بتائی ھے- حاشیے میں زرکلی نے جبرتی کی دی ہوئی تاریخ (۱۲۱۰) کا حوالہ بھی دیا ھے، مگر ساتھ هی فہرس الفہارس کے حوالے سے ۱۲۱۳ھ کی تائید بھی کی ھے- (اعلام، ۴ : ۳۷۷)

فہرس الفہارس میں الکتانی، مولف کی تالیف : أوائل کا ذکر کرتے ہوئے، مولف کا نام یوں درج کرتا ھے :

... هو ابو الفتح الشیخ عثمان بن محمد الازهری الشهیر بالشامی الحنفی نزیل المدینة المنورة ...

اور اس کے شیوخ کی فہرست یہ بتائی ھے :

ابو الحسن الصعیدی - محمد بن یونس الطائی الحنفی - عیسی البراوی - الشیخ سلیمان المنصوری -

اس کے بعد الکتانی بتاتا ھے الجبرتی نے مولف کی تاریخِ وفات ۱۲۱۰ھ بیان کی ھے۔ مگر میں نے خود (یعنی الکتانی صاحب فہرس الفہارس نے) مولف کی طرف سے مجد المدنی کو عطا ھونے والی سند دیکھی ھے، جس پر مولف نے ۱۲۱۳ھ کی تاریخ رقم کی ھے :

... و من العجب ان الجبرتی ارّخ المذکور ممن مات سنة ۱۲۱۰ھ مع انی وقفت له (للمولّف الشیخ الشامی) علیٰ اجازة کتبها لمجد الشعاب المدنی سنة ۱۲۱۳ھ ... (فہرس الفہارس، ۱ :٦٧)

الکتانی بتاتا ھے کہ حافظ مرتضٰی نے اپنی معجم میں مولف کو الامام الفقیه العلّامة کے الفاظ سے یاد کیا ھے اور کہا ھے کہ میں (یعنی حافظ مرتضٰی) نے اسے (یعنی مولف کو) جامع قوصون میں الملتقی پڑھاتے ھوے دیکھا ۔ اس کے عالمانه لیکچر سن کر عقل دنگ رہ جاتی تھی :

... ترجمه الحافظ مرتضٰی فی معجمه و حلّاه بالامام الفقیه العلّامة قال لقیتهٗ فی جامع قوصون و هو یقرئ الملتقی فیلقی فی تقریره ما یبهر العقول و لهٗ حافظة جیّدة و استحضارٌ فی الفروع و لا یمسک کراسا عند اقرائه ...
(فہرس الفہارس ، ۱ : ٦٧)

اس کے ساتھ الکتانی نے مولف کی تالیف : اوائل کی تشریح کرتے ھوے بتایا ھے کہ اس میں مولف نے صحاح ستّه کے مولفین تک اپنے سلاسل سند بیان کیے ھیں اور ھر کتاب کے آغاز سے ایک حدیث بھی درج کی ھے :

... له اوائل سمعها علیه الشیخ رفیع الدین القندھاری قال قرأت علیه اوائله الّتی ذکر فیها اسانیده الی الصحاح الستة و ذکر من اوّلِ کلِّ کتابٍ حدیثاً ...
(فہرس الفہارس، ۱ : ٦٧)

ھدیةُ العارفین میں مولف کی نسبت ''الشامی'' کے بجائے ''الدمشقی'' درج کی

ہے، اور اس کے والد کا نام ''محمد'' کے بجائے ''عبداللہ'' لکھا ہے۔ تاریخ وفات ۱۲۱۴ھ تحریر کی ہے۔ نیز مولف کی متعدد تالیفات بتائی ہیں، جن کا ذکر دیگر متداول مآخذ میں نہیں ملا:

عثمان بن عبداللہ ابوالفتح الدمشقی الحنفی المجاور فی المدینة المنوّرة یدرس و یعلّم الٰی ان مات بها فی شعبان من سنة ۱۲۱۴ اربع عشرة و مائتین والف. من تآلیفه شرح الاشباہ و النظائر لابن نجیم. شرح المقدمة الآجرومیة. قوت القلوب فی الفقه. المدنیة (؟ینة) فی العبادات (رسالة). منهج تحریر المطلوب فی شرح قوت القلوب له. (هدیة، ۱ : ۶۶۰)

زیرنظر رسالے میں، صوم اور اس کے متعلقات پر حدیث اور فقه کی روشنی میں جامع معلومات اکٹھی کر دی ہیں۔ مولف نے دیباچے میں، اپنا نام، تالیف کا نام اور اس کی ترتیب صراحت کے ساتھ بیان کر دی ہے:

اما بعد فیقول الفقیر الفانی عثمان الشهیر بالشامی ... اردتُ ان اجمع بعضًا فی فضائل و سمیته بشم روائح الجنان فی بیان احکام الصوم و فضائل رمضان ...

جعلته مشتملاً علٰی مقدمة و بابین و خاتمة ...

مقدمے میں ان اخبار و آثار کو جمع کیا گیا ہے، جو فضیلتِ رمضان کے بارے میں مروی ہیں۔ پہلے باب میں چھ فصلیں ہیں، جن میں تنزیہِ صوم، وجوبِ صوم، نیتِ صوم اور رویتِ ہلال کے مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ دوسرا باب چودہ فصول پر مشتمل ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

الباب الثانی فی احکام حقیقة الصوم و شروط صحته و ما ینا فی ذلک و ما یوقع خللاً فیه و غیر ذٰلک کما ستقف علیه انشاء اللہ تعالٰی ...

۱ ۔ الفصل الاوّل فی الکفّارة

۲ ۔ الفصل الثانی لایفطر بدهن البدن

۳ - الفصل الثالث قال صلّی اللہ علیه وسلّم افطر الحاجم و المحجوم

۴ - الفصل الرابع یحرم علی الحایض و النفسا الامساک بنیّة الصوم

۵ - الفصل الخامس فی السواک للصائم

۶ - الفصل السادس یستحب المبادرة بالافطار

۷ - الفصل السابع فی الاذکار التی تقال عند الفطر

۸ - الفصل الثامن فی الأیّام المنهی عن صومها

۹ - الفصل التاسع فی الشک

۱۰ - الفصل العاشر ینبغی للصائم ان یصوم لسانه عن انواع الکذب

۱۱ - الفصل الحادی عشر مما ینبغی للصائم الاعتکاف

۱۲ - الفصل الثانی عشر فی ذکر انواع شتّی

۱۳ - الفصل الثالث عشر فی لیلة القدر

۱۴ - الفصل الرابع عشر فی صدقة الفطر

اور خاتمے میں صلاۃ العید کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

مولف نے فقہی احکام بیان کرتے ہوئے مذاہبِ اربعہ کی تفصیلات بتائی ہیں۔ مثلاً صدقۂ فطر کے وجوب اور وقتِ وجوب سے متعلق ، اختلافِ ائمہ یوں بیان کیا ہے :

تجب زکوٰۃ الفطر باتفاق الائمة الاربعة الّا ان الواجب عندنا اقلّ من الفرض بخلاف الائمة الثلاثة ... قال الحنابلة تجب من آخر رمضان و لایمنع و جو بها دین ... و قال المالکیة تجب باوّل لیلة العید عند غروب الشمس ... وقال الشافعية تجب بغروب الشمس من آخر یوم من شهر رمضان ... وقال الحنفیة تجب صدقة الفطر بطلوع الفجر من یوم العید ... (مخطوطه ، ص ۱۴ - ب)

(۷۱)

قواعدُ الاحکام فی شعائر الاسلام

مولانا جان محمد بن محمد غوث بن ولی اللہ السیالکوتی ثم اللاھوری المتوفّٰی ۱۲۶۸ھ

اوراق : ۳۱		خط	: نستعلیق
سطور : ۱۳		کاتب	: نا معلوم
تقطیع : ۱۹ × ۱۱ س م		تاریخِ کتابت	: ۱۲۴۰ھ (؟)

آغاز : الحمد للہ الّذی ھدٰینا [کذا] طریقاً خیرطرق الانام و اَخرجنا عن غیاھب الشکوک و الاوھام . . .

مولانا جان محمد لاھوری پنجاب کے معروف علما میں تھے۔ وہ ۱۱۹۳ھ میں پیدا ھوئے۔ ان کے ابتدائی حالات کی تفصیل معلوم نہیں ھو سکی ۔ البّتہ زیرنظرِ تالیف کے دیباچے میں انھوں نے اپنے والد اور دادا کا نام بصراحت بیان کیا ھے اور یہ بھی بتایا ھے کہ ان کا وطن مالوف سیالکوٹ تھا ۔ مگر وہ سیالکوٹ سے منتقل ھوکر لاھور میں مقیم ھو گئے تھے۔ لاھور کے کشمیری بازار کی مسجد نور ایمان والا میں برسوں تک ان کا سلسلۂ درس جاری رھا ۔ ایک طرف ان کی علمی تدریس کے فیوض کا عالم یہ تھا کہ مولوی محمد عالم کھوڑی، مولوی کرامتؐ اللہ ، مولانا غلام محمد ملتانی اور مولانا فخرالدین جیسے علما ان کے ھاں سے فارغٌ التحصیل ھوکر نکلے ۔ دوسری طرف عوام میں آپ کے مواعظ کی تاثیر و مقبولیت کا یہ حال تھا کہ ھزاروں افراد تائب ھوکر پابند صوم و صلٰوۃ بن جاتے ۔ ۱۰ محرم ۱۲۶۸ھ میں آپ کا انتقال ھوا ۔ ''چراغِ دین'' سے تاریخ وفات نکالی گئی ۔

مولانا جان محمد نے تدریس اور تبلیغ کے علاوہ، تصنیف و تالیف کا مشغلہ بھی اختیار فرمایا اور متعدد کتابیں تالیف کیں۔ آپ کی اکثر تالیفات کا سراغ نہیں ملتا ۔

فقط حسب ذیل تصانیف کے نام بعض سوانح نگاروں نے درج کیے ھیں :

زبدة التفاسیر و التذکیر (۸۰ اجزاء میں)۔ شرح قصیدة البردة ۔ شرح بدء الامالی۔
رسالة فی المعراج ۔ رسالة فی اثبات الخلافة المعنویة ۔ رسالة فی العقائد ۔
رسالة فی حرمة التتن (حرمتِ تمباکو) ۔ رسالة فی الرد علی الشیعة) ۔

زیرنظر تالیف کو سوانح نگاروں نے رسالہ عدم فرضیت جمعہ کے نام سے درج کیا ھے۔ جس سے شبہ ھوتا ھے کہ فاضل مولف دور غلامی میں جمعہ نہ پڑھنے کے قائل تھے۔ حالانکہ مولف نے مستند فقہی مآخذ سے استفادہ کرتے ھوئے بتایا ھے کہ محکوم علاقوں میں اگر مسلمان جمعہ قائم کرینگے تو وہ یقیناً جائز ھوگا، لہذا جمعہ قائم کرنا چاھیے ۔ مؤلف نے دیباچے میں کہا ھے کہ اس وقت ھجرت پر ۱۲۳۹ برس گذر چکے ھیں اور ھمارے علاقے پر ذمی لوگ عہد شکنی کر کے متغلب ھو گئے ھین۔ چنانچہ شرعی احکام کے بارے میں غفلت عام ھونے لگی ھے، حتّی کہ جمعہ قائم کرنے میں شکّ و تردّد پڑ گیا ھے :

... لمّا رایتُ انّه قد مرّ من الهجرة الشریفة علٰی صاحبها اکمل الصلوٰت و التحیّة الف و مایتان و تسع و ثلٰثون سنة و قد نقض اهل الذمة العهد و تغلّبوا علٰی هٰذه الدیار و الناس قد تکاسلوا عن الهدی و متابعة سیّد الابرار فظهر التأنی فی احکام الدین و الملّة و وقع التردّد و الشکوک فی اقامة الجمعة ... (زیرنظر مخطوطه، ص ۱ ۔ ب)

بالخصوص مولف نے یہ بھی بتایا ھے کہ کسی فاضل نے جمعہ کی ممانعت پر ایک رسالہ تالیف کر دیا تھا ۔ اس لیے مولف نے ضروری سمجھا کہ جواز کے حق میں دلائل بیان کر کے مغالطے کو دور کیا جائے :

حتّی انّ بعض الافاضل قد الّف رسالة فی منع اقامة الجمعة و تشنیع مجوّزیها فاردت ان اکتب رسالة یبیّن ما یدلّ علٰی جواز الجمعة و درجات مصلّیها ...
(مخطوطه، ۲ ۔ الف)

مولف نے موقف یہ اختیار کیا ہے کہ محکومی کے باوجود ہمیں مساجد میں جمعہ قائم کرنا چاہیے ، تاکہ ایک اسلامی شعار مٹ نہ جائے۔ خاتمۂ کتاب پر مؤلف نے دارالاسلام اور دارالحرب کی توضیح پر بھی ایک فصل سپرد قلم کی ہے۔ یہ تالیف علماے پنجاب کے فقہی لٹریچر میں اہم مقام کی حامل ہے۔ اس کے کسی دوسرے نسخے کا تاحال ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

دیکھیے تذکرہ، ص ۱۴۴ ؛ نزہۃ، ۷ : ۱۱۶ ؛ حدائق، ص ۵۷۴ ؛ نقوش لاہور نمبر، ص ۵۳۲۔

(۷۲)

[Ar b I 8 / 1819]

التحفة المحمدية فی تحقیق الاذکار الجلیة

محمد یوسف الکاکیانی الدوابی

اوراق	: ۱۷۷ـب تا ۲۱۸ـالف	خط	: نسخ
سطور	: ۱۱	کاتب	: نا معلوم
تقطیع	: ۲۱ × ۱۶ س م	تاریخ کتابت	: نا معلوم

آغاز : حمدا لمن عجزت الافکار عن احاطة ذاته . . .

ذکر بالجہر کا مسئلہ ہمارے برعظیم میں ، نقشبندیہ اور بعض دیگر مکاتبِ تصوف کے مابین زیرِ بحث رہا ہے۔ زیرنظر رسالے میں اسی مسئلے سے مفصل بحث کی گئی ہے اور یہ ایک قرینہ ہے اس بات کا کہ یہ رسالہ برعظیم کی تالیفات میں شمار کیا جائے۔ مولف کی نسبت ''الدوابی'' بھی بہ ظاہر دوآبہ (جالندھر) کی طرف معلوم ہوتی ہے۔ اسلوب بیان بھی مقامی ہے۔

مولف کے زمانۂ حیات کے بارے میں کوئی تصریح تو ملی نہیں۔ البتہ مولف، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ، حضرت مجدّدِ الف ثانی اور ان سے قبل کے علما سے

استفادات کرتا ہے۔ دوسری طرف اس رسالے میں گیارھویں صدی ھجری سے متاخر کسی فاضل کا ذکر نہیں ملتا ۔ اس سے اندازہ ھوتا ہے کہ مولف کا زمانہ گیارھویں صدی ھجری یا اس سے کچھ بعد کا ہے۔

شیخ محدث کے ترجمۂ مشکوۃ سے، اس مقام کا ایک اقتباس نقل کیا ہے، جہاں شیخ نے حدیث ''اُربَعوا علٰی انفسکم انکم لا تدعون اصمّ ولا غائباً'' کی توضیح کی ہے :

''و شیخ المشائخ عبدالحق دھلوی نیز گفته است که ایں امر برائے آسانی و نرمی است چنانچه در ترجمه آورده است اُربَعوا علٰی انفسکم اے مردم نرمی کنید در ذات خود و تعب، نکشید به بلند کردن آواز و دریں بشارت است و اشارت است منع از جهری برائے آسانی و نرمی بر نفس خود، نه از برائے نا مشروعیت ذکر جهر و حق آنست که ذکر جهر مشروع است بے شبه مگر بغرض انتہٰی . . .''

شیخ مجدّد کے رسالہ معارف لدینہ سے حسب ذیل عبارت نقل کی ہے :

من رسالة المعارف اللدونی (؟ اللدنیة) للشیخ الامام قدوة الاقطاب والاوتاد و قبیلة (؟ قبلة) الابدال و الافراد کاشف اسرار السبع المثانی المجدد للالف الثانی السرهندی مزاراً و الفاروقی نسباً الحنفی مذهبا و النقشبندی مشربا سمی رسول الله علیه السلام ۔

. . . ''مطابعتِ (؟متابعت) تمام، شرطِ راہِ ایں بزرگواراں آمد لهذا سهما امکن عمل بعزیمت اختیار نموده اند حتّی که از ذکر جهر که عمدۂ ایں راه است منع کردند انتہٰی''۔

علاوہ ازیں حسب ذیل مؤلفین اور تالیفات کے حوالے بھی دیے ھیں:

الفاضل الچلپی (فی حاشیة التلویح و حاشیة شرح الوقایة) ۔ الحسامی ۔ خزانة الروایات ۔ جامع الرموز ۔ الفصولین ۔ المضمرات ۔ میزان الاصول ۔ الشارح القرشی (فی شرحه للخلاصة (الکیدانیة؟) ۔ شرح سعدیة ۔ تفسیرتیسیرالدرر تاتار خانی ۔ میر سیّد جلال الکرلانی (الکرمانی) (در شرح مشکوة) ۔

عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام (فی کتاب القواعد) ۔ تفسیر زاهدی ۔
اللطائف القشیری (؟ القشیریة) ۔ املاءُ التفسیر ۔ تفسیر البستی ۔ کنزالعباد ۔
الحمادیة ۔ دستور القضات (؟ة) ۔

فاضل مولف نے، آیات، احادیث، فقہی اصول، اقوال فقہا اور صوفیا کی آرا کی روشنی میں، مسئلہِ زیرِ بحث پر مبسوط بحث کی ہے اور رسالے کو آٹھ فصلوں پر منقسم کر دیا ہے :

۱ ۔ الفصل الأوّل فی بیان المقلّدین ۔

۲ ۔ الفصل الثانی فی بیان دفع توهم حرمة ضد المامور به ۔

۳ ۔ الفصل الثالث فی ان الکراهة الممنوعة لضد المامور به المذکور علی تقدیر جعل الامر المذکور للندب غیر لازم ۔

۴ ۔ الفصل الرابع فی تحقیق عبارة (؟عبارات) التوضیح و الهدایة التی یتوهم منها بعض فضلاءُ الزمان منع الجهر بالذکر ۔

۵ ۔ الفصل الخامس فی بیان الأیات المطلقة و المقیدة الدالة علیٰ جواز الذکر (با) الجهر . . .

۶ ۔ الفصل السادس فی بیان الاحادیث المطلقة و المقیدة . . .

۷ ۔ الفصل السابع فی نبذ من الروایات من الکتب المعتبرة من الثقات ۔

۸ ۔ الفصل الثامن فی نیف من اقاویل الأولیاءُ الکاملة . . .

مولف نے اپنے اس رسالے میں ذکر جہری کے جواز کے لیے عالمانہ استدلالات جمع کر دیے ہیں اور وہ اپنے بعض معاصر فضلا کے مخالف موقف پر اظہار تعجب بھی کرتا ہے :

". . . و العجب کلّ العجب من فضلاءُ الزمان المنکرین من الذکر بالاعلان ؛ کیف اشتبهت علیهم الآیات و الاحادیث و قواعد الاصول الّتی نادت باعلیٰ صوت علیٰ جواز الجهر بالاذکار . . .

اس رسالے کا دوسرا نسخہ کہیں معلوم نہیں ہو سکا ۔ براکلمن ج ۲ ص ۴۳۴ کے حاشیے میں ضمنی طور پر التحفة المحمدیة کا عنوان درج کیا گیا ہے ۔ رسالہ بہرحال نادر اور برعظیم کے لٹریچر میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے ۔

(۷۳)

رسالة فی الاشارة بالسبابة

محمد عالم پشاوری، شکارپوری

اوراق	: ۱۱۹ تا ۱۲۴	خط	: نسخ
سطور	: ۱۸	کاتب	: غلام نبی بن حافظ محمد غوث عبّاسی
تقطیع	: ۲۱ × ۱۵ س م	تاریخ کتابت	: ۱۳ ذوالحجة ۱۲۳۹ھ

آغاز : الحمد للّٰہ ربّ العالمین ... اما بعد فهذا التحریر من کتاب تحفة الجدید ...

یه رساله، شرح وقایه کے حاشیه التحفة الجدیدة کی ایک فصل ہے۔ التحفة الجدیدة اخوند زاده محمد عالم پشاوری شکارپوری کی تالیف ہے ۔ مؤلف کے نام کے ساتھ پشاور اور شکار پور کی طرف نسبتیں (جو مخطوطے کے متن میں بالصراحت درج هیں) مؤلّف کا تعلّق بر عظیم پاک و هند کے ساتھ ثابت کرتی هیں ۔ غالباً پشاور، مولف کا وطن اور شکار پور جائے اقامت ہے ۔

مولّف کے بارے میں مفصّل معلومات نہیں ملتیں ۔ التحفة الجدیدة کا ذکر بھی فهارس میں کہیں نہیں مل سکا ۔ تاهم مولف کا زمانه، گیارهویں صدی هجری کے اواخر اور تیرهویں صدی هجری کے اوائل کے مابین معلوم هوتا ہے۔ کیونکه مولف نے شیخ عبدالحق محدث دهلوی کی تالیفات شرح مشکوة اور شرح سفر السعادة سے، صفحه ۱۲۰۔ الف پر استفاده کیا ہے ۔ جبکه حضرت شیخ محدث کی وفات ۱۰۵۲ھ هجری میں هوئی ۔ ادهر زیر نظر رسالے کے کاتب نے اسے ۱۲۳۹ھ میں لکھا ہے جیسا که ترقیمه سے ثابت ہے ۔

علاوہ ازیں، برعظیم کی حسب ذیل تالیفات کے حوالہ‌جات بھی، اس رسالے میں آئے ھیں : وظائف النبوی [غالباً شیخ عبدالنبی صدر الصدور کی تالیف : الوظائف النبویة فی الیوم واللیلة مراد ھے ۔]

مفتاح الصلٰوة (تالیف مولوی فتح محمد) ۔ رسالة الشیخ علی المتقی [شیخ علی متقی ھندی مراد ھیں]

مولف نے اشارة بالسبابة (تشھد میں شھادت کی انگلی اٹھانے) کے مسئلے میں پائے جانے والے اختلاف کی تفصیل، واضح انداز میں بیان کی ھے :

اعلم ان العلماً قد اختلفوا فی اثبات الاشارة بالمسبحة وقت التھلیل فی التشھدین، ذھب کثیر منھم الی المنع و ذھب آخرون منھم الی انه مستحب و حسن و سنة و غیر ذٰلک من الالفاظ الدالة علی الرحجان . . .

مولف کا اپنا موقف ''اشارہ'' کے حق میں ھے ۔ استدلال یہ پیش کیا ھے کہ کسی ایک حدیث میں بھی اشارہ کی نفی بالصراحة نہیں ملتی ۔ جبکہ اس کے اثبات میں تقریباً پچیس صحابہ سے، کوئی ایک سو پچاس احادیث، اسانید مختلفه کے ساتھ، مروی ھیں ۔ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے آثار اس کے علاوہ ھیں :

والاحادیث الواردة فی اثبات الاشارة کثیرة جد [جداً؟] عن عن (؟) خمس و عشرین او ست و عشرین صحابة رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم اجمعین باسانید کثیر[ة] کادت من نحو مائة و خمسین سندا بعضھا مذکور فی صحیح مسلم و بعضھا صحیح علٰی شرطه و بعضھا علٰی شرط غیرہ و بعضھا حسن سوی ماروی فیه من اٰثار الصحابة والتابعین و اتباعھم رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم و لم یرو حدیث واحد مصرح بنفی الاشارة . . .

آگے چل کر مولف نے ''الکیدانی'' کے موقف پر سخت تنقید کی ھے اور اپنی تائید میں ملا علی قاری علیه رحمة الباری کی عبارت پیش کی ھے جس میں انھوں نے فرمایا ھے

کہ اشارہ کو ممنوع قرار دینا، کیدانی کی بہت بڑی غلطی ہے - جس کا باعث، اس کی، قواعد اصول سے بے خبری ہے :

و لقد افرط الکیدانی فی ھذا الباب حیث حذر الاشارۃ من عندہ قال الشیخ علی القاری بعد نقل عبارۃ الکیدانی فی رسالتہ و ھذا منہ خطأ عظیم و جرم جسیم منشأہ الجھل عن قواعد الاصول . . . فھل لمومن ان یحرم ما ثبت فعلہ عنہ علیہ السلام ما کاد نقلہ ان یکون متواترا . . .

بہر نوع، مؤلف نے اس مسئلے سے علمی انداز میں واضح اور مرتب بحث کی ہے - اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پوری کتاب (التحفۃ الجدیدۃ لشرح شرح الوقایۃ ، جس کی ایک فصل پر یہ رسالہ مشتمل ہے) کس قدر وقیع سرمایۂ فقہی پر محتوی ہوگی - شاید برعظیم کی ان لائبریریوں میں اسے تلاش کیا جا سکے، جن کی فہارس ابھی مرتب نہیں ہوئیں -

(شمارہ ۳۴)

فقہ شافعی

بیانُ الفتاوی فی شرح الحاوی

عثمان بن علی الشافعی الکوہ کیلونی من رجال القرن التاسع

اوراق	: ۳۸۱	خط	: نسخ
سطور	: ۲۹	کاتب	: ابراهیم بن بابو بن ابراهیم
تقطیع	: ۲۳ × ۱۶ سم	تاریخ کتابت	: ۸۸۷ھ (۵ - جمادی الآخرة)

آغاز : الحمدُ لله الّذی شرعَ الاحکامَ شریعةً الٰی مشارع الاسلام . . .

زیرنظر تالیف ، الحاوی الصغیر فی الفروع کی ایک نادر اور وقیع شرح ہے۔ خود الحاوی، فقہ شافعی کی بڑی مستند اور عمدہ کتاب ہے۔ حاجی خلیفہ نے الحاوی کا ذکر حسبِ ذیل الفاظ میں کیا ہے :

. . . هو من الکتب المعتبرة بین الشافعیة اوّله : الحمد لله المتوحّد بالعظمة و الکبریاء . . . قالوا هو کتاب و جیز اللفظ بسیط المعانی محرّرالمقاصد مهذب المبانی حسن التالیف و الترتیب جیّد التفصیل و التبویب . . .

(کشف، ۱ : ۶۲۵)

حاوی کا مولف، نجم‌الدین عبدالغفار بن عبدالکریم بن عبدالغفار القزوینی (المتوفّٰی ۶۶۵ھ) شافعی اور علم الحساب کا ماہر فاضل تھا ـ الحاوی کے علاوہ ، اس کی حسبِ ذیل تالیفات کے اسما کتب تذکرہ میں ملتے ہیں :

۱ - اللباب (فی الفقہ)

العجاب فی شرح اللُّباب

[illegible] فی الحساب

(طبقات ، ۵ : ۱۱۸)

اعلام ، معجم المطبوعات اور براکلمن سے معلوم ہوتا ہے کہ القزوینی کی کوئی تالیف طبع نہیں ہوئی ۔ البتہ ابنؒ الوردی (المتوفّٰی ۷۴۹ھ) کی بھجۃ الحاوی (یا البھجۃ الوردیّۃ) طبع ہو چکی ہے ، جس کے پانچ ہزار ابیات میں الحاوی کو پیرایۂ نظم پہنا دیا گیا ہے۔ (اعلام، ۴ : ۱۰۷ ؛ معجم ، ۲۸۳)

زیرنظر تالیف کا ذکر حاجی خلیفہ وغیرہ نے الحاوی کی شروح میں درج نہیں کیا ، نہ ہی شارح کے مفصل حالات دستیاب ہوتے ہیں ۔ ھدیۃ العارفین میں فقط یہ الفاظ موجود ہیں:

''عثمان بن علی الشافعی الکوہ کیلونی من رجال القرن التاسع له بیان الفتاوی بشرح الحاوی'' (ھدیہ ، ۱ : ۶۵۶)

البتہ خود شارح نے دیباچے میں اس شرح کی وجہ تالیف اور دیگر تفصیلات کا واضح ذکر کیا ہے ۔ اپنا نام ، ماتن کا نام ، شرح پر احباب کا اصرار ، اور اپنی بے بضاعتی نیز اہل زمانہ کی ناقدر شناسی اور حالات کی ابتری کا احساس ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے :

... و بعد فیقول الفقیر الی اللہ الغنی عثمان بن علی الکوہ کیلونی طالما الحّ علیّ زمرۃ من الاصدقاء ... ان اشرح لھم الحاوی فی الفقه المنسوب الی المولی الامام المحقق ... نجم الملّۃ والدین عبدالغفّار بن عبدالکریم القزوینی رحمه اللہ و کنت محجماً عن مطلوبھم ... علماً بقلّۃ بضاعتی فی ھذا الفن ... و ان زماننا ھذا سیشحنّ بناؤه [؟أبناؤه] بطونَ الدفاتر و سیصیر عبراً للقرون الغوابر فالفراغة فیه منطمسةٌ للاعلام والاشتغالُ بمطلوبھم صعب المرام و تشبّث فیّ مخالبُ الایّام کما فی سائر الانام ...

اس کے بعد کسی معاصر سلطان مبارزالدین محمد کا ذکر کیا ہے ، کہ بخت رسا نے اس کے دربار تک رسائی پائی ، اور تہدیۂ عقیدت کے طور پر یہ تالیف معرض وجود میں آئی :

حتّٰی ھدانی الجدّ الصاعد ... الی حضرۃ السلطان الاعظم ، مالک رقاب الامم ... قاتل الکفرۃ والملحدین ، ظلّ اللہ فی الارضین ، مبارز الدنیا و

الحق والدین ، سمیّ رسول اللہ ... خلّد اللہ سلطانہ ... هبّ بعمیم الطافہ نسیم الفراحۃ ... فلمّا رأوا ما بی من حسنِ الحال و سعۃ المجال ... کرّوا علیّ بالطلب ... فاسعفتهم بطلبتهم ... و جعلتہ تحفۃ الی حضرتہٖ خلد ملکہ ...

اسی طرح شرح کا نام بھی بالصراحۃ درج کر دیا ہے :

... و سمّیتہ ببیان الفتاوی فی شرح الحاوی واسألُ اللہ التوفیق فی الاتمام و هو ولیّ الاعانۃ و الانعام ...

متن اور شرح کا اُسلوب معلوم کرنے کے لیے ''کتاب الطهارۃ'' سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو :

او فرّق النیّۃ ای و ان فرق النیۃ ای و ان فرّق المتوضّی النّیۃ علی الاعضاء بان یقول عند غسل الوجہ ارفعُ الحدث عن الوجہ و کذا عند الید فانہ یصحّ اونوی التبردّ معها ای و لونوی المتوضی نیّۃَ التبرّد مع النیّۃ المعتبرۃ یعنی قصد التبرّد ایضاً فانہ یصحّ وضوءہ فلو قصد التبرّد بعد النیّۃ المعتبرۃ او نوی التبرّد اوّلًا و لم یکن حالۃ غسل الوجہ نیۃ معتبرۃ لا یصح الوضوءُ ...

(مخطوطہ، ص ۸ - الف)

نسخے کے ترقیمے میں ، سنۃ کتابت ۸۸۷ھ ظاہر کیا گیا ہے اور مولف کے لیے ''الّذی یفتخر الزمانُ بوجودہ'' (''جس کے وجود پر زمانے کو فخر ہے'') نیز ''لازال ریاضُ الشریعۃ برشحات اقلامہ مطمورۃ'' (''شریعت کے باغ ، اس کے رشحات قلم سے فیضیاب رهیں !'') کے الفاظ استعمال کیے گیے هیں۔ جس سے صاف طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ مولف، ۸۸۷ھ میں زندہ تھا ۔ ترقیمہ یہ ہے :

الحمدُ للہ الّذی وفّقنا لانتساخ کتاب بیان الفتاوی فی شرح الحاوی ... الفها و

صنفها المولی الاعظم المخدوم الاعلم مولی صنادید العرب والعجم الّذی یفتخر الزمان بوجوده صاحب الاولیاء وارث علوم الانبیاء قدوة العلماء الراسخین ... لازال ریاض الشریعة برشحات اقلامه مطموزةً ... تم الکتاب بعون اللہ و حسن توفیقه علٰی ید الفقیر الحقیر الضعیف النحیف اقلّ عبید اللہ الکریم الرحیم ابراهیم ابن بابو بن ابراهیم احسن اللہ احوالهم ... فی یوم الاثنین وقت الضحٰی الخامس من جمادی الآخر سنة سبع و ثمانین و ثمان مائة من الهجرة النبویة علٰی صاحبها افضل الصلٰوت و اکمل التحیات ...

زیرنظر شرح، فقه شافعی کی نہایت نادر اور بلند پایہ کتاب ہے ۔ اس کا کوئی دوسرا نسخہ ہمارے علم میں نہیں ۔ علما کو اس کی حفاظت و اشاعت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے ۔

(شمارہ ۷۵ تا ۷۷)

فقہ شیعی

(۷۵)

ارشادُ الاذهان الیٰ احکام الایمان

جمال الدین العلّامۃ حسَن (حُسین) بن یوسف بن علی بن المطھّر الحلّی المتوفّٰی ۷۲۶ھ

اوراق : ۱۵۳ خط : نسخ

سطور : ۱۱ تا ۲۱ کاتب : نا معلوم

تقطیع : ۲۳×۲۱ س م تاریخ کتابت : ۹۷۶ھ (؟)

آغاز : الحمد للّٰہ المتفرّد بالقدم و الدوام المنزہ عن مشابھۃ الاعراض و الاجسام . . .

مولّف، ابن مطھّر حلّی، آٹھویں صدی ہجری کے ممتاز شیعہ علما میں شمار ہوتا ہے - اس کی ولادت اور وفات ، حلّہ (عراق) میں ہوئی - ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے ''ابن مطھّر شیعہ اور معتزلی تھا - وہ ایک مدت تک، نصیرالدین طوسی کی علمی صحبتوں میں رہا اور عقلی علوم میں مہارت حاصل کی'' - عسقلانی نے ابن مطہر کی شرح کافیہ ابن حاجب کی خاص تحسین کی ہے اور اس کی دیگر تصانیف کے بارے میں بھی کہا ہے کہ وہ خوب معروف ہوئیں - مورخِ مذکور نے مولف کے صاحب مال و منال ہونے کا تذکرہ بھی کیا ہے - (الدرر الکامنۃ، ۲ : ۷۱)

مولف ، شیعہ مکتبِ فکر کا علمبردار اور مبلّغ تھا - شیعہ مذہب کے مشہور مسئلہ امامت پر مولف نے ایک مستقل کتاب تالیف کی ، جس پر تنقید کرتے ہوئے ابن تیمیّہ نے کتاب الردّ علی الرافضی تصنیف کی - فقہ ، اصول ، عقائد ، تفسیر ، حدیث اور رجال پر مولف نے متعدد تالیفات یادگار چھوڑیں مثلاً :

تبصرۃ المتعلّمین فی احکام الدین (ط) - تہذیب طریق الوصول الٰی علم الاصول (ط) نھایۃ الوصول الٰی علم الاصول (خ) - قواعد الاحکام فی معرفۃ الحلال و

الحرام (ط) ۔ مختلف الشیعة فی احکام الشریعة (ط) ۔ انوارالملکوت فی شرح فصّ الیاقوت (خ) ۔ الابحاث المفیدة فی تحصیل العقیدة (خ) ۔ کنزالعرفان فی فقه القرآن (خ) ۔ نظم البراهین فی اصول الدین (خ) ۔ ارشاد الاذهان الی احکام الایمان (خ)۔ منتهی المطلب فی تحقیق المذهب (ط)۔ تلخیص المرام فی معرفة الاحکام (خ) ۔ تحریر الاحکام الشرعیة (:الاسلامیة) علی مذهب الامامیة (ط)۔ استقصاء الاعتبار۔ مصابیح الانوار۔ السر الوجیز فی تفسیر القرآن (: الکتاب) العزیز ۔ نهج الایمان فی تفسیر القرآن ۔ مبادی الوصول الی علم الاصول (ط) ۔ نهایة المرام فی علم الکلام ۔ تذکرة الفقهاء (خ) ۔ الاسرار الخفیة فی المنطق و الطبیعی والالٰهی (؟ کتاب الاسرار الخفیة فی العلوم العقلیة) (خ)۔ القواعد و المقاصد فی المنطق و الطبیعی والالٰهی ۔ ''المقامات'' فی الحکمة ۔ ایضاح التلبیس من کلام الرئیس (ابن سینا) ۔ المطالب العلیة فی علم العربیة ۔ منهاج الهدایة و معراج الدرایة فی علم الکلام ۔ خلاصة الاقوال فی معرفة علم الرجال (ط) ۔ ایضاح الاشتباه فی اسماء الرواة (ط)۔ کشف الیقین فی فضائل امیر المومنین (ط) ۔ استقصاء النظر فی القضاء و القدر (خ) ۔ (اعلام ، ۲ : ۲۴۴)

الدرر الکامنة کے نسخۂ سخاوی کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ ابن المطہّر اور ابن تیمیّہ کی، حج کے موقع پر ملاقات ہوئی تو ابن تیمیّہ نے ، ابن المطہّر (مولف) کی گفتگو کو پسند کیا اور پوچھا کہ ''تم کون ہو'' ۔ ابن المطہّر نے جواب دیا ۔ ''وہی جسے تم ابن المُنجّس کہتے ہو'' ۔ اس کے بعد دونوں میں موانست پیدا ہو گئی ۔

(الدرر الکامنة ، ۲ : ۷۲ (حاشیہ)

ابن حجر عسقلانی نے کتاب مذکور میں بتایا ہے کہ مؤلّف کی تالیفات ۱۲۰ مجلدات تک کہی جاتی ہیں ۔

زیرِنظر تالیف ، فقہ شیعہ کی ایک جامع اور بلند پایہ کتاب شمار ہوتی ہے ۔
صاحبِ کشفُ الحجب کا بیان ہے کہ اس کتاب میں ۱۵ ہزار مسائل مذکور ہیں:

''و المسائل المذکورة فی ھذا الکتاب خمسة عشر الف مسئلة'' ۔

(کشفُ الحجب ، ص ۳۹)

صاحبِ ''الذریعۃ'' نے اس کتاب کے بارے میں کہا ہے :

... من اَجلّ الکتب الفقہیّة قداحصٰی مجموع مسائله فی خمس عشر الف مسئلة ... فرغ منه سنة ۶۷۰ او سنة ۶۹۰ ھ ...

اور بتایا ہے کہ علما نے اس کی متعدد شُروح تالیف کیں ، جن میں ۳۸ شروح کے نام ''الذریعہ'' میں بیان کیے گیے ہیں ۔

مولف نے دیباچے میں بتایا ہے کہ زیرنظر تالیف مولف کے لڑکے محمد بن الحسن بن یوسف بن علی بن المطھر کے اصرار پر ترتیب دی گئی۔ اس کی خواھش تھی کہ مسائل شرعیہ پر ایک جامع اور مختصر کتاب لکّھی جائے۔ کتاب کا پھلا باب ، ''کتابُ الطھارة'' ہے۔ اور آخری، ''کتابُ الدیة'' ہے۔ ''کتابُ الطھارة'' کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے :

۱ ۔ النظر فی اقسامھا (الطھارة) و ھی وضوء و غسل و تیمّمٌ ۔
۲ ۔ النظر الثّانی فی اسباب الوضوء و کیفیّته ۔
۳ ۔ النظر الثالث فی اسباب الغسل ۔
۴ ۔ النظر الرابع فی اسباب التیمم و کیفیته ۔
۵ ۔ النظر الخامس فیما یحصل به الطھارة ۔
۶ ۔ النظر السادس فیما یتبعُ الطھارة۔

بھر نوع، یہ تالیف، فقہ شیعہ کی ایک اھم کتاب ہے، براکلمن نے اس کے چند قلمی نُسخ کی نشاندھی کی ہے۔ تاھم یہ کتاب ابھی تک طبع نہیں ھوئی ۔

(دیکھیے براکلمن ت ۲ : ۲۰۶)

(۷۶)

بداية الهداية

محمد بن الحسن بن علی العاملی الملقب بالحُرّ المتوفّٰی ۱۱۰۴ھ

اوراق	: ۹۱	خط	: نسخ
سطور	: ۱۵	کاتب	: نا معلوم
تقطیع	: ۲۰×۱۵	تاریخ کتابت	: ۱۱۱۳ھ

آغاز : الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصلٰوة علٰی محمد و اٰله الطاهرین و بعدُ فیقول الفقیر ... قد التمس منی جماعة من الاخوان ...

الحُرّ العاملی کا شمار معروف شیعہ مصنفین میں ھوتا ھے۔ وہ تاریخ، فقہ اور ادب کا ممتاز فاضل تھا ۔ العاملی، مشغر (شام میں جبل عامل کا ایک گاؤں) میں پیدا ھوا عمر کے مختلف حصوں میں العاملی جبع ، عراق اور خراسان میں قیام پذیر رھا ۔ آخرالامر اس نے طوس (خراسان) میں سکونت اختیار کرلی اور وھیں ۱۱۰۴ھ میں انتقال کیا ۔

مولف، ۱۰۸۷ھ یا ۱۰۸۸ھ میں مکہ مکرمہ گیا ۔ سوء اتفاق یہ ھوا کہ انھی ایام (۱۰۸۸ھ) میں بیت اللہ کی بے حرمتی کا ایک خاص واقعہ پیش آگیا اور اس سلسلے میں شیعہ لوگوں پر زبردست شک کیا گیا ۔ چنانچہ مولف نے، اشراف مکّہ میں سے السیّد موسٰی بن سلیمان کی پناہ حاصل کی ۔ انھوں نے ایک محافظ ساتھ روانہ کیا اور مولف کو یمن کے علاقے میں پہنچا دیا گیا ۔ المحبّی نے خلاصة الاثر میں، ایک نظم نقل کی ھے، اور خیال ظاھر کیا ھے، کہ یہ العاملی نے، سیّد موسٰی کے احسانِ مذکور پر لکھی تھی ۔ اس نظم کا آغاز یوں ھے :

فضلُ الفتٰی بالجُود و الاحسان
و الجود خیرُ الوصف للانسان

المحبّی ھی نے، ابن معصوم کی یہ رائے نقل کی ہے، کہ عاملی بڑا لطیف شاعر تھا، اس کے اشعار میں سحر کی کیفیت پائی جاتی ہے۔

زیر نظر تالیف کے علاوہ، عاملی کی حسبِ ذیل تالیفات کے اسما معلوم ہو سکے ہیں:

امل الآمل فی ذکر علماء جبل عامل (ط) - تذکرۃ المتبحرین فی ترجمۃ سائر العلماء المتاخرین (خ) - الجواھر السنیۃ فی الاحادیث القدسیۃ (ط) - تفصیل وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعۃ (ط) - ھدایۃ الأمّۃ الی احکام الائمۃ- الفصول المھمّۃ فی اصول الائمۃ (ط)- اثبات الھداۃ بالنصوص والمعجزات- الایقاظ من الھجعۃ بالبرھان علی الرجعۃ - الرّد علی الصوفیۃ- رسالۃ تواترِالقرآن- رسالۃ الجمعۃ - رسالۃ الرجال - رسالۃ فی احوال الصحابۃ - رسالۃ فی الواجبات- الصحیفۃ الثانیۃ فی الادعیۃ - العربیۃ العلویۃ واللغۃ المرویۃ - الفوائد الطوسیۃ (او : التسعیۃ) - کشف التعمیۃ فی حکم التسمیۃ (ای تسمیۃ المھدی) - من لا یحضرہ الامام - منظومۃ فی تاریخ النبی والأئمۃ - منظومۃ فی الزکٰوۃ منظومۃ فی المواریث - منظومۃ فی الھندسۃ -

زیرِنظر تالیف میں، شریعت کے واجبات و محرّمات کو اختصار اور جامعیّت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ دیباچے میں مولف کہتا ہے:

... قد التمس منّی جماعۃ من الاخوان ... ان اجمع لھم ما اقدر علٰی جمعہ من منصوص الواجبات و المحرّمات و لا ادخل معھا الاّ الیسیر من المستحبّات و المکروھات و المباحات المستفادۃ من اخبار الأئمۃ الاطھار علٰی وجہ الایجاز و الاختصار ...

مولف کا خیال ہے کہ مبتدی، متوسّط اور منتہی — ہرسہ نوعیّت کے — طالب علم اس سے مستفید ہو سکیں گے:

... وارجو ان ینتفعَ بھا المبتدی و المتوسّط و المنتھی ...

تاهم جو شخص، مسائل کا استقصا چاهتا هو، مولف نے اس کے لیے اپنی دوسری مطول تالیفات کی نشاندهی کی هے :

... و من اراد استقصاء الاحکام المنصوصة فلیرجع الی کتابنا الموسوم بتفصیل و سائل الشیعة او الی الفهرست الذی الفناه لذلک الکتاب او الی کتابنا الموسوم بهدایة الامّة ...

اس کتاب میں، تقریباً تمام ابواب فقهیه کے عنوانات موجود هیں، اور ان کے تحت واجبات اور محرمات کی تفصیل بیان کر دی گئی هے۔ شیعی فقه کے لیے یه ایک جامع اور مختصر متن هے۔ کتاب ابھی تک طبع نہیں هوئی۔ براکلمن نے اس کے دو تین خطی نسخوں کی نشاندهی کی هے۔ دیکھیے :

براکلمن ت، ۲ : ۵۷۸ ؛ خلاصة الاثر، ۳ : ۴۳۲ ؛ اعلام، ٦ : ۳۲۱ ؛ هدیة، ۲ : ۳۰۴ ؛ الذریعه ۲ : ۳۵۰، ۴ : ۴۵، ۳۵۲، ۵ : ۲۷۱۔

(۷۷)

[Ar h III 169 / 1080]

رسالةٌ فی استماعِ الغناء

اوراق	: ٦٦	خط	: نسخ
سطور	: ۱۱	کاتب	: نا معلوم
تقطیع	: ۲۵×۱۷ س م	تاریخ کتابت	: ۱۳۱۸ھ

آغاز : الحمدُ لله اقراراً بنعمته واستکمالاً لها واستتماماً ...

اس رسالے میں، گراموفون ریکارڈنگ کے سننے سنانے کا حکم بیان کیا هے۔ مؤلف نے سائنسدانوں کو "حکماے فرنگ" کہا هے اور ان کی اس ایجاد پر یوں تعجب

آمیز تبصرہ کیا ہے:

... اما بعد فان حکماء الافرنج قد ابدعوا آلة عجیبة لصون الاصوات و حفظها و قد ذاکرنی بعض اجلاء العصر... مسئلة جواز استماع الغناء المخزون فیها و عدمه و حیث انها من الفروع الجدیدة ... احببت التکلم فیها ...

مؤلف نے مفصل دلائل دے کر تحریم کا حکم ثابت کیا ہے ۔ طریق بحث عالمانہ ہے ۔ صوت کی حقیقت اور غناء وحدا کے مابین فرق بیان کیا ہے ۔ مولف کا نام اور زمانہ معلوم نہیں ہو سکا ۔ مولف نے اکثر و بیشتر شیعہ علما سے استفادہ کیا ہے، جن کا تعلق ایران سے ہے، ممکن ہے کہ مولف خود بھی ایرانی ہو، خطبۂ کتاب سے اس کے شیعہ ہونے کا بہ ظاہر واضح ثبوت ملتا ہے:

... و صلّی اللہ علی سیّد رسله و اشرف بریّته و اقربهم منزلة منه و اخصّهم لدیه محلّاً و مقاما و علی وصیّه و صفوته و باب حکمته الّذی اتخذه اللہ لنفسه ولیّاً و لنبیّه وصیاً و للمتقین اماما و شدّ به عضد اخیه فکان له سیفاً و حساما ...

مولف نے جن فضلا کے اکثر حوالے دیے ہیں ۔ ان کی تواریخ وفیات میں آخری تاریخ وفات تیرھویں صدی کے وسط تک ملتی ہے اور یہی زمانہ اس تالیف اور مولف کا معلوم ہوتا ہے ۔ تالیف میں جن فضلا کا ذکر ملتا ہے، ان میں سے بعض کے اسما یہ ہیں:

ص ۵ ۔ ب پر مولف نے محمد بن ادریس العجلی الحلّی کی کتاب السرائر کا حوالہ دیا ہے ۔ کنتوری نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے: السرائر فی الفقه لمولانا محمد بن ادریس الحلّی المتوفی ۵۹۷ھ اوله: الحمد للہ الّذی خلق الانسان فعدله ...

(کنتوری، ص ۱۶۳۸)

مذکورہ صفحہ پر ہی مولف نے یہ الفاظ درج کیے ہیں: "و قال فی المسالک فی شرح قول المصنف" ... جس سے غالباً کنتوری کی بیان کردہ مذکورۂ ذیل تالیف مراد ہے:

مسالک الافهام شرح شرائع الاسلام للشیخ الاجل زین الدین بن علی بن احمد بن محمد الشهید الثانی ۹۶۶ھ

(کنتوری، ص ۲۸۲۹)

ص ۷ - الف پر مولف کہتا ہے : ”و کذا قال السید السند فی الریاض . . .“
اسکا تذکرہ کنتوری نے یوں کیا ہے : ریاض المسائل فی بیان احکام الشرع بالدلائل للسید السند المحقق المدقق النحریر العلام الحبر القمقام السید علی بن محمد علی الطباطبائی . . . شرح فیه المختصر النافع . . . انتقل الی رحمة الله سنة ۱۲۳۱ھ (کنتوری، ۳۰۰، ۳۰۱)

ص ۹ - ب پر یہ حوالہ دیا ہے : . . . الاردبیلی فی کتاب القضاء و الشهادات من شرح الارشاد . . . اس سے حسب ذیل تالیف مراد ہے : مجمع الفائدة والبرهان فی شرح ارشاد الاذهان للفاضل الجلیل احمد بن محمد الاردبیلی المتوفی ۹۹۳ھ (کنتوری، ۹۴۹ء۲)

ص ۳۰ - الف پر الکرباسی کی اشارات الاصول کا ذکر کیا ہے - کنتوری نے اسے یوں واضح کیا ہے : اشارات الاصول للحاج محمد ابراهیم بن محمد حسن الکرباسی الاصفهانی المتوفی ۱۲٦۱ھ (کنتوری، ۲۱۵)

تالیف کا اختتام حسب ذیل الفاظ پر ہوتا ہے :

و صلّی الله علی نبیّه الاکرم . . . ما غنّت ذات الجناح علی فنن غصّ النبات . . . و طربت لترنم و سواس الحلی من کل ذات الوشاح .

زیرنظر نسخہ، ۱۳۱۸ھ کا مکتوبہ ہے۔ اس رسالے کا دوسرا کوئی نسخہ تاحال ہمارے علم میں نہیں آ سکا -

(شمارہ ۷۸، ۷۹)

فقہ ـــــ تقابلی مطالعہ

(٧٨)

جزیل المواهب فی اختلاف المذاهب

جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد الشهیر بجلال السیوطی المتوفّٰی ۹۱۱ھ

اوراق : ۲۷۱ - الف تا ۲۷۹ - ب		خط	: نسخ
سطور : ۲۳		کاتب	: نا معلوم
تقطیع : ۲۳×۱۳ س م		تاریخِ کتابت	: ۱۱۳۲ھ کے قریب

آغاز : بسم اللہ ... اللّٰهم صلّ علٰی سیّدنا ... الحمدُ للہ وسلام علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی روی البیهقی فی المدخل بسندہٖ ...

جلالؒ الدین السیوطی رحمہ اللہ کی تالیفات پانچ سو کے قریب ہیں جن میں سے متعدد، معروف اور مطبوع ہو چکی ہیں ۔ مگر زیرنظر رسالے کی مطبوعہ کاپی کی، کتب حوالہ میں کہیں نشاندہی نہیں ملی ۔ براکلمن نے اس کے چار قلمی نسخوں کا ذکر کیا ہے؛ ان میں سے ایک نسخہ برٹش میوزم میں محفوظ ہے۔ اس لائبریری کے فہرست نگار نے تالیف کے ابتدائی الفاظ نقل کیے ہیں وہ اس آغاز کے ساتھ عین مطابق ہیں جو ہم نے اوپر درج کیا ہے۔

یہ تالیف اگرچہ نہایت مختصر ہے مگر فقہ اسلامی کے مذاهب کے مابین تقابلی مطالعے کے سلسلے میں ناگزیر اهمیت کی حامل ہے۔ بنیادی طور پر، مولف نے اس میں دو نکتوں سے بحث کی ہے؛ پہلا یہ کہ اُمت مسلمہ کے علما اور فقها کا باهمی اختلاف امت کے لیے قانون پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں سہولت اور وسعت پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ تالیف کی پہلی فصل کا آغاز ان الفاظ میں ہوتا ہے :

فصل (۱) اعلم ان اختلاف المذاهب فی هذہ الملّة نعمة کبیرة ...

اس کے بعد دوسری فصل میں، اس کے لیے دلائل جمع کیے ہیں جن میں بدر کے قیدیوں

پر واقع ہونے والا اختلاف بھی بطور دلیل بیان کیا ہے :

فصل (۲) و من الدلیل علی ما قلناہ قصّة اختلاف الصّحابة فی اسٰری بدر . . .

اس کے ساتھ ہی ضمنی طور پر اس مسئلے کی توضیح کر دی ہے کہ ہر مجتہد کو باصواب قرار دیا جاتا ہے :

فصل (۳) فی ان کلّ مجتهد مصیبٌ . . .

اور دوسرا بنیادی نکتہ اس تالیف کی آخری فصل میں یہ رکھا ہے کہ ایک مذہب فقہی سے دوسرے کی طرف منتقل ہونے کے بارے میں کیا احکام ہیں :

فصل (۴) فی الانتقال من مذهب الٰی مذهب . . .

اس آخری فصل میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ مولف نے ان لوگوں کا واضح الفاظ میں ردّ کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ غیر حنفی کو حنفیہ میں داخل ہونا جائز ہے، مگر حنفی کو شافعیہ یا کسی دوسرے مذہبِ فقہی کی طرف منتقل ہونا جائز نہیں ۔ مولف نے یہاں فرمایا ہے کہ سب ائمہ برابر ہیں اور کسی کے لیے کوئی امتیاز ثابت نہیں :

و امّا من یقول انه یجوز لغیر الحنفی ان یتحول حنفیا ولا یجوز للحنفی ان یتحوّل شافعیا او غیرہ فهو تحکم لا دلیل علیه و تعصب محض فان الائمة کلهم سواء و لم یرد حدیث عن رسولِ اللہ صلّی اللہ علیه وسلّم بتمییز مذهب ابی حنیفة عن غیرہ. . .

لیکن چند سطور آگے چل کر خود مولف ، مذہب شافعی کے فضائل و امتیازات کا بیان شروع کر دیتا ہے۔ یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ مولف شافعی المذہب ہے :

. . . وان کان ولا بدّ من الترجیح فمذهبُ الشافعی اولٰی بالرجحان لانه اقربُ الٰی موافقة الحدیث و مذهب اتباع الحدیث و تقدیمه علی الرأی . . . و امّا الذی یوجب ترجیحَ مذهب الشافعی علٰی غیرہ فی الجملة قبل التفصیل فد لائل کثیرة

منها قوله صلّى الله علیه وسلّم الائمة من قریش و ذٰلک عام فی الخلافة و امامة الدین . . .

براکلمن (ت ۲، ص ۱۹۱) میں اس تالیف کے حسب ذیل چار نسخوں کی نشاندھی کی گئی ھے :

برٹش میوزیم ت ، ۱۲۲۱ ؛ ایسکوریال ، ۴۴۵۱ ؛ سلیمانیه استانبول ، ۱۰۳۰ ؛ قاھرہ ۵ ؛ ۱ : ۳۸۲۔ (راقم السطور [: قاضی عبدالنبی کوکب مولف فهرست هذا] اس رسالے کے متن کی تصحیح اور اس کے اردو ترجمے کا ارادہ رکھتا ھے)۔

(۷۹)

[Ar d II 94 / 1667]

الالفاظ الحسان فیما اختلف فیه الامامان الشافعی و النعمان

اوراق	: ٦۰	خط	: نسخ (مختلف هاتھ)
سطور	: ۲۰ تا ۲۲	کاتب	: نامعلوم
تقطیع	: ۲۰ × ۱۵ سم	تاریخ کتابت	: نامعلوم

آغاز : الحمدُ لله رب العٰلمین و صلّی الله . . . اما بعد فهذا مؤلف اذکر فیه اختلاف الامامین . . . (؟)

اس رسالے میں تقریباً ساٹھ ابواب فقهیه کے ماتحت ، امام شافعی اور امام اعظم (رحمهما الله تعالیٰ) کے درمیان اختلافی مسائل بیان کیے گئے ھیں۔ رسالے کا مولف شافعی المذھب ھے ۔ مولف نے ترتیب یه رکھی ھے که وہ ھر مسئلے میں پهلے، امام شافعی کا موقف بیان کرتا ھے اور اس کے بعد امام اعظم کا اختلاف نقل کرتا ھے، مگر

آگے چل کر صرف اپنے موقف کی دلیل درج کرنے پر اکتفا کرتا ہے مثلاً تیمم کے باب میں ، ایک تیمم کے ساتھ ایک سے زائد فرض نمازوں کی ادائیگی کا مسئلہ یوں درج کیا ہے :

مسئلة و لا یجمعُ بین صلاتی فرض بتیمم واحد وقال ابوحنیفة له ان یجمع دلیلُنا هو انّه طهارة ضرورة فلم یجز ان یجمع بها بینَ صلاتی فرض کطهارة المستحاضة فی صلٰوة الوقت . . . (زیرنظر مخطوطه، ص ٥ ـ الف)

بعض مقامات پر امام شافعی اور امام مالک کا باهمی اختلاف بهی مذکورة بالا طریق هی کے مطابق بیان کیا ہے :

. . . و من تکلّم عامدا فی صلٰوته بطلت صلٰوته سواء کان کلامه لمصلحة یتعلق بالصلٰوة کتلبیة الامام او کان لغیر ذٰلک بخلاف قول مالک و الدلیل علٰی صحّة قولنا ما روی عن النبی صلّی الله علیه وسلّم انه قال ان صلٰوتنا هٰذه لایصلح فیها شیٔ من کلام الأدمیین و انّما هی القرأة و التسبیح . . .
(مخطوطه ، ص ۱۲ ـ الف)

بعض مسائل میں هرسه ائمه کے مابین اختلاف کی تفصیل بهی درج کی ہے مگر وهاں بهی دلیل صرف قول شافعی هی کی نقل کی ہے مثلاً زکٰوة کا یه مبحث که اگر بڑے جانور هلاک هو جائیں اور صرف بچے ره جائیں ، تو کیا حکم هوگا :

. . . فان ماتت الامهات و بقية [؟ بقيت] السخال اخذت الزکٰوة من السخال واحدة منها بخلاف قولِ ابی حنیفة حِین [؟ حیث] قال لا زکٰوة فیها و بخلاف قول مالک قال یؤخذ من الصّغار الکبار و الدلیلُ علٰی صحة قولنا ما روی ان ابابکر الصدیق رضی الله عنه قال علٰی منبر رسول الله صلی الله علیه وسلّم وَالله لو منعونی عناقا من ما کانوا یعطون رسول الله صلّی الله علیه وسلّم لقاتلتهم علٰی ذٰلک فعلمنا انّ العناق یجب بخلاف قولهما جمیعاً . . . (مخطوطه، ص ۱۹ ـ ب)

اس طرح اس مختصر کتاب میں ہر جگہ مسائل فقہیہ اختلافیہ میں امام شافعی کا موقف مع دلیل کے، اور امام مالک و امام اعظم کا فقط موقف بیان کیا گیا ہے جس سے احساس ہوتا ہے کہ شافعی مذہب کے حق میں جانبداری سی برتی گئی ہے۔ تاہم اس سے کتاب کی اہمیت میں کمی نہیں آتی ۔

کتاب کے مولف اور زمانۂ تالیف کے بارے میں کوئی واضح بات کہیں سے معلوم نہیں ہو سکی۔ مواد اور اسلوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تالیف فقہاے متقدمین کے دور سے تعلق رکھتی ہوگی ۔ کتاب میں احادیث و روایات بکثرت منقول ہیں مگر کسی بھی مجموعۂ حدیث کا حوالہ نہیں دیا گیا ۔ حسب ذیل چار اشخاص کا ذکر، اس تالیف میں کیا گیا ہے اور ان میں کوئی شخص بھی تیسری صدی ہجری سے متاخّر نہیں ہے :

۱ - خلیل بن احمد (ص ۷ ۔ الف) ــــ المتوفّی ۱۷۰ ھ ۔

۲ - المزنی (ص ۸ ۔ ب) ــــ الشیخ الامام اسمٰعیل بن یحیٰی المزنی الشافعی المتوفّی ۲٦۴ھ ۔

۳ - عمر بن عبدالعزیز (ص ۱۳ ۔ ب) ــــ المتوفّی ۱۰۱ ھ ۔

۴ - الزہری (ص ۵۳ ۔ ب) ــــ محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب الزہری المتوفّی ۱۲۴ھ ۔

اس کتاب میں حسب ذیل فقہی ابواب باندھے گئے ہیں :

۱ - کتاب الوضوء (؟ الطھارۃ) ۔ باب مایجب الغسل ۔ فی الغسل المستحب ۔ التیمّم ۔ الحیض ۔

۲ - کتاب الصلٰوۃ : باب المواقیت ۔ الاذان ۔ استقبال القبلۃ ۔ صفۃ الصلٰوۃ ۔ صلٰوۃ السفر ۔ صلٰوۃ الجمعۃ ۔ صلٰوۃ العیدین ۔ صلٰوۃ الکسوفین ۔ الاستسقا ۔ صلٰوۃ الخوف ۔

۳ - کتاب الجنائز -

۴ - کتاب الزکوة : باب صدقة البقر - باب زکوة الغنم - باب زکوة الذهب و الفضة - زکوة الخلطة (؟ الخلطا) - زکوة المعدن - زکوة الزروع - زکوة الثمار - زکوة الفطر - باب قسمة الزکوة -

۵ - کتاب الصیام : باب الاعتکاف -

٦ - باب الحج (؟ کتاب . . .) باب ارکان الحج و العمرة - صفة الحج - باب مایفعله الحاج - الفرق بین الرجال و النساء فی الحج - باب الوداع -

۷ - کتابُ البیوع : باب الربوا - باب فیما ورد النهی به - کتاب السلم - کتاب الرهن - کتابُ الفلس - کتاب الحجر - کتاب الصلح - کتاب الضمان - کتاب الحوالة - کتاب العاریة - کتاب القرض - کتاب الودیعة - کتاب الوکالة - کتاب الشرکة - المضاربة - الغصب - الشفعة - الاجارة - المخابرة - الاقرار - احیاء الموات - الهبات - الوقف - اللقطة - الفرائض - الوصایا -

۸ - کتاب النکاح : باب الصداق -

۹ - کتاب الطلاق : اللّعان - العدّة - الرضاع - النفقة - الحضانة و الرضاع -

۱۰ - کتاب الجنایات : باب القصاص .

۱۱ - کتاب الدیات -

۱۲ - کتاب الکفارات : الردة - حدالزنا - حد السرقة -

۱۳ - کتاب الجهاد -

۱۴ - باب ادب القضاء - کتاب الشهادات - باب الاعتاق - کتاب المدبر - بابُ عتق امّهات الاولاد -

اس رسالے میں بعض بڑی اہم باتیں، ضمنی طور پر مندرج ہو گئی ہیں - مثلاً حضرت عمر نے یہود کو حجاز سے نکالا، تو مسلمانوں نے بعض مشکلات کی شکایت کی - اس پر حکم دیا گیا کہ یہودی، تاجروں کی حیثیت میں آ سکتے ہیں اور کسی جگہ

تین یوم سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتے :

... فلمّا ولّٰی عمر نفاهم (الیهودّ) عن الحجاز ، فقال المسلمون یا امیرّ المومنین ان فیهم الصّیادلة و العطّارین والاطبّاء و بنا الیهم حوائج فاذن لهم ان یدخلوا تجّارا ولایتیموا فی موضع واحد اکثر من ثلٰثة آیام ... (مخطوطه، ص ۱۲-ب)

ایک اور واقعه یه که عهد عثمانی میں حضرت علی نے اپنے بھائی عقیل بن ابی طالب کو محجور (تصرف و اختیار سے محروم) کرنا چاھا، تو حضرت عثمان نے اس کی اجازت دیدی اور کسی صحابی نے بھی اعتراض نه کیا :

... ان علیّاً ... سأل عثمان ... التحجّر علٰی عقیل بن ابی طالب فلم ینکر عثمان ذٰلک فکان ذٰلک اجماعاً منهما علٰی جواز الحجر علی البالغ ولم یعلم لهم مخالف فکان اجماعاً ... (مخطوطه ، ص ۳۳ - ب)

اس کتاب کی شناخت کے لیے برلن کٹیلاگ میں مندرج اسی موضوع کے مخطوطات کی تفصیلات ملاحظه کی گئی هیں مگر کسی سے مطابقت معلوم نہیں هوئی - حاجی خلیفه نے بھی اختلافیاتِ فقها پر چند کتب کا تذکره کیا هے جن میں، ابوبکر البیهقی (۴۵۸ھ) کی حسبِ ذیل تالیف ایسی هے، جس سے همارے اس مخطوطے کی مطابقت کا امکان هے :

... و خلافیات الامام الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین بن علی البیهقی المتوفّٰی سنة ۴۵۸ ثمان و خمسین و اربعمائة جمع فیه المسائل الخلافیة بین الشافعی و ابی حنیفة - (کشف، ۱ : ۷۲۱)

آغاز سے نسخه ناقص هے - کسی نے پہلا صفحه بعد میں لکھ کر لگایا هے مگر اس کا مضمون جعلی معلوم هوتا هے- اسی صفحے پر شروع میں کتاب کا نام یوں تحریر کیا گیا هے :

"الالفاظ الحسان فیما اختلف فیه الامامان الشافعی و النعمان ..."

یه بھی مصنوعی عمل هے- بهرحال جب تک تالیف کا اصل نام معلوم نہیں هو جاتا ، یہی مصنوعی نام استعمال کیا جا سکتا هے - پہلا صفحه اس لیے جعلی معلوم هوتا هے

کہ اس میں دعوٰی کیا گیا ہے کہ کتاب میں ہر دو ائمہ کا اختلاف اور ان کے دلائل بیان کیے گیے ہیں :

... اما بعد فہٰذا مولّف اذکر فیہ اختلاف الامامین الجلیلین ابی عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی و النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما و وجہ الدلیل لصحّۃ قولہما ...

حالانکہ کتاب میں دلائل، صرف شافعی مذہب کے مندرج ہیں۔ دوسری بات، پہلے صفحے کو مشکوک بنانے والی یہ ہے کہ دوسرا صفحہ چونکہ درج ذیل عبارت سے شروع ہو رہا تھا :

''و اذا نام قاعدا متمکنا فلا وضوء علیہ ...''

اس لیے اس سے پہلے (الحاقی) صفحے کے آخر پر ''کتابٌ الوضوء'' کی سرخی جما دی گئی ہے۔ مگر فن کار کو یہ مطلقاً یاد نہیں رہا کہ کسی بھی کتاب فقہ میں ''کتاب الوضوء'' سرخی نہیں پائی گئی ۔ کتاب الطہارۃ (یا الطہارات) ہونا چاہیے۔ البتہ ''الوضوء'' سے ''باب'' شروع کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ آگے چل کر اسی کتاب میں ''باب التیمّم'' (ص ۴ ۔ ب) آ رہا ہے۔

صفحۂ مذکورہ کے مُوجد کو یہ بھی خیال نہیں رہا کہ اس کتاب میں ہر مبحث کے آغاز پر، مولف نے آیات و احادیث سے مسئلے کی اصل بیان کی ہے مثلاً :

''باب التیمم و الاصل فیہ ان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کان فی غَزاۃ یقال لہا المریسیع فضاعَ عقد لعائشۃ رضی اللہ عنہا فتاخّر النّاس فی طلبہ عن الماء و لم یکن معہم ماء فانزل اللہ تعالٰی و ان کنتم مرضٰی او علٰی سفر او جاء احد منکم من الغایط او لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمّموا صعیدا طیّبا ...

تو یہ کیسے مان لیا جائے گا کہ ''کتاب الوضوء'' (؟) کا آغاز ''و اذا نام قاعدا متمکنا فلا وضوء علیہ'' سے درست ہے۔

یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ شوافع اور احناف میں ''ابواب الوضوء'' کا معرکہ آرا اختلافی مسئلہ تو نیت وضوء کا ہے اور یہ مسئلہ زیرنظر کتاب کے ان صفحات میں قطعاً مذکور نہیں، جو مباحث وضوء سے شروع ہوتے ہیں اور آغاز کتاب پر موجود ہیں۔ لهذا لازماً یہ نسخہ ناقص الاوّل ہے جس کے آغاز سے متعدد اوراق گمشدہ ہیں۔ غالباً نسخے کو فروخت کرنے کے لیے چھ سطور کا ایک جعلی ابتدائی صفحہ، تیار کر کے شروع میں چسپاں کر دیا گیا ہے۔

کتاب کا دوسرا کوئی نسخہ کہیں معلوم نہیں ہو سکا۔ اس کی حفاظت اور تحقیق ضروری ہے۔

(شمارہ ۸۰ ، ۸۱)

علمؔ الفرائض

علم الفرائض ـــ حنفی

(۸۰)

ضوءُ السّراج

شمس الدین ابوالعلاء محمود بن ابی بکر بن ابی العلاء بن علی بن ابی یعلٰی
الکلاباذی البخاری الفَرضی المتوفّی سنة ۷۰۰ھ

اوراق	:	۱۶۹	خط	:	نسخ
سطور	:	۱۵	کاتب	:	نامعلوم
تقطیع	:	$۲۱\frac{۱}{۲} \times ۱۲\frac{۱}{۲}$ سم	تاریخ کتابت	:	,,

آغاز : الحمدُ لله الّذی استاثر بوصف البقاء والقدم تعالٰی و استکبر فناء عزّه عن الفناء والعدم . . .

مؤلّف، ساتویں صدی ھجری کے بلند پایه حنفی فقہا میں تھا ـ اسکی ولادت، بخارٰی کے محله کلاباذ میں ھوئی ـ الجواهر المضیئة میں مؤلف کا سال ولادت ۶۴۹ھ بتایا ھے، مگر هدیة العارفین کا بیان یه ھے که مولف ۶۴۴ھ میں پیدا ھوا ـ مشتبه النسبة کے بیان سے بھی مؤخرالذکر کی تائید ھوتی ھے (دیکھیے الجواهر المضیئه، ۲ : ۱۶۳ حاشیه؛ هدیه، ۲ : ۴۰۶)

بخارٰی میں تحصیل علم کے بعد مولف، بغداد دمشق اور قاهره میں پهنچا ـ بغداد میں ایک عرصے تک علوم حدیث کی تحصیل اور تالیف و تصنیف میں مصروف رھا ـ موخرالذکر دونوں مراکز میں مؤلف نے طبرزد الکندی کے اصحاب سے حدیث حاصل کی اور پھر یہیں حدیث کا درس دیا ـ مولف نے اپنی ایک تالیف (: معجم الشیوخ؟) میں اپنے شیوخ کے تذکرے ثبت کیے ھیں جن کی تعداد سات سو سے زائد ھے ـ

ذہبی نے مولف کو علم الفرائض کا امام اور حدیث و رجال کا عارف کہا ہے اور بتایا ہے کہ مؤلف نے مشتبہ النسبة کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب تالیف کی ۔ جس سے خود ذہبی نے بہت کچھ نقل کیا ہے :

قال الذهبی : رأس فی الفرائض عارف بالحدیث والرجال ... ملیح الکتابة واسع الرحلة سود کتابا کبیراً فی مشتبه النسبة و نقلت منه کثیرا ...

(الجواهر، ۲ : ۱۶۳)

ذہبی نے اپنی تالیف المشتبه فی الرجال میں جن چار کتب کو ماخذ قرار دیا ہے ، ان میں محمود الکلاباذی کی تالیف بھی شامل ہے ۔ ذہبی نے الکلاباذی کو اپنا شیخ کہا ہے ۔

الجواهر کے بیان کے مطابق ابو حیّان الاندلسی کی، مولف (الکلاباذی) کے ساتھ قاهره میں رفاقت رہی ۔ اس دور میں یہ دونوں اصحاب، علوم حدیث کی تحصیل میں مصروف تھے ۔ ابو حیان نے اس دور کا ایک لطیفه بھی نقل کیا ہے جس سے الکلاباذی کے حسنِ خلق اور لطف طبع کا اندازہ ہوتا ہے (دیکھیے الجواهر، ۲ : ۱۶۳)

الجواهر میں ذہبی کے حوالے سے یہ بھی بتایا ہے کہ حافظ مزنی، ابن سیّد النّاس، ابو حیان، البرزالی اور عبدالکریم، مؤلف کے تلامذہ تھے ۔ (الجواهر، ۲ : ۱۶۳)

هدیة العارفین میں مؤلف کی حسب ذیل تالیفات کا ذکر کیا گیا ہے :

حلُّ الفرائض فی شرح نظم السراجیّة ۔ ضوء السّراج فی شرح السراجیة (زیر نظر) ۔ المنهاج المنتخب من ضوء السراج (زیر نظر تالیف کی تلخیص، خود مولف کے قلم سے) ۔ مشتبهُ النسب فی اسماء الرجال ۔ معجم الشیوخ ۔

(هدیه، ۲ : ۴۰۶)

زیرنظر تالیف (: ضوء السراج) سے اس کا مولف (الکلاباذی) ، ۶۷۶ هجری کی ۱۰ ۔ جمادی الاوّلی کو پیر کے روز فارغ ہوا ، اس وقت اس کا قیام ، مروشاهجان میں تھا ۔ مولف کا انتقال، ۷۰۰ھ میں، ماردین (دمشق) میں ہوا ۔

زیر نظر تالیف، علم الفرائض کی ایک بلند پایہ اور مستند کتاب ہے، جس کی تحسین اکثر علمائے محققین نے کی ہے ۔ اس سلسلے میں حاجی خلیفہ نے تقی الدین کا حسب ذیل بیان نقل کیا ہے :

... قال تقی الدین : و ھو مصنف غریب محرر جلیل القدر، صحیح المسائل والامثلة والنقول ... (کشف، ۲ : ۱۲۴۹)

اعلام میں السلامی کا یہ قول نقل کیا ہے :

... قال السلامی : رایتہ کثیر الفوائد ... (اعلام، ۸ : ۴۲)

مؤلف نے دیباچے میں بیان کیا ہے کہ مولف کے شیخ نجم الدین عمر الکاخشتوانی اس فن کے امام تھے، ان کے انتقال کے بعد مؤلف کو علم الفرائض کے انحطاط کا خدشہ محسوس ہوا ۔ چنانچہ اس تالیف کے ذریعے سے مولف نے اپنے شیخ کے فوائد کو محفوظ کر دینے کی سعی کی ہے :

... شیخی و مولائی استاذ ھٰذا العلم ... نجم الملة والدین عمر بن احمد بن عمر الکاخشتوانی ... فحین تم حساب امرہ و ختم کتاب عمرہ و رات (؟رأیت) آثار ھٰذا العلم علٰی خطر الانطماس ... اردت ان اقید بعض اوابد فوایدہ ...

(مخطوطہ، ص ۲ ـ الف)

الکاخشتوانی کا تذکرہ، الجواھر میں یوں بیان کیا گیا ہے :

عمر بن احمد بن عمر الامام نجم الدین الکاخشتوانی ، مات بجرجانیة خوارزم فی منتصف شھر صفر سنة ثلاث و سبعین و ست مائة (۶۷۳ھ) ... و کان یتکلم فی الفرائض والحساب والجبر والمقابلة والھیئة والھندسة ...

(الجواھر، ۱ : ۳۸۰)

صاحب الجواھر نے یہ صراحت بھی کی ہے کہ ابوالعلاء الفرضی (الکلاباذی) نے علم الفرائض کی تحصیل، امام کاخشتوانی سے کی تھی ۔

عبدالحی لکھنوی نے الفوائد البھیّہ میں بتایا ہے کہ الکاخشتوانی یا الکُخُشْتُوانی، بخاری کے ایک گاؤں کی طرف نسبت ہے اور یہ کہ ابوالعلاء الفرضی (الکلاباذی) نے اپنے شیخ الکاخشتوانی کے جو فوائد، اپنی تالیف ضوء السراج میں نقل کئے ھیں، ان سے شیخ کی، علم الفرائض میں، مہارت اور دقّت نظر کا اندازہ ھو سکتا ہے۔

(الفوائد، ص ۱۴۷)

الفوائد کے مولف نے ضوء السراج اور اس کی تلخیص المنہاج دونوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ مولف نے بڑی قابلیت سے علم الفرائض کے مسائل واضح کیے ھیں، ان میں مختلف مذاھب کی نشاندھی کی ہے اور پھر ھر مذھب کا استدلال بیان کیا ہے:

... طالعت ضوء السراج و ھو کتاب نفیس مشتمل علی ذکر المذاھب المختلفة فی المسائل مع ادلتھا یدلّ علی تبحّر مولّفه فی الفن وله مختصره مسمی بالمنھاج طالعتهٗ ... (الفوائد، ص ۲۱۱)

ضوء السراج، امام سراج الدین محمد السجاوندی کی کتاب فرائض السجاوندی (: الفرائض السراجیة) کی شرح ہے۔ یہ نادر اور اھم شرح ابھی تک طبع نہیں ھوئی۔ اس اھم تالیف کو مرتب کرنا اور شائع کرنا ضروری ہے۔ اس کے چند قلمی نسخوں کی نشاندھی[1] کے لیے دیکھیے بانکی پور، ۱۱ (۲): ۵۹ا، اور برا کلمن، ت ۱: ۶۵۰۔

(۱) اور مولف کے مزید حالات کے لیے دیکھیے شذرات ۵: ۳۵۷؛ تاریخ علماء بغداد، ص ۲۱۳؛ نیز مرآت الجنان ۳: ۲۳۴ اور الفوائد، ص ۲۱۱۔

علم الفرائض — شیعی

(۸۱)

الرسالة المحمدیة فی احکام المیراث اللابدیة

یوسف بن احمد بن ابراهیم البحرانی الشهیر بابن عصفور المتوفّٰی ۱۱۸۶ھ

اوراق :	۳۷ - ب تا ۱۳۵ - الف	خط	: نسخ
سطور :	۱۶	کاتب	: محمد بن میرزا علی
تقطیع :	۱۵ × ۱۳ س م	تاریخ کتابت	: ۱۲۵۲ھ

آغاز : بسم اللہ ... امّا بعدَ حمدِ الملک المانح بما لہٗ من المحامد و الممادح ...

مولف، بارھویں صدی ھجری کے جیّد شیعی فقہا میں تھا - اس کا وطن جزیرۂ البحرین (فارس) تھا، مگر اس نے کربلا میں سکونت اختیار کر لی تھی - وہ ۱۱۰۷ھ میں پیدا اور ۱۱۸۶ھ میں فوت ھوا - مولف کے پایۂ علمی کو زرکلی نے یوں بیان کیا ھے :

... فقیہ امامی غزیرُ العلم من اھل البحرین ... (اعلام ، ۹ : ۲۸۶)

براکلمن نے مولف کا نام ، یوسف بن احمد بن صالح بن احمد بن عُصفور الدرازی البحرانی درج کیا ھے اور اس کی تاریخ ولادت ۱۱۰۳ھ بیان کی ھے- (براکلمن، ت ۲ : ۵۰۳)

کنتوری نے مولف کی تالیف الحدائق الناضرة کے بیان میں مولف کا نام ، ''یوسف بن احمد بن صالح ... الخ درج کیا ھے(کشف الحجب، ۱۰۰)- غالباً براکلمن نے اسی کو بنیاد بنایا ھے مگر کنتوری ھی نے مولف کی دوسری متعدد تالیفات کے بیان میں، اس کا نام ''یوسف بن احمد بن ابراھیم البحرانی مولف کتاب الحدائق'' تحریر کیا ھے (دیکھیے کشف الحجب ۲۰۴۸، اور ۲۱۲۳)- صاحبِ الذریعہ نے اس اشتباہ کو دور کرتے

عبدالحی لکھنوی نے الفوائد البهیه میں بتایا ہے کہ الکاخشتوانی یا الکُخُشْتُوانی، بخارٰی کے ایک گاؤں کی طرف نسبت ہے اور یہ کہ ابوالعلاء الفرضی (الکلاباذی) نے اپنے شیخ الکاخشتوانی کے جو فوائد، اپنی تالیف ضوء السراج میں نقل کئے ہیں، ان سے شیخ کی، علم الفرائض میں، مہارت اور دقّت نظر کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔

(الفوائد، ص ۱۴۷)

الفوائد کے مولف نے ضوء السراج اور اس کی تلخیص المنهاج دونوں کا مطالعه کیا ہے ۔ اس کا بیان ہے کہ مولف نے بڑی قابلیت سے علم الفرائض کے مسائل واضح کیے ہیں، ان میں مختلف مذاهب کی نشاندهی کی ہے اور پھر ہر مذهب کا استدلال بیان کیا ہے :

... طالعت ضوء السراج و هو کتاب نفیس مشتمل علٰی ذکر المذاهب المختلفة فی المسائل مع ادلّتها یدلّ علٰی تبحّر مولّفه فی الفن ولهٗ مختصره مسمی بالمنهاج طالعتهٗ ... (الفوائد، ص ۲۱۱)

ضوء السراج، امام سراج الدین محمد السجاوندی کی کتاب فرائض السجاوندی (: الفرائض السراجیة) کی شرح ہے ۔ یه نادر اور اهم شرح ابھی تک طبع نہیں ہوئی ۔ اس اهم تالیف کو مرتب کرنا اور شائع کرنا ضروری ہے ۔ اس کے چند قلمی نسخوں کی نشاندهی(۱) کے لیے دیکھیے بانکی پور، ۱۱ (۲) : ۱۰۹، اور براکلمن، ت ۱ : ۶۵۰ ۔

(۱) اور مولف کے مزید حالات کے لیے دیکھیے شذرات ۵ : ۳۵۷؛ تاریخ علماء بغداد، ص ۲۱۳؛ نیز مرآت الجنان ۴ : ۲۳۴ اور الفوائد، ص ۲۱۱ ۔

علم الفرائض ــــ شیعی

(۸۱)

الرسالة المحمدیة فی احکام المیراث اللابدیة

یوسف بن احمد بن ابراھیم البحرانی الشھیر بابن عصفور المتوفی ۱۱۸۶ھ

اوراق	: ۳۷ - ب تا ۱۳۵ - الف	خط	: نسخ
سطور	: ۱۶	کاتب	: محمد بن میرزا علی
تقطیع	: ۱۵ × ۱۳ س م	تاریخ کتابت	: ۱۲۵۲ھ

آغاز : بسم اللہ ... اما بعد حمد الملک المانح بما لہ من المحامد و الممادح ...

مولف، بارھویں صدی ھجری کے جید شیعی فقھا میں تھا ۔ اس کا وطن جزیرۃ البحرین (فارس) تھا، مگر اس نے کربلا میں سکونت اختیار کر لی تھی ۔ وہ ۱۱۰۷ھ میں پیدا اور ۱۱۸۶ھ میں فوت ھوا ۔ مولف کے پایۂ علمی کو زرکلی نے یوں بیان کیا ھے :

... فقیہ امامی غزیر العلم من اھل البحرین ... (اعلام ، ۹ : ۲۸۶)

براکلمن نے مولف کا نام ، یوسف بن صالح بن احمد بن عصفور الدرازی البحرانی درج کیا ھے اور اس کی تاریخ ولادت ۱۱۰۴ھ بیان کی ھے۔ (براکلمن، ت ۲ : ۵۰۴)

کنتوری نے مولف کی تالیف الحدائق الناضرۃ کے بیان میں مولف کا نام ، ''یوسف بن احمد بن صالح ... الخ درج کیا ھے (کشف الحجب، ۱۰۰۱)۔ غالباً براکلمن نے اسی کو بنیاد بنایا ھے مگر کنتوری ھی نے مولف کی دوسری متعدد تالیفات کے بیان میں، اس کا نام ''یوسف بن احمد بن ابراھیم البحرانی مولف کتاب الحدائق'' تحریر کیا ھے (دیکھیے کشف الحجب ۲۰۴۸، اور ۲۱۲۳)۔ صاحبِ الذریعہ نے اس اشتباہ کو دور کرتے

ہوے مولف کا طویل شجرۂ نسب، پانچویں پشت تک مسلسل، درج کر دیا ہے :

"صاحب الحدائق الشیخ یوسف بن احمد بن ابراهیم بن احمد بن الشیخ صالح بن عصفور الدرازی البحرانی المتوفی ۱۱۸٦ھ" (ذریعہ ۱ : ۲٦۵)

البتہ کنتوری نے البحرانی کی تالیف اجوبة المسائل کے تذکرے میں، اس کے نسب کی تفصیل یوں بیان کی ہے: یوسف بن احمد بن ابراهیم بن احمد بن صالح بن احمد بن عصفور. . . (کشف الحجب، ۴۰۱)

مولف اپنے مسلک تشیع میں متشدد اور مسائل فقہیہ میں بھی انتہا پسندانہ موقف رکھتا تھا ۔ اس نے ابن ابی الحدید (متوفی ٦۵۵ھ) شارح نہج البلاغہ کے رد میں سلاسل الحدید تالیف کی، کیونکہ شارح مذکور خلفائے راشدین کی خلافت کا قائل تھا ۔ اپنے ہی ایک شیعہ عالم محمد باقر بن محمد اکمل البہبہانی المتوفی ۱۲۰٦ھ کے ساتھ مولف کا یہ اختلاف چلتا رہا کہ آیا دو فاطمی لڑکیوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ محمد باقر جواز کا قائل تھا، مگر مولف اسے حرام قرار دیتا تھا، چنانچہ اس سلسلے میں اس نے الصوارم القاصمة للجامعین بین ولد فاطمة کے نام سے ایک رسالہ تالیف کیا ۔

مولف نے شیعہ دینیات، بالخصوص فقہ شیعہ پر متعدد کتب تالیف کیں، جن میں سے بعض طبع بھی ہو چکی ہیں، تفصیل یہ ہے :

۱ ۔ انیس المسافر و جلیس الخواطر ۔ زرکلی نے اسے مطبوعہ بتایا ہے۔ معجم المطبوعات میں اسے کشکول البحرانی کے زیر عنوان درج کیا گیا ہے اور اس کا سال طباعت ۱۲۹۱ھ بتایا ہے۔

۲ ۔ الدرة النجفیة من الملتقطات الیوسفیة ۔ کنتوری کے بیان کے مطابق، مولف نے اس تالیف میں، شیعہ ذخیرۂ اخبار سے مستنبط ہونے والے احکام و مسائل کو ابواب فقہی میں ترتیب دیا ہے (کنتوری، ۱۰۸۵) براکلمن بتاتا ہے کہ ۱۳۱۴ھ میں یہ کتاب طہران سے چھپی تھی (براکلمن، ت ۲ : ۵۰۴)

۳ - لؤلؤة البحرین فی الاجازة لقرتی العین - کنتوری نے یہ تفصیل بتائی ہے کہ یہ اجازت نامہ اصلاً تو الشیخ عبد علی اور الشیخ حسین کے لیے لکھا گیا، مگر اس میں متعدد علما کے حالات درج ہو گئے ہیں - البحرانی اس کی تحریر سے ۱۱۸۲ھ میں فارغ ہوا - زرکلی نے اس کے خطی نسخے کا ذکر کیا ہے۔ البتہ معجم المطبوعات اور براکلمن نے اسے مطبوع قرار دیا ہے (دیکھیے کنتوری : ۲۷۱۸ ؛ اعلام ۹ : ۲۸٦ : معجم مط ۵۳۲ ؛ براکلمن ت ۲ : ۵۰۴)

۴ - سلاسل الحدید فی تقیید ابن ابی الحدید - ابن ابی الحدید (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنی شرح نہج البلاغۃ میں خلافت راشدہ کو برحق ثابت کیا ہے - البحرانی نے اس کے ردّ میں یہ کتاب تالیف کی - غالباً یہ کتاب طبع نہیں ہوئی - بعد میں السُّویدی (محمد امین بن علی بن محمد سعید السُّویدی المتوفی ۱۲۴٦ھ) نے البحرانی کے ردّ کے لیے ''الصارم الحدید فی عنق صاحب سلاسل الحدید'' تالیف کی ، یہ کتاب بھی طبع نہیں ہوئی - (اعلام ، ٦ : ۲٦۷ ، ۹ : ۲۸٦)

۵ - اعلام القاصدین فی اصول الدین - کنتوری نے البحرانی کی اس تالیف کا ذکر، مجملاً کیا ہے - غالباً یہ تالیف ابھی طبع نہیں ہوئی - نام سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب عقائد و کلام سے متعلق ہوگی -

٦ - الانوار الخیریة و الاقمار البدریة فی اجوبة المسائل الأحمدیة - صاحب ہدیة العارفین نے اسے البحرانی کی تالیفات میں شمار کیا ہے - (ہدیة، ۲ : ۵٦۹)

۷ - تدارک المدارک — یہ مدارک الاحکام پر حاشیہ ہے (کنتوری ، ۹۸۴)، ایک مدارک الاحکام ابن المطہر الحلّی المتوفّی ۷۲٦ھ کی تصنیف ہے (کنتوری، ۲۸۰٦)، اور دوسری مدارک الأحکام فی شرح شرائع الاسلام کے نام سے ، محمد بن علی الموسوی الجبعی العاملی المتوفّی ۱۰۰۹ھ کی تالیف ہے (کنتوری ، ۲۸۰۷)، دونوں کا موضوع فقہ شیعی ہے - البحرانی کی تدارک المدارک بہ ظاہر اوّل الذکر کا حاشیہ ہے۔

۸ - الشهاب الثاقب فی بیان معنی الناصب کنتوری نےاس تالیف کا نام اسی قدر لکھا ہے (کنتوری، ۲۰۳۸) مگر هدیة العارفین میں مفصل نام یوں ہے :

الشهاب الثاقب فی بیان معنی الناصب و ما یترتب فیها من المطالب -

(هدیة ، ۲ : ۵٦۹)

۹ - الصوارم القاصمة للجامعین بین ولد فاطمة ، هم اس تالیف کا ذکر پیچھے کر آئے هیں (دیکھیے زیرنظر فهرست، ص ۲۰۸)

۱۰ - عقدالجواهر النورانیة فی اجوبة المسائل البحرانیة - یه پورا نام ، هدیة العارفین (۲ : ۵٦۹) میں مذکور ہے - کنتوری نےاس تالیف کا تذکرہ عقدالجواهر کے نام سے بھی کیا ہے (کنتوری، ۲۱۲۳) اور ادهر اجوبة المسائل کے عنوان سے بھی البحرانی کی ایک تالیف کا ذکر کرتے ہوئے، آخر میں کہا ہے :

... و لعلّه هو عقد الجواهر النورانیة فی اجوبة المسائل البحرانیة و کانت النسخة الحاضرة عندنا قد سقط شیٔ من اوّلها ... (کنتوری ۱۰۳)

۱۱ - قاطعة القال و القیل فی نجاسة الماء القلیل - هدیه اور کنتوری دونوں میں مذکور ہے - (هدیة ۲ : ۵٦۹ ؛ کنتوری ۲۲۰۸)

۱۲ - کشف القناع عن صریح الدلیل فی الردّ علٰی من قال فی الرضاع بالتنزیل - کنتوری لکھتا ہے اس تالیف میں البحرانی نے خاص طور پر السیّد محمد باقر داماد کا ردّ کیا ہے - (کنتوری ، ۲٦۴۴)

۱۳ - الکنوز المودعة فی اتمام الصلوٰة فی مواضع (الحرم) الاربعة (کنتوری ، ۲٦۸٦)

۱۴ - اللآلیٔ الزواهر فی تتمة عقد الجواهر، یه تالیف صرف هدیة العارفین (۲ : ۵٦۹) میں مذکور ہے -

۱۵ - معراج النبیه فی شرح من لایحضره الفقیه ، صرف هدیة العارفین (۲ : ۲٦۹) میں مذکور ہے -

۱۶ - میزان الترجیح فی افضلیة التسبیح فیما عدا الاولیین من الصلوٰة۔ (کنتوری، ۳۲۲۷)

اس تالیف کا نام، ھدیة (۲ : ۵۶۹) میں یوں درج ھے :

میزان الترجیح فی افضلیة القول فیما عدالاولیین من التسبیح ۔

۱۷ - النفحات الملکوتیة فی الردّ علی الصوفیة ۔ (ھدیة ، ۲ : ۵۶۹ ؛ کنتوری، ۳۲۸۰)

زیرنظر تالیف کا نام تذکرہ نگاروں نے الرسالة المحمدیة فی احکام المیراث الابدیة تحریر کر دیا ھے، مگر اس میں نام کا آخری کلمه، غلط املا کے ساتھ لکھا گیا ھے۔ ھمارے نسخے کے دیباچے میں اسے صحیح املا کے ساتھ ، یعنی الآبدیة کے بجائے ''اللّابدّیة'' درج کیا گیا ھے۔

وجه تالیف کے سلسلے میں ، مولف نے دیباچے میں بتایا ھے کہ یہ رسالہ ، مولف کے برادر محمد بن احمد بحرانی کی فرمائش پر لکھا گیا اور یه صراحت بھی کی ھے کہ اس تالیف میں ایجاز و اختصار کے ساتھ واضح اسلوب اختیار کیا گیا ھے۔ اختلافی مسائل کے بارے میں ، مولف یه وضاحت کر دیتا ھے کہ اس کے نزدیک کونسا موقف، مرجّح و مختار ھے :

فیقول الفقیر الی ربّه الکریم یوسف بن احمد بن ابراھیم الدرازی و فّقه اللہ تعالٰی لاصلاح داریه و تعمیر نشأتیه قد سألنی الأخ الصالح ... الشیخ محمد بن المرحوم الشیخ احمد البحرانی افاض اللہ تعالٰی علیه ... ان اکتب له رسالة تشتمل علٰی جملة من احکام المیراث علٰی وجه الایجاز والاختصار منبّھا علٰی ما ھو الراجح عندی فی کلّ منھا و المختار علٰی ما وصل الیه فھمی القاصر من اخبار العترة الاطھار سالکاً فیھا مع ذٰلک غایة البیان والایضاح لیسھل الأخذ بھا لجملة الطالبین من ذوی الصلاح ... و سمّیتھا بالرسالة المحمدیة فی احکام المیراث اللّابدیة ...

یہاں ساتھ ھی کتاب کی ترتیبِ مضامین بھی بیان کر دی ھے :

... وقد رتّبتها علٰی مقدمةٍ و فصول ستّةٍ و ختام ...

مقدّمے میں مُوجبات ارث ، اَنواعِ وَرَثہ، عول ، تعصیب، موانعِ ارث ، اور حجب جیسے مباحث مندرج ھیں ۔ چھ فصلوں کے مضامین کی تفصیل یہ ھے :

۱ ۔ الفصل الاول فی میراث الآباء والاولاد ۔

۲ ۔ الفصل الثانی فی میراث الاجداد والاخوۃ ۔

۳ ۔ الفصل الثالث فی الاعمام و الاخوال ۔

۴ ۔ الفصل الرابع فی میراث الازواج ۔

۵ ۔ الفصل الخامس فی میراث الولاء ۔

۶ ۔ الفصل السادس فی اللوا حق ۔

اور خاتمہ، حسابِ فرائض پر مشتمل ھے :

... ختام [؟ الختام] بہ [؟ و بہ] الاِتمام فی حساب الفرائض الّذی ھو فی ھذا الباب من اعظم المھام ...

یہ کتاب ابھی تک طبع نہیں ھوئی ، نہ ھی اس کا دوسرا کوئی خطی نسخہ ھمارے علم میں ھے۔ شیعہ علم الفرائض کے نصابی مطالعے کے سلسلے میں ، اس تالیف کو مختصر اور جامع ھونے کے اعتبار سے بھی قابل توجہ قرار دیا جا سکتا ھے۔

الحمدُ للہ اّلذی وفقنا لاِتمام المجلد الاوّل من الفھرس المفصل لنوادر المخطُوطات العربیۃ فی مکتبۃ جامعۃ بنجاب ، بلاھور ویلیہ المجلد الثانی انشاء اللہ تعالٰی و تبارک اسمہٗ ذوالجلال والاِکرام وھو المستعان فی البدایۃ و الختام

فہارس

(اشاریے)

اشاریہ ——— الاعلام

[فہرست مفصّل میں اصل زیر اندراج مخطوطات کے مولفین کے اسما کو، شروع میں ستارے کا نشان ڈال کر ممتاز کیا گیا ہے مثلاً ☆ابراہیم بن محمد . . . الشہیر بعصام‌الدین ۔ کاتبوں کے اسما کے آگے قوسین میں ک کی علامت درج کی گئی ہے مثلاً عبدالغفور (ک) ۔ علاوہ ازیں اسما، ان حضرات کے ہیں جن کا کسی بھی حیثیت سے فہرست میں ذکر آیا ہے۔]

اشاریہ (۲)

(عنوانات = اسماء الکتب)

[ستارے (✫) کے نشان سے شروع ہونے والے نام، ان مخطوطات کے ہیں جن کے تعارف کے لیے یہ فہرست مرتب کی گئی ہے اور جن کے قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہیں۔]

اشاریہ (۳)

(الاماکن — مقامات کے نام)

اشاریہ (۴)

(فرق و قبائل = فرقے، قبیلے، گروہ)

اشاریہ (۵)

(موضوعات = مضامین، مباحث، مصطلحات علوم و فنون)